MODEL Questions with answers

For Intermediate Examinations- 2017

Subject : Urdu

Time: 3 hours 15 Minutes | Urdu (OPT) Set-I | Fullmarks: 100

سوالات

سوال-1 سبھی سوالوں کے جواب دینالازمی ہے 7x2 = 14

(i) ''ایوان غزل'' کس کی تخلیق ہے؟

(الف)شکیلہ اختر (ب)جیلانی بانو (ج)قدسیہ بانو (د)رشیدالنساء

(ii) قصہ گوئی کی سب سے پرانی وصنف کون سی ہے۔؟

(الف)ناول (ب)مثنوی (ج)ڈراما (د)داستان

(iii) سید سلیمان ندوی کس ریاست سے تعلق رکھتے تھے؟

(الف)ریاست لکھنو (ب)ریاست دکن (ج)ریاست بہار (د)ریاست پنجاب

(iv) ان میں سے کس کتاب کا تعلق داستان سے ہے؟

(الف)باغ وبہار (ب)ایوان غزل (ج)غبار خاطر (د) مٹی کا تیل

(v) ''کندن'' کے خالق کون ہیں؟

(الف)رشید احمد صدیقی (ب)سرسید احمد خان (ج)زبیر رضوی (د) سید سلیمان ندوی

(vi) میر امن دہلوی کس کالج سے وابستہ رہے؟

(الف)دلی کالج (ب)شبلی کالج (ج)فورٹ ولیم کالج (د) خالصہ کالج

(vii) ''غبار خاطر کا تعلق کس صنف ہے؟

(الف)خطوط (ب)انشائیہ (ج)افسانہ (د) ڈراما

سوال-2 درج ذیل معروضی سوال میں سے کسی آٹھ کا جواب دیں 8x2 = 16

(i) علی سراد جعفری کا تعلق کس ادبی تحریک سے تھا؟

(الف) رومانی تحریک (ب) ترقی پسند تحریک (ج) جدیدیت (د) مابعد جدیدیت

(ii) یگانہ کی پیدائش کہاں ہوئی ؟

(الف) لکھنو (ب) دلی (ج) پٹنہ (د) حیدرآباد

(iii) خلیل الرحمٰن اعظمی کی پیدائش کہاں ہوئی

(الف) ۱۹۲۵ء (ب) ۱۹۲۷ء (ج) ۱۹۲۹ء (د) ۱۹۳۱

(iv) ''سورج ہے کونا مہرباں ہے سر پہ نیلا سائبان'' اسی کا دوسرا مصرعہ کون سا ہے؟

(الف) اے زندگی، اے زندگی رتبہ رہے بالا ترا (ب) بس تشنگی، بس تشنگی، گویاس تھا دریا ترا

(ج) منزل تو کیا ہم کو ملے چلتا رہے رستا ترا (د) اے آسماں اے آسماں رتبہ رہے سایہ ترا

(v) ''غالب شکن'' کس شاعر کو کہا جاتا ہے؟

(الف) یگانہ چنگیزی (ب) خلیل الرحمٰن (ج) سردار جعفری (د) عمیق حنفی

(vi) ''کیوں گردش مدام سے گھبرانہ جائے دل'' اس کا دوسرا مصرع کیا ہے؟

(الف) خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں (ب) لوح جہاں پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں

(ج) انسان ہوں ساغر و پیالہ نہیں ہوں (د) لعل و زمرو زر و گوہر نہیں ہوں میں

(vii) ''مرزا نوشہ'' کے نام سے کون شاعر مشہور ہوئے؟

(الف) غالب (ب) یگانہ (ج) شاد (د) داغ

(viii) یگانہ جنگیزی کا اصل نام کیا تھا؟

(الف) مرزا احد حسین (ب) مرزا واجد حسین (ج) مرزا ساجد حسین (د) مرزا خالد حسین

(ix) اکبر الہ آبادی کا پورا نام کیا تھا؟

(الف) تفضل حسین (ب) سید فضل محمد (ج) اکبر حسین (د) اصغر حسین

سوال-3 درج ذیل معروضی سوالوں میں سے کسی پانچ کا جواب لکھیں؟ 5x2 = 10

(i) بیدی کا پورا نام کیا تھا؟

(الف) بھرت سنگھ (ب) امرت سنگھ (ج) راجندر سنگھ (د) عبرت سنگھ

(ii) فیض احمد فیض کہاں پیدا ہوئے؟

(الف) سیالکوٹ (ب) احمد آباد (ج) فیض آباد (د) الہ آباد

(iii) کسی کی موت پر جو نظم کہی جائے اسے کیا کہتے ہیں؟

(الف) قصیدہ (ب) رباعی (ج) مرثیہ (د) مثنوی

(iv) جوش ملیح آبادی کا پورا نام کیا تھا؟

(الف) بشیر احمد خاں (ب) رشید احمد خاں (ج) محمد احمد خاں (د) شبیر حسن خاں

(v) جے پرکاش نرائن کی پیدائش کہاں ہوئی؟

(الف) زیرادئی (ب) دیارا (ج) سریا (د) تاجپور

(vi) مجاز کا اصل نام کیا ہے؟

(الف) اسرار الحق (ب) سعید الحق (ج) سراج الحق (د) عماد الحق

(vii) "غبار خاطر کا تعلق کس صنف سے ہے؟

(الف) خطوط (ب) انشائیہ (ج) افسانہ (د) ڈراما

سوال-4 درج ذیل میں کسی پانچ کی جمع بنائیں 5x1 = 5

جسم، قوم، باب، ملک، وقت، شرط، رسم

سوال-5 درج ذیل میں کسی پانچ کی ضد بنائیں 5x1 = 5

خیر، فنا، جدید، حلال، آغاز، نیکی، آسمان

سوال-6 محاورات ذیل میں کسی پانچ کو جملوں میں استعمال کریں؟ 5x1 = 5

باطن، اگلدان، آنگن، اذان، اجرت، حیا

سوال-7 مندرجہ ذیل میں سے کسی چار کا جواب مطلوب ہے 4x1 = 4

نو دو گیارہ ہونا، اپنا الو سیدھا کرنا، پانی پانی ہونا ، عید کا چاند ہونا۔

لال پیلا ہونا، پھولے نہ سمانا، آنکھ ملانا۔

سوال-8 مندرجہ ذیل لاحقوں کی مدد سے پانچ الفاظ کی تراکیب لکھیں؟ 5x1 = 5

وار، انداز، گاہ، یافتہ، زار، گر۔

سوال-9 ذیل کے کسی چار سوالوں کے جواب ایک یا دو جملوں میں دیں؟ 4x2 = 8

(i) ٹوبہ ٹیک سنگھ کس کا افسانہ ہے؟

(ii) "باغ و بہار میں کتنے درویش کی کہانی بیان کی گئی ہے؟

(iii) 'فسانۂ عجائب" کے کسی دو کردار کا نام لکھیں۔

(iv) علامہ اقبال کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

(v) غزل کے آخری اور پہلے شعر کو کیا کہتے ہیں؟

سوال-10 مندرجہ ذیل سے کسی چار سوالوں کے مختصر جواب دیں؟ 4x3 = 12

(i) فرحت اللہ بیگ نے اپنے استاد سے کیا سیکھا؟

(ii) خاکہ نگاری سے کیا مراد ہے؟

(iii) مٹی کی تہہ میں قدرت نے کون کون سے خزانے چھپا رکھے ہیں؟

(iv) سید سلیمان ندوی کا تعارف پیش کیجئے۔

(v) مضمون نگاری سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

(iv) صنف انشائیہ سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے۔

سوال-11 مندرجہ ذیل سوالوں میں کسی دو پر روشنی ڈالئے 2x5 = 10

(i) "فسانۂ عجائب" کے حوالے سے رجب علی بیگ سرور کی داستان نویسی پر روشنی ڈالئے۔

(ii) وزیر آغا نے انشائیہ کے لئے کن باتوں کو ضروری قرار دیا؟

(iii) احمد جمال پاشا کے انشائیہ 'ہجری' پر روشنی ڈالئے؟

(iv) افسانہ "پرامس" کے حوالے سے آج کے انسانی رشتوں کی سچائی پر روشنی ڈالئے؟

سوال-12 کسی ایک عنوان پر مضمون قلم بند کیجئے۔ 1x 5 = 5

(الف) دوستی (ب) تاج محل

جوابات۔سیٹ-۱

جواب:1

(i) ب-جیلانی بانون (ii) د-داستان (iii) ج-ریاست بہار (iv) الف-باغ وبہار

(v)الف-رشید احمد صدیقی (vi)ج-فورٹ ولیم کالج (vii)الف-خطوط

جواب-2

(i) ب-ترقی پسند تحریک (ii) ج-دلی (iii) ب-۱۹۱۷

(iv) د-اے آسماں آسماں رتبہ رہے سایہ ترا۔ (v)الف -یگانہ چنگیزی

(vi)ج-انسان ہوں ساغر و پیالہ نہیں ہوں (vii)الف-غالب

(viii)ب-مرزا واجد حسین (ix)ج-اکبر حسین

جواب-3

(i) ج-راجندر سنگھ (ii) الف-سیالکوٹ (iii) ج-مرثیہ

(iv) د-شبیر حسن خاں (v)ب-شتاب دیدار (vi)الف-اسرار الحق

جواب-4

واحد	جمع	واحد	جمع
جسم	اجسام	قوم	اقوام
باب	ابواب	ملک	ممالک
وقت	اوقات	شرط	شرائط
رسم	رسوم		

جواب-5

الفاظ	اضدا	الفاظ	اضدا
خیر	شر	فنا	بقا
جدید	قدیم	حلال	حرام
آغاز	انجام	نیکی	بدی
آسمان	زمین		

جواب-6

الفاظ	جملہ
باطن	(مذکر) ظاہر کی طرح اس کا باطن بھی اچھا ہے۔
اگلدان	(مذکر) یہ کس کا اگلدان ہے۔
آنگن	(مذکر) میرا آنگن کشادہ ہے۔
اذان	(مؤنث) مسجد میں اذان ہو رہی ہے۔
اجرت	(مؤنث) نیکی کی بڑی اجرت ملتی ہے۔
حیا	(مؤنث) آج کل حیا ختم ہوتی جا رہی ہے۔

جواب-7

محاورہ	جملہ
نو دو گیارہ ہونا۔	سپاہی کو دیکھتے ہی چور نو دو گیارہ ہو گئے۔
اپنا الو سیدھا کرنا۔	کوئی مرے یا جئے ان کو اپنا الو سیدھا کرنے سے مطلب ہے۔
پانی پانی ہونا۔	بچوں کے سامنے بے عزت ہو کر پانی پانی ہو گیا۔
عید کا چاند ہونا۔	تم تو آج کل عید کا چاند ہو گئے۔
لال پیلا ہونا۔	بچوں پر ناحق لال پیلا ہوتے ہو۔
پھولے نہیں سمانا	ملازمت مل جانے پر وہ پھولے نہیں سما رہے ہیں۔
آنکھ ملانا۔	کتنا بدتمیز ہے استاد سے آنکھ ملا کر بات کرتا ہے۔

جواب-8

الفاظ	لاحقہ کی ترکیب
وار	بزرگوار
انداز	تیز انداز
گاہ	بندرگاہ
یافتہ	تعلیم یافتہ
زار	گلزار
گر	سوداگر

جواب-9

(i) ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' منٹو کا افسانہ ہے۔

(ii) ''باغ و بہار'' میں چار درویشوں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

(iii) ''فسانہ عجائب'' کے دو کرداروں کے نام: جان عالم، اور انجمن آرا ہیں۔

(iv) علامہ اقبال ۱۸۷۷ء میں سیال کورٹ میں پیدا ہوئے۔

(v) غزل کے آخری شعر کو مقطع اور پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں۔

جواب-10

(i) فرحت اللہ بیگ کے استاد کا نام ڈپٹی نذیر احمد تھا۔ وہ اپنے استاد نذیر احمد کے گھر جا کر تعلیم حاصل کرتے تھے، مگر فرحت اللہ بیگ سے اعراب کی فاش غلطیاں ہوتی تھی اور ان کا صرف نحو بھی کمزور تھا اور نظم میں بھی دقت ہوتی تھی۔ اس لئے ان کے استاد سخت خفا ہوتے تھے اور پریشان ہو کر فرحت اللہ بیگ کو تعلیم دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن فرحت اللہ بیگ کو چونکہ علم حاصل کرنے کا شوق تھا اس لئے استاد کی پھٹکار کے باوجود وہ وہاں سے ٹس سے مس نہیں ہوتے تھے۔ ان کی ضد تھی کہ وہ تعلیم حاصل کریں گے تو انہیں سے، بالآخر فرحت اللہ کے اس شوق کو دیکھ کر ان کے استاد نذیر احمد کو اپنے فیصلے پر یہ کہتے ہوئے نظر ثانی پڑی کہ ''اگر تم چلے جاتے تو میرے گھر میں پھر کبھی گھسنا نصیب نہ ہوتا۔ میں تمہارے شوق کو آزماتا تھا۔ مگر تم نے مجھ ہی آزما ڈالا۔ خدا ایسے شاگرد سب کو نصیب کرے۔ یہ بے حیائی نہیں ہے میاں یہ شوق ہے علم کا، جس کو چسکا ہوتا ہے وہ بری بھلی بھی سنتا ہے۔ بدشوق بھاگ نکلتے ہیں اور شوقین استاد کو پا لیتے ہیں۔

(ii) خاکہ نگاری اردو کے نثری ادب کی ایک دلکش صنف ہے۔ اس کا فن غزل اور افسانے کے فن سے ملتا جلتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ غزل اور افسانے کی طرح ہی خاکہ نگاری میں اختصار اور اشارے و کنائے سے کام لیا جاتا ہے۔ اختصار خاکہ نگاری کی بنیادی شرط ہے۔ خاکہ میں کسی بھی شخص کی زندگی کے نقوش اور اس کے خدو خال اس طرح ابھارے جاتے ہیں کہ اس کی خوبیاں اور خامیاں نمایاں ہو جاتی ہیں اور اس کی ایک جیتی جاگتی تصویر ایک خاص تاثر کے ساتھ ذہن میں نقش ہو جاتی ہے۔ خاکہ دراصل کسی بھی شخص کا محض اسکیچ ہوتا ہے، مکمل تصویر نہیں، جو فرق افسانہ اور ناول میں ہے وہ ہی فرق خاکہ اور سوانح نگاری میں ہوتا ہے۔ خاکہ نگاری میں خاکہ کسی بھی شخص کی زندگی کے تفصیلی حالات پیش کر کے اس کی مکمل تصویر میں رنگ نہیں بھرتا بلکہ اس کی زندگی کے نمایاں پہلوؤں پر دلچسپ اور ضرورت کے مطابق ظریفانہ اسلوب میں اختصار کے ساتھ دھندلی سی ایک تصویر پیش کرتا ہے جس سے موٹے طور پر مذکور شخص کے متعلق قاری کے ذہن میں خاص تاثر کے ساتھ ایک شبیہ ابھرتی ہے خاکہ کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ ایک مالی یا بھنگی ہو یا پھر کسی بڑی شخصیت کا۔ اردو میں سب سے پہلے فرحت اللہ بیگ نے اپنے استاد ڈپٹی نذیر احمد کا خاکہ ''نذیر احمد کی کہانی: کچھ ان کی میری زبانی'' کے عنوان سے لکھا

اور اس طرح اردو میں فن خاکہ نگاری کی بنیاد پڑ گئی۔

(iii) مٹی کی تہہ میں قدرت نے ایسے ایسے نایاب خزانے چھپا رکھے ہیں جن کو کام میں لا کر انسان ایک مہذب آدمی کہلاتا ہے۔ طرح طرح کی معدنیات جیسے سونا، چاندی، ہیرے، موتی، اور جواہرات وغیرہ مٹی کے اندر ہی ہوتے ہیں۔ ان معدنیات کے بغیر تو انسان جانوروں جیسے زندگی بسر کرتا ہے، دیگر چیزوں سے قطع نظر مٹی کے بعض ٹکڑوں کی تہہ میں ایک قسم کا چکنا بدبودار پانی ہوتا ہے۔ جس کو لوگ مٹی کا تیل کہتے ہیں۔ نسبتاً یہ دوسرے تمام قدرتی خزانوں سے زیادہ مفید ہے۔ خواجہ حسن نظامی کہتے ہیں کہ مٹی کے تیل کو بھلے حقیر اور بے وقعت سمجھا جائے مگر در حقیقت یہ ہے کہ اسی کے دم سے آدمی روشنی پاتا ہے آج بجلی آ گئی ہے مگر اس مٹی کے تیل پر دنیا کے پیش تر لوگوں کا انحصار ہے اس سے نہ صرف لوگ اپنی راتوں میں اجالے بھرتے ہیں بلکہ یہی وہ مٹی کا تیل ہے جو دنیا کے تمام کل کارخانوں میں کام آتا ہے۔ اور اسی کی وجہ سی موٹر کار نہ زمین پر دوڑتی ہیں۔ یہ خزانہ ہے کہ جس نے امریکہ کے راک فیلر کو دولت سے مالا مال کر دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ انسان لاکھ کوشش کرے تو بھی مٹی کے تیل جیسے روشنی نہیں پیدا کر سکتا۔

(iv) سید سلیمان ندوی صوبہ بہار کے ایک مردم خیز بستی دسنہ جواب موجودہ نالندہ ضلع میں واقع ہے وہاں ۲۲ / نومبر ۱۸۸۴ کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام حکیم سید ابوالحسن تھا۔ دسنہ میں ابتدائی تعلیم ہوئی، سترہ برس کی عمر میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ندوہ العلماء میں داخل ہوئے۔ علامہ شبلی نے اس جوہر قابل کو پہچانا اور "الندوہ" کے نائب مدیر کی ذمہ داری سونپ دی، آگے چل کر یہیں مدرس مقرر ہوئے، مگر جس ادارے نے ان کی سربراہی میں بہت نام پیدا کیا وہ دار المصنفین اعظم گڑھ ہے۔ عربی داب، اسلامیات، تاریخ، سوانح، ادبیات وتربیت وتدوین سے انہیں گہری دلچسپی رہی ہے۔ اردو زبان وادب کو فروغ دینے میں ان کی نمایاں خدمات رہی ہیں۔ انہیں اردو کے ماہرین لسانیات میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ کثیر التصانیف تھے۔ نقوش سلیمانی، ہماری زان کا نام، مضامین سلیمان، مقالات سلیمان مقالات سلیمان وغیرہ ان کی اہم تصنیفات ہیں۔ اردو زبان وادب سے متعلق مصامین، خصوصی طور پر قابل مطالعہ ہیں اس کے علاوہ "عرب وہند کے تعلقا" عربوں کی جہاز رانی، سیرت عائشہ، خیام اور رحمت عالم، ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ان کا انتقال ۲۳ نومبر ۱۹۵۳ء کو کراچی میں ہوا۔

(v) عام طور سے کسی خاص موضوع پر جو تحریر قلم بند کی جائے اسے ادبی اصطلاح میں مضمون کہتے ہیں۔ انگریز میں ان کے لئے Essay لفظ مخصوص ہے۔ انگریزی ہو یا اردو ، ان لفظ کے دائرہ کار میں ایک ادنی شے پر مضمون سے لیکر کسی عالمانہ موضوع کا احاطہ کرنے والی تحریر تک کو شامل کیا جاتا ہے۔ مضمون کی متعدد اقسام ہیں، تنقیدی، مضمون، عملی یا ادبی مضمون، ظریفانہ مضمون، انشائیہ وغیرہ۔ غیر افسانوی ادب سے تعلق رکھنے والی یہ صنف اپنی گونا گوں خوبیوں سے مرکزیت کی حامل رہی ہے۔ عام طور پر مضمون نگار سے یہ توقع

کی جاتی ہے کہ وہ کسی موضوع کے تیئں معروضی رویہ اختیار کرے، اور اس کا نقطہ نظر عالمانہ ہو۔ مضمون کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ لکھنے والا اپنی باتوں کو سلسلے وار طریقے سے بنا کر یا اور وہ اپنے موضوع کے تمام پہلوؤں پر قادر ہو، غیر افسانوی نثر میں مضمون نویسی کی اہمیت اس وجہ سے بھی مسلم ہے کیونکہ اس دائرہ کار کافی وسیع رہا ہے۔ سرسید تحریک کے زمانے سے ہی ایسی تحریروں کے لئے ایک موافق ماحول قائم ہوا۔ شبلی سے لیکر مہدی افادی تک ہر ادیب نے ایسے مضامین لکھے۔

(vi) غیر افسانوں کی اصناف ادب میں انشائیہ وہ نثری تحریر ہے جس میں کسی اہم یا غیر اہم واقعہ کسی خیال، کسی جذبے یا محض کسی لمحاتی کیفیت کو پر لطف انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ ترتیب، تنظیم، سنجیدگی، غور وفکر وہ چیزیں ہیں جن کی یہ صنف متحمل نہیں ہوسکتی۔ ہلکا پھلکا خیال اور شگفتہ وظرافت آمیز اظہار ہی اسے خوبصورتی عطا کرتا ہے۔ انشائیہ کی بنیادی شرط یہ ہے کہ اس کی کوئی شرط ہی اور نہ ہی اس کا اصول ہوتا ہے۔ جو کچھ کہو اس طرح کہو کہ پڑھ کر جی خوش ہوجائے اور پڑھنے والے کے ذہن میں گدگدی سی ہونے لگے۔ اسی لئے انشائیہ کو ''بے بات میں بات'' اور ذہنی ترنگ بھی کہا گیا ہے۔ اس کی نثر نہایت شستہ وشگفتہ بلکہ گاتی ہوتی ہے۔ جو آسانی سے قاری کے ذہن کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ انشائیہ نگار گویا نثر میں شاعری کرتے ہوئے، اپنے ظریفانہ طرز اظہار سے قاری کی تشریح کا سامان بہم پہنچاتا ہے اور سنجیدہ غور وفکر کی طرف مائل کرتا ہے۔

جواب-11

(i) رجب علی بیگ سرور کی مشہور ومعروف تصنیف ''فسانۂ عجائب'' ایک خوش اسلوب داستان ہے جو مقفی و مسجع عبارت میں لکھی گئی ہے۔ یہ داستان باغ و بہار سے تقریباً بیس سال بعد شائع ہوئی ہے۔ زبان کی آرائش وزیبائش اور لکھنوی تہذیب کو ترجیح دینا اس صنف کی ایک خاص وجہ تھی۔

فسانۂ عجائب سرور کی طبع زاد دستان ہے جس میں سحر البیان، گل بکاؤلی، حاتم طائی، پدماوت وغیرہ جیسی قدیم داستانوں کے مجموعی تاثرات کو اپنے تخیل کے سانچے میں ڈھال کر بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس داستان میں مختلف قدیم داستانوں کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ''فسانۂ عجائب'' کے اس ماخوذ حصے میں ملک یمن کا ایک بادشاہ کا حال زار بیان کیا گیا ہے۔ جو اپنی حکومت ایک اجنبی سائل کو سونپ کر سلطنت سے باہر چلا جاتا ہے۔ بادشاہ اپنی بیگم اور بچوں کے ساتھ سفر کی صعوبت اٹھاتا ہے۔ وہ اپنی سادگی کی وجہ سے ایک سوداگر کے فریب میں بھی آجاتا ہے۔ جو دھوکہ سے اس کی بیگم کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے اس کی تلاش میں بادشاہ نڈھال ہوجاتا ہے۔ ستم بالا ستم اس کا ایک بچہ غرقاب ہوجاتا ہے تو دوسرے بچہ کو بھیڑیا اٹھا لے جاتا ہے۔ اس طرح اس داستان میں جہاں ایک طرف بادشاہ کی سادگی، نیک نیتی اور درویشانہ صفات کو اجاگر کیا گیا ہے وہیں دوسری طرف اس پر آئی مصیبتوں کو بھی پر درد انداز میں بیان کیا ہے۔

سرور کی اس داستان میں صنائع وابدائع ،مبالغ اور تخیل کی بلند پروازی جیسے لکھنوی طرز نگارش کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔سرور نے اپنی اس داستان کے حوالے سے اپنے عہد کے ادبی مذاق کی ترجمانی بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ کی ہے۔

(ii) یہاں تک انشائیہ کا تعلق ہے اتفاق سے اردو میں انشائیے کی صنفی حیثیت کے متعلق کافی مباحث ہوئے ہیں۔ان مباحث کے نتیجہ میں کوئی ایک مثبت اور متفقہ رائے انشائیہ کے تعلق سے بھی ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکی ہے۔مفکرین کے مابین اختلاف اتنے شدید ہیں کہ انشائیہ کے متعلق قاری کو کوئی ایک رائے قائم کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔شاید اسی وجہ سے ظریفانہ مضامین کو انشائیہ کہنے کا ایک چلن قائم ہو گیا ہے۔

وزیر آغا نے انشائیہ میں پیش کئے جانے والے موضوعات کے مختلف پہلوؤں کو نظر میں رکھتے ہوئے انشائیہ کی حدود اور اس کا دائرہ کار متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔چونکہ وہ خود بھی انشائیہ نگار ہیں اس لئے اس سلسلے میں ان کے خیالات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔انشائیہ دراصل وہ طرز تحریر ہے جس میں کسی اہم یا غیر اہم واقعہ کسی خیال یا کسی جذبے کو پر لطف انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔وزیر آغا کہتے ہیں کہ افسانہ یا ناول میں جو لوازمات معروضی انداز میں پیش کئے جاتے ہیں۔وہی طریقہ کار انشائیہ کے ذیل میں ممکن نہیں ہے۔ادب کی دوسری اصناف اور فنی پیرائیوں کے امتیازات کے متعلق بحث کرتے ہوئے انہوں نے اس صنف کے غیر رسمی طریقہ کار، شگفتہ موڈ اور طنز و مزاح کے عناصر کی آمیزش سے اس صنف کے خدوخال متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔اچھے انشائیہ میں اختصار،تازگی ،جدت اور خوش گوار سادگی جیسے عناصر کی آویزش ہوتی ہے۔وزیر آغا اپنے مضمون میں ان عناصر کی بحث سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ان عناصر کی آویزش کے بعد ہی انشائیہ پڑھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ اس نے چند لمحوں میں ہی بہت ہی مسرت خیز معلومات حاصل کر لی ہیں۔اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انشائیہ میں طنز و مزاح کا عنصر نمایاں طور پر غالب رہتا ہے۔جس سے قاری کا ذہن میں ایک خوش گوار ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔اور وہ کچھ دیر کیلئے اپنے سبھی غم کو بھول کر اس کے لذت میں کھو جاتا ہے۔

(iii) احمد جمال پاشا ماضی حال اور مستقبل ہر دور پر باریک نظر رکھتے تھے۔جس کی وجہ سے انہیں کل وقتی ادیب بھی کہا جاتا ہے۔طنز وظرافت ان کا خاص میدان تھ،جس کے اعتراف میں غالب اکیڈمی نے ۱۹۸۶ء میں انہیں سا گر سوری ،ایوارڈ سے نوازا۔طنز وظرافت سے متعلق ان کا پندرہ تصنیفات شائع ہو چکی ہیں۔۱۹۸۷ء میں ان کا ان کا انتقال پٹنہ میں ہوا اور وہ سیوان میں دفن کئے گئے۔

نصاب میں شامل انشائیہ "ہجرت" احمد جمال پاشاہ کی ایک شاہکار تخلیق ہے اس حوالے سے احمد جمال پاشا کی ادبی اہمیت واضح ہوتی ہے۔احمد جمال پاشاہ اس انشائیہ کی ابتداء بنجاروں کے ایک قصہ سے کرتے ہیں جو شہر کی آبادی سے باہر کچھ دنوں کلئے ڈیرہ جمائے رہتے ہیں۔اور مصنف کے ذہن میں خیالوں کا ایک جنگل تیار کر دیتے ہیں۔انشائیہ نگار اس جنگل کو ترتیب دیتا ہوا ہمارے غور وفکر کا سامان تیا کر دیتا ہے۔احمد جمال پاشا پورے انشائیہ میں منفی گوشوں کو ہی زیادہ ابھارتے ہیں۔لیکن سنجیدہ مزاح کے ساتھ بعض

مثبت باتیں بھی پیش کرتے ہیں۔انہوں نے بنجاروں سے اپنی باتوں کا آغاز کر کے متوسط طبقہ کی کہانی کے بیان میں خود کو اسیر کرلیا ہے۔جس سے قاری کے اندر ایک قریب محبت کا احساس پیدا ہوجاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی ازلی ہجرت کا واقعہ پیش کر کے مصنف ہمیں ان چھوٹے پہلوؤں تک لے جاتا ہے جو ہماری زندگی میں روز بفروز سامنے آتے ہیں۔لیکن کبھی کبھی وہ باتیں ہمارے لئے لائق توجہ نہیں ہوتیں۔ جنت سے آدم کی ہجرت، تقسیم، ملک کے بعد انسان کا مہاجر بننا، موت کی شکل میں ہر ذی روح کی لازمی ہجرت، رزق اور ملازمت کے سبب اختیار کی گئی خانہ بدوشی اور ان سب کے نتیجہ میں اہل خانہ سے پیدا ہوئی دوری سے کمزور ہوئی مستقبل۔سب انسان کے ظاہری و باطن میں ایک خلا پیدا ہوکر تے چلے جاتے ہیں۔یہی وہ حقیقت ہے جس کو احمد جمال پاشا نے اپنے انشائیہ ہجرت، میں خانہ بدوش کی زندگی کے حوالے سے اجاگر کیا ہے۔

(iv) جیلانی بانو اردو فکشن کا ایک بڑا نام، انہوں نے افسانہ بھی لکھے اور ناول بھی۔'ایوان غزل'' ان کا مشہور ناول ہے۔تقریباً نصف درجن افسانوی مجموعے بھی شائع ہوئے۔۱۹۳۶ء میں بدایوں (یوپی) میں پیدا ہوئیں۔اور ابھی تک ان کی تحقیق کاوشیں جاری ہیں۔ خواتین فکشن نگاروں میں انہوں نے اپنا گہرا نقش قائم کیا ہے۔

پیش نظر افسانہ ''پرامس'' میں جیلانی بانو آج کے مادیت پرست عہد میں انسانی رشتوں کی حقیقت کا آئینہ دکھایا ہے۔ انہوں نے اس کے توسط سے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ آج کا انسان اتنا اندھا ہوگیا ہے کہ ماں کے مقدس رشتے کو بھی ترجیح نہیں دیتا ہے۔یہ المیہ ہے کہ وہ اپنے آپ میں اس قدر کھو گیا ہے کہ اپنے وجود کی اہم ترین شے کو بھی درگزر کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

اس افسانے میں ایک ایسی ماں کی کہانی بیان کی گئی ہے۔جو دو برس سے بستر علالت پر پڑی ہوئی ہے۔اس کے سارے بدن ہیں کینسر جیسا مرض پھیل چکاہ۔اور وہ کبھی بھی موت کی آغوش میں جاسکتی ہے۔اس کے چار بیٹوں میں سے تین امریکہ میں بسے ہوئے ہیں اور ایک بیٹا ہندوستان میں مقیم ہے۔امریکہ میں رہنے والے بیٹے کو ماں کے جنازے کو کاندھا دینے کی غرض سے کسی طرح آبھی جاتا ہے۔مگر اس کی خواہش پوری نہیں ہوتی جبکہ ہندوستان میں مقیم بیٹا اپنی سیاسی مصروفیت کی وجہ سے لمبے انتظار کے بعد بھی نہیں آپاتا۔دل سے نہ چاہتے ہوئے بھی سماجی طور پر لحاظاً دکھاوے کے لئے محبت کا اظہار کرنے میں باری باری سبھی بے نقاب ہوتے جاتے ہیں۔کہانی میں بیان کئے گئے واقعات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ موت کے ہاتھوں میں جھول رہی ماں سے اس کے بیٹوں کے رشتے میں کھوکھلا پن، تصنع، ریاکاری، بلکہ مکاری آگئی ہے۔اس عہدہ کے مادہ پرست جاہ طلب اور آسائش پسند ماحول نے ماں جیسے مقدس رشتے کیلئے ان کے دلوں میں احترام اور محبت جیسی اعلیٰ انسانی قدروں کو چھین کر رکھ دیا ہے۔وہ حد درجہ سفاک اور بے درد اور بے رحم بن چکے ہیں۔ماں کی موت واقع نہیں ہوئی اور اسے وہ نزع کے عالم میں ہی چھوڑ کر چپکے سے رخصت ہوجاتے ہیں۔چنانچہ جیلانی بانو نے اس افسانے کے ذریعہ زندگی کی ان سچائیوں کو بتانے کی کوشش کی ہے جو آج کے عہد میں عام ہیں۔

دوستی ایک نعمت

جواب-12 (الف)

جو شخص اپنے ساتھی سے جدا ہونا نہ چاہئے اسے رفیق کہتے ہیں۔ جو دو شخص ایک قالب دو جان ہوں ان کو خلیل کہتے ہیں۔ جن دو شخصوں میں بے حد موافقت ہو ان کو حبیب کہتے ہیں۔ جس نے زمانے کی کسوٹی پر کسے ہوئے دوست کو دوستی حاصل کی ہے اس کی زندگی قابل رشک ہے۔

انسان تنہا نہیں رہنا چاہتا وہ ہمیشہ ساتھی کی تلاش کرتا ہے۔ عقلمندوں کا قول ہے کہ جو شخص تنہا رہنا چاہئے وہ یا تو فرشتہ ہے یا پھر حیوان۔ تنہا رہنا تکلیف دہ بھی ہے۔ عموماً ہم لوگوں میں دوستی پیدا ہونے کا زیادہ امکان رہتا ہے۔ اگر وہ آدمیوں میں کوئی ذہنی مناسبت نہ ہو تو دوستی نہیں ہوسکتی۔ جن کی طبیعت کا میلان ایک ہی کام کی طرف ہوتا ہے ان میں فطرتاً دوستی پیدا ہو جاتی ہے۔

اس جہاں میں صادق دوست پایا جانا بہت مشکل ہے اور جس نے اسے پایا ہے وہ درحقیقت خوش نصیب ہے۔ حکما کا قول ہے کہ جو خوشی، غم، افلاس، اور اموات میں ساتھ دے وہی دراصل دوست ہے۔ سچا دوست اپنے دوست کی کامیابی کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے۔ وہ اپنے دوست سے کسی خدمت کا معاوضہ نہیں لینا چاہئے اور نہ اپنا کوئی مطلب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے دوست کو خراب راستے سے روک کر اچھے راستے پر لگاتا ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ حقیقی دوست وہی ہے جو مصیبت کیوقت کام آئے۔ جھوٹے دوست کے سبب سے مختلف قسم کی مصیبتیں پیدا ہوتی ہیں وہ اپنے دوست کی برائیاں، اصطلاح کرنے کی بجائے ساری دنیا میں مشہور کر دیتا ہے۔ وہ اپنے دوست کی نزدیکی جھوٹی تعریفیں کرتا ہے اور پیٹھ پیچھے اس کی شکایت، آرام میں اس کیساتھ رہتا ہے اور تکلیف میں اسے چھوڑ دیتا ہے۔ جب تک اسے کوئی غرض رہتی ہے تب تک خوب محبت جتاتا ہے۔ کہے جب مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔

ہم اکثر اوقات اپنے ماں باپ اور بھائی بہن وغیرہ سے بعض باتوں میں رائے لینے میں پس و پیش کرتے ہیں مگر ہچکچاہٹ دوست سے نہیں ہوتی ہے۔ تو ہمیں لازم ہے کہ اس زندگی کے سفر کو طے کرنے کیلئے کسی حبیب صادق کی تلاش کر لیں اور اس کی معیت میں زندگی آرام اور اطمینان سے گزار ریں۔

تاج محل

(ب) شاید ہی کوئی شخص ایسا ہوگا جو مشہور عالم تاج محل کے روضہ سے واقف نہ ہو۔ یہ آگرہ میں دریائے جمنا کے کنارے ایک باغ کے اندر بنا ہوا ہے۔ اسے مغل باشادہ شاہجہاں نے اپنی محبوبہ بیگم ممتاز محل کیلئے بنوایا تھا۔ اس میں بیگم ممتاز محل کا مقبرہ ہے۔ جواب دنیا کے

ساتویں عجوبہ میں شمارہ ہوتا ہے۔روایت ہے کہ ایک روز محل نے شاہجہاں سے جوش محبت میں پوچھا کہ کیا میری موت کے بعد میرے نام کو یاد رکھیں گے؟ بادشاہ نے جواب دیا میں تمہارے نام کو ہرگز نہ مٹنے دوں گا۔جب اس کی زندگی کا پیالہ لبریز ہونے لگا اور اس کی روح پرواز ہونے کے قریب ہوئی تو بادشاہ کو ممتاز محل نے اس سے کئے گئے وعدے کو یاد دلایا۔چنانچہ تاج محل بادشاہ کے وعدوں اور اظہار محبت کی یادگار ہے۔یہ عمدہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔اس عمارت کی ابتداء ۱۹۳۱ء میں ہوئی۔اور بیس ہزار مزدوروں کی جانفشانی اور محنت سے سترہ سال میں اس کا تعمیری کام مکمل ہوا۔تاج محل کے مینارے بہت دور سے نظر آتے ہیں۔اور دروازے پر اندر کی جانب رخ کر کے کھڑے ہو جائیں تو ایک چھوٹا سا چمن گھنے درختوں کا منظر آتا ہے۔چمن کی سجاوٹ نہایت اچھی ہے،تاج محل کے سامنے ایک نہایت خوبصورت پختہ نہر بنی ہوئی ہے۔۱۸۶۷ء مربع فٹ کا ایک چبوترہ سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے۔وہی تاج محل کی کرسی ہے۔اس چبوترے کے چاروں کونوں پر چار مینار ہیں اور بیچ میں تاج محل ہے جس کے اندر ممتاز محل کی قبر ہے۔چاندنی راتوں میں اس کا نظارہ اس قدر خوبصورت ہوتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔اندر جائیں تو کاریگروں کی کاریگری دیکھ کر آدمی دنگ رہ جاتا ہے۔چاروں طرف سنگ مرمر کے چار دالان ہیں۔وہ بھی قابل دید ہیں۔تاج محل دنیا کی ایک نادر اور عجوبہ عمارت ہے اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ صدیوں کے بعد بھی آج دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ کل ہی کا بنا ہوا ہے۔اگرچہ اس کے بیش بہا پتھر غائب ہو گئے ہیں۔تاہم اس کی خوبصورتی اب بھی وہی قائم ہے جو پہلے تھی۔تاج محل اس بات کا ثبوت ہے کہ فن تعمیر جس کمال پر عہد مغلیہ میں پہنچا تھا وہ آج بھی مغربی دنیا کو باایں ہمہ تہذیب وترقی نصیب نہیں ہوئی۔شاعر نے بھی کیا خوب کہا ہے ؎

ایک شہنشاہ نے بنوا کے حسین تاج محل
ساری دنیا کو محبت کی نشانی دی ہے

☆☆☆

MODEL Questions with answers

For Intermediate Examinations- 2017

Subject : Urdu

Time: 3 hours 15 Minutes | Urdu (OPT) Set-II | Fullmarks: 100

سوالات

سبھی سوالوں کے جواب لازمی ہیں

سوال-1 مندرجہ ذیل معروضی سالوں کے جواب دیجئے؟ 7x2 = 14

(i) نذیر احمد کا تعلق کس صنف سے ہے؟

(الف)افسانہ (ب)نظم (ج)ناول (د)داستان

(ii) بعض پرانے لفظوں کی نئی تحقیق کے مصنف کا نام کیا ہے؟

(الف)فرحت اللہ بیگ (ب)ابوالکلام آزاد (ج)خواجہ حسن نظامی (د)سید سلیمان ندوی

(iii) ''مٹی کا تیل'' کس کا مضمون ہے؟

(الف)وزیر آغاز (ب)خواجہ حسن نظامی (ج)شفیع جاوید (د) احمد جمال پاشا

(iv) ان میں کون علی سردار جعفری کی نظم ہے؟

(الف)گفتگو (ب)کھیتی (ج)شاعر (د) ہم نہیں جانتے

(v) نظم ''دست'' کے خالق کون ہیں؟

(الف)جوش (ب)مجاز (ج)فیض (د) اقبال

(vi) میر امن کو کس کتاب سے شہرت ملی؟

(الف)نوطرز مرصع (ب)گنج خوبی (ج)مذہب عشق (د) باغ وبہار

(vii) ادونثر کی کس صنف میں غیر رسمی طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے؟

(الف)ناول (ب)سفرنامہ (ج)انشائیہ (د) افسانہ

سوال-2 درج ذیل معروضی سوالوں میں سے کسی آٹھ کا صحیح جواب چن کر لکھیں۔ 8x2 = 16

(i) یگانہ کی وفات کہاں ہوئی؟

(الف) دہلی (ب) لکھنؤ (ج) لاہور (د) حیدرآباد

(ii) خلیل الرحمٰن اعظمی کی شہرۂ آفاق تصنیف کا کیا نام ہے؟

(الف) فکر وفن (ب) زاویہ نگار (ج) مضامین نو (د) اردو میں ترقی پسند ادبی تحریک

(iii) سید شاہ عطاء الرحمٰن کاکوی کا انتقال کہاں ہوا؟

(الف) کاکو (ب) مظفر پور (ج) پٹنہ (د) گیا

(iv) عطا کاکوی کے قطعۂ تاریخ کا عنوان کیا ہے؟

(الف) غم راشد (ب) غم ارشاد (ج) غم ارشد (د) غم مرشد

(v) غزل کے پہلے شعر کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) حسن مطلع (ب) مقطع (ج) مطلع (د) تلمیح

(vi) موت کا ایک دن معین ہے۔ نیند کیوں رات بھر نہیں آتی۔ یہ شعر کس کا ہے؟

(الف) شاد (ب) یگانہ (ج) غالب (د) مومن

(vii) مرزا غالب کی وفات کب ہوئی؟

(الف) ۱۸۶۷ (ب) ۱۸۶۸ (ج) ۱۸۶۹ (د) ۱۸۷۰

(viii) اکبر الہ آبادی کس طرح کے شاعر کی حیثیت سے مشہور ہیں؟

(الف) رومان (ب) فطرت نگاری (ج) ظریفانہ (د) تصوف

(ix) عمیق حنفی اردو ادب میں کس حیثیت سے مشہور ہیں۔؟

(الف) انشائیہ (ب) شاعر (ج) ناول نگار (د) افسانہ نگار

سوال-3 مندرجہ ذیل سوالوں میں سے صرف پانچ سوالوں کے جواب دیں؟ 5x2 = 10

(i) بیدی کی وفات کب ہوئی؟

(الف) ۱۹۷۸ء (ب) ۱۹۸۲ (ج) ۱۹۸۴ء (د) ۱۹۸۷ء

(ii) افسانہ ''کوارنٹین'' میں کس کے کردار کو اجاگر کیا گیا ہے؟

(الف) اپنے دکھ مجھے دیدو (ب) گرہن (ج) دانہ ودام (د) کوکھ جلی

(iii) نظم ''آوارہ'' کس کی تخلیق ہے؟

(الف)جوش ملیح آبادی (ب)مجاز (ج)علی سردار جعفری (د) پرویز شاہدی

(iv) ولی کا تعلق اردو شاعری کے کس دبستان سے ہے؟

(الف)دبستان عظیم آباد (ب)دبستان دکن (ج)دبستان دہلی (د) دبستان لکھنؤ

(v) راسخ عظیم آبادی کا اصل نام کیا ہے؟

(الف)امام بخش (ب)غلام علی (ج)حیدر علی (د) غلام ہمدانی

(vi) ''تشبیب'' کس صنف کا عنصر ہے؟

(الف)قصیدہ (ب)مرثیہ (ج)غزل (د) مثنوی

سوال-4 درج ذیل سے کسی پانچ کی جمع بتائیں 5x1=5

صنم، جاہل، حدیث، فضیلت، تدبیر ، جز، اثر

سوال-5 درج ذیل سے کسی پانچ کی ضد بتائیں۔ 5x1=5

گل، نور، زہر ، آمد، طلوع، عیب، فرش

سوال-6 درج ذیل میں سے کسی پانچ کی جنس بتائیں؟ 5x1=5

ارمان، تاج، پلنگ، اردو، آگ، بارگاہ، بلا۔

سوال-7 محاورات ذیل میں سے کسی پانچ کو جملوں میں استعمال کریں 5x1=5

جلے پر نمک چھڑکنا، بغلیں جھانکنا، کلیجہ منہ کو آنا، پاپڑ بیلنا،

آنکھ ملانا، آنکھ چرانا، دل ٹوٹ جانا

سوال-8 مندرجہ ذیل لاحقوں کی مدد سے پانچ الفاظ کی تراکیب لکھیں 5x1=5

کار، خانہ، گو، پوش، خور، مند۔

سوال-9 ذیل کے کسی چار سوال کے جواب دیں 4x2=8

(i) مرثیہ کے تمہیدی جز کو کیا کہتے ہیں؟

(ii) کس کی فرمائش پر میر امن نے قصہ چہار درویش کا ترجمہ کیا؟

(iii) رتنا کون تھا؟

(iv) فسانہ عجائب کے قصے میں بادشاہ نے اپنی بیگم کو کس کے ساتھ کر دیا؟

(v) افسانہ ''کورانٹین'' میں کس وبا کا ذکر ہے؟

(vi) مولانا ابوالکلام آزاد کی پیدائش کہاں ہوئی تھی؟

سوال-10 مندرجہ ذیل سے کسی چار سوال کے جواب دیں 4x3=12

(i) میر امن کی مشہور کتاب ''باغ و بہار'' کا تعارف بیان کیجئے۔

(ii) افسانہ ''بھولے بسرے گیت'' کے مرکزی خیال کی وضاحت کیجئے۔

(iii) مولانا آزاد نے ہندوستانیوں کی چائے کو سیال حلوہ کیوں کہا ہے؟ لکھئے۔

(iv) نظم کسے کہتے ہیں؟

(v) اکبرالہ آبادی کی نظم ''برق کلیسا'' کا تعارف پیش کیجئے؟

(vi) علی سردار جعفری کے حالات زندگی بیان کیجئے۔

سوال-11 مندرجہ ذیل سوالوں میں سے کسی دو پر روشنی ڈالئے؟ 2x5=10

(i) خواجہ حسن نظامی کے مضمون ''مٹی کا تیل' پر اظہار خیال کیجئے؟

(ii) مضمون 'بعض پرانے لفظوں کی نئی تحقیق'' کے فوائد بیان کیجئے

(iii) فرحت اللہ بیگ کی خاکہ نگاری پر روشنی ڈالئے؟

(iv) ''باغ و بہار' کی روشنی میں میر امن کی نثر کی خصوصیت بیان کیجئے۔

سوال-12 درج ذیل میں سے کس ایک پر مختصر مضمون لکھئے؟ 1x5=5

(الف) مہاتما گاندھی

(ب) سرسید احمد خان

جوابات۔سیٹ-۲

جواب-1

(i)ج- ناول (ii) د- سید سلیمان ندوی (iii)ب- خواجہ نظامی (iv)الف- گفتگو
(v)ج- فیض (vi)د- باغ و بہار (vii)ج- انشائیہ

جواب-2

(i)ب- لکھنؤ (ii)د- اردو میں ترقی پسند ادبی تحریک (iii)ج- پٹنہ
(iv)ج- غم ارشد (v)ج- مطلع مطلع (vi)ج- غالب
(vii)ج- ۱۸۶۹ (viii)ج- ظریفانہ (ix)ب- شاعر

جواب-3

(i)ج- ۱۹۸۴ (ii) د- دانہ و دام (iii)ب- مجاز
(iv)ب- غم ارشد (v)ب- غلام علی (vi)الف- قصیدہ

جواب-4

واحد	جمع	واحد	جمع
صنم	اصنام	جاہل	جہلاء
حدیث	احادیث	فضیلت	فضائل
تدبیر	تدابیر	جز	اجزا
اثر	اثرات/آثار		

جواب-5

الفاظ	اضداد	الفاظ	اضداد
گل	خار	طلوع	غروب
نور	ظلمت	زہر	امرت
آمد	رفت	فرش	عرش
عیب	بے عیب		

جواب-6

جملہ	جنس	الفاظ
میرا ارمان نکل گیا	مذکر	ارمان
سیکولرزم ہندوستانی آئین کا تاج ہے	مذکر	تاج
میرا پلنگ بہت خوبصورت ہے	مذکر	پلنگ
اردو میری مادری زبان ہے	مؤنث	اردو
جہنم کی آگ سے بچنے کی تدبیر کرنی چاہئے۔	مؤنث	آگ
خدا کی بارگاہ میں مغفرت کی دعا کرنی چاہئے۔	مؤنث	بارگاہ
بہت بڑی بلا ٹل گئی۔	مؤنث	بلا

جواب-7

جملہ	محاورہ
ایک تو وہ خود پریشان ہے پھر جلے پر نمک کیوں چھڑکتے ہو۔	جلے پر نمک چھڑکنا
ترکی بہ ترکی جواب ملتے ہی وہ بغلیں جھانکنے لگا۔	بغلیں جھانکنا
دہشت گردوں کے مظالم کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔	کلیجہ منہ کو آئے
بہت پاپڑ بیلنے کے بعد مجھے نوکری ملی ہے۔	پاپڑ بیلنا
کتنا بدتمیز ہے استاد سے آنکھ ملا کر بات کرتا ہے۔	آنکھ ملانا
استاد سے گستاخی کرنے کے بعد وہ آنکھیں چراتا پھر رہا ہے۔	آنکھ چرانا
ان کی جلی کٹی باتیں سن کر میرا دل ٹوٹ گیا۔	دل ٹوٹ جانا

جواب-8

لاحقہ کی ترکیب	الفاظ	لاحقہ کی ترکیب	الفاظ
غسل خانہ	خانہ	بدکار	کار
نقاب پوش	پوش	داستان گو	گو
عقل مند	مند	چغل خور	خور

جواب-9

(i) مرثیہ کے تمہید کو" چہرہ" کہتے ہیں۔

(ii) ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی فرمائش پر میر امن نے"باغ و بہار' لکھی۔

(iii) احسان دانش کے ساتھ ریت پر کام کرنے والا دوسرا مزدور رتا تھا۔

(iv) صلہ رحمی کے پیش نظر بادشاہ نے سوداگر کے ساتھ اپنی بیگم کو کر دیا تا کہ اس کی بیوی کی زچگی میں مدد کر سکے۔

(v) افسانہ" کوارنٹین' میں پلیگ وبا کا ذکر ہے۔

(vi) مولانا ابوالکلام آزاد کی پیدائش مکۃ المکرّمہ میں ہوئی تھی۔

جواب-10

(i) اردو نثر کی تاریخ میں"باغ و بہار' ایک لازوال تصنیف ہے اس کے مصنف میر امن دہلوی کو اردو میں سادہ نثر نگاری کا موجد کہا جاتا ہے۔ مرامن کو شہرت اسی کتاب سے ملی۔ شروع میں اس کا نام چہار درویش ہی تھا، مگر بعد میں نظر ثانی کے بعد اس کا تاریخی نام، باغ و بہار" رکھا گیا، فورٹ ولیم کالج میں فارسی، قصہ چہار درویش سے ۱۸۰۱ء میں ترجمہ کی گئی یہ کتاب پہلی بار ۱۸۰۴ء میں شائع ہوئی۔ فورٹ ولیم کالج کی کتابوں مس سب سے زیادہ شہرت اسی کتاب کو ملی جو ڈاکٹر گل کرسٹ کی فرمائش پر اردو ترجمہ کے ساتھ منظر عام پر آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ باغ و بہار کی نثر نگاری اور اس کی سادگی اور روانی سے اردو نثر نگاروں کو یہ تحریک ملی کہ نثر کو شاعرانہ پیچ وخم سے الگ کر کے ہم اسے آزاد طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ باغ و بہار سلیس اور رواں نثر نویسی کی اولین تجربہ گاہ ہے۔

باغ و بہار کا زیر نصاب حصہ چوتھے درویش کی سیر سے ماخوذ ہے اور اردو نثر نگاری میں اپنا نمونہ آپ ہے، نصاب میں شامل "باغ و بہار" کے قصہ میں تین سلطنتوں کا ماجرا بیان کیا گیا ہے۔ تشنہ آرزوؤں سے مزین اس کا قصہ حالت بے کسی و بے بسی سے شروع ہو کر شادی کی تیاریوں پر ختم ہوتا ہے۔ یہ مسرت وانبساط کی علامت ہے۔ فقیر کی مایوسانہ گفتگو میں تمناؤں کے پامال ہونے کا مرثیہ بھی واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔

سوال- (ii) شامل نصاب افسانہ" بھولے بسرے گیت' کے مرکزی خیال کی وضاحت کیجئے۔

جواب- (ii) شامل نصاب افسانہ" بھولے بسرے گیت' شفیع جاوید کا ایک نمائندہ افسانہ ہے، جس میں ملازمت سے سبکدوشی کے بعد تنہائی کے کرب پر فنی چابکدستی کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، افسانہ کا مرکزی کردار سید عزیر احمد ہے، ریٹائرمنٹ کے بعد فکر و احساس کی دنیا جس نشیب و فراز کے طوفان سے گزرتی ہے۔ اس کی فنکارانہ عکاسی اس افسانہ میں کی گئی ہے۔ 'بھولے بسرے گیت" کے عنوان سے سبکدوش ملازم کے کرب و احساس کو جس طور پر پیش کیا گیا ہے، اس سے افسانہ نگار کی بصیرت اور اظہار بیان پر اس کی قدرت کا

بخوبی پتہ چلتا ہے۔ایک باوقار ملازمت سے ریٹائر ہوجانے کے بعد کس طرح لوگوں کے حافظے سے فراموش ہوجاتا ہے اس کے اپنے جن میں نواسی، بیٹا اور بیوی) بھی اسے نظر انداز کرتے ہیں۔ زمانے کا جو بے رحم رویہ اور ناروا سلوک اس کے تئیں ہوتا ہے اور قصہ پارینہ سمجھ کر جس طرح اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔اس کو اس افسانے کا موضوع بنایا گیا ہے۔سید عزیز احمد اسی کردار کی نمائندگی کرتا ہے۔جس کی تنہائی کے کرب کو افسانہ نگار نے موثر طور پر اس افسانہ میں پیش کیا ہے۔

جواب(iii) مولانا آزاد نے ہندوستانیوں کی چائے کو سیال حلوہ کیوں کہا،آیئے اس کی وضاحت کریں کہ نصاب میں ’غبار خاطر‘‘ کے تین خطوط شامل ہیں جنہیں مولانا آزاد نے قلعہ احمد نگر میں اسیری کے دوران لکھے تھے،ان میں سے ایک خط میں چائے کا خصوصی طور پر ذکر کرتے ہوئے مولانا آزاد نے ہندوستانیوں کی چائے کو سیال حلوہ کہا ہے۔مولانا آزاد چائے نوشی کے معاملہ میں بہت ہی اعلیٰ ذوق واقع ہوئے تھے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ چائے میں دودھ نہیں ڈالتے تھے۔ہندوستانی عوام میں انگریزوں کے اثر سے جب چائے کا رواج ہوا تو اس میں دودھ ڈالنے کی روایت چل پڑی،اور چینی کی مقدار بھی بڑھا دی گئی۔رفتہ رفتہ ایک تیسری تبدیلی یہ ہوئی کہ چائے میں دودھ ڈالنے کے بجائے دودھ میں چائے ڈالی جانے لگی۔نتیجہ یہ ہوا کہ چائے کا اصلی مزہ تو زائل ہوا ہی اس کے پینے کا اصل مقصد بھی فوت ہو گیا۔اسی لئے مولانا آزاد نے ہندوستانیوں کی چاہئے کو سیال حلوہ کہا ہے۔

جواب(iv) نظم اردو شاعری کی وہ صنف ہے جس میں کسی موضوع کے بارے میں ربط و تسلسل کے ساتھ اظہار خیال کیا جاتا ہے۔نظم کی صنف غزل کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔نظم میں خیال کے اعتبار سے وسط اور انتہا کا بھی ایک ارتقائی تسلسل رہتا ہے۔اور نظم کے تمام اشعار بھی قافیہ وردیف کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں۔جبکہ غزل کے اشعار میں معنوی ربط نہیں بلکہ خیالات میں انتشار ہوتا ہے۔اس کے اشعار ضرور آپس میں مربوط ہوتے ہیں،اس طرح غزل کو چھوڑ کر دیگر اصناف سخن سب نظم کے دائرے میں شامل ہیں۔ شروع میں نظم گو شعراء نے فنی روایات اور ضابطوں کی پابندی کرتے ہوئے نظمیں کہیں لیکن بعد میں سیاسی تعلیمی اور تہذیبی تبدیلیوں نیز مغربی نظم کا اثر قبول کرنے کی وجہ سے نظم کی روایتی اسلوب میں کافی تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔چنانچہ انیسویں صدی میں ایسی نظمیں لکھی گئیں جو ردیف،وقافیہ سے آزاد تھی اسی قسم کی نظم کو نظم معری یا آزاد نظم کہا جاتا ہے۔

جواب (v): ’’برق کلیسا‘ اکبرالہ آبادی کی ایک ظریفانہ نظم ہے،جس میں ایک چھوٹی سی عشقیہ داستان کو پیش کرتے ہوئے شاعر موصوف نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں میں دین و مذہب سے دوری اتنی بڑھتی جارہی ہے کہ آج کے نوجوان عارضی محبت اور مغربی تہذیب کی پروردہ محبوب کی خوشیوں کے لئے دین وایمان کو نظر انداز کر دینے کے لئے آمادہ نظر آتے ہیں۔شاعر طنز کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آج کے مسلم نوجوانوں کی نظر کو گرجا گھروں کی بجلی کی چکا چوند متوجہ کرتی ہے۔مگر ان کو دلوں کی تاریکی اور دماغ کو روشن کرنے والا

اپنے دین ومذہب کا جلوہ نظر نہیں آتا۔ یہاں پر برق کلیسا یعنی جا گھر کی بجلی سے مراد مغربی تہذیب کی چکا چوند ہے جبکہ دین ومذہب مشرقی تہذیب کی علامت ہے، الغرض اس ظریفانہ نظم کی پس پردہ اکبرالہ آبادی کا مقصد مسلمانوں کے دلوں میں مشرقی تہذیب کی نئی روشنی بھرنے کی کوشش کرنا ہے۔

جواب-(vi) علی سرار جعفری ۲۹ر نومبر ۱۹۱۳ء کو بلرام پور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔لکھنو، دہلی، اور علی گڑھ کے تعلیمی اداروں میں انہوں نے تعلیم حاصل کی۔نوعمری سے ہی مطالعہ کا بڑا شوق رہا۔اسی زمانہ میں انگریزی ادب کا مطالعہ شروع کیا ان کو تحریر وتقریر سے بھی بہت دلچسپی تھی ،ترقی پسند تحریک کے ابتدائی معماروں میں انہیں شمار کیا جاتا ہے۔آزادی کے بعد جب سجاد ظہیر بھی پاکستان چلے گئے، تب انہیں انجمن ترقی پسند مصنفین کا جنرل سکریٹری بنایا گیا۔ بعد میں وہ اس کے ترجمان، اردو رسالہ ''نیا ادب'' کے مدیر بھی مقرر ہوئے۔کافی عرصہ بعد انہوں نے ''گفتگو'' نام سے ایک رسالہ نکالا جس کا ضخیم ترقی پسند ادب نمبر بہت مشہور رہوا۔ترقی پسند شاعروں میں انہیں بلند مقام حاصل ہے۔ان کا انتقال ۲۰۰۰ء میں ہوا۔خون کی لکیر ُپرواز، پتھر کی دیوار، ایک خواب، اور پیراہن، لہو پکارتا ہے۔ان کے اہم شعری مجموعے ہیں۔

جواب-11 (i) خواجہ حسن نظامی اردو نثر کا ایک معتبر نام ہے، وہ دسمبر ۱۸۷۸ء میں دہلی میں پیدا ہوئے، انہوں نے دوسو سے زائد کتابیں لکھیں ان کی زبان صاف، سادہ اور سلیس ہے ان کا شمار اردو کے بہترین انشا پردازوں میں ہوتا ہے۔ان کا انتقال ۳ر جولائی ۱۹۵۵ء کو دہلی میں ہوا۔

پیش نظر 'مٹی کا تیل' خواجہ حسن نظامی کا ایک مشہور مضمون ہے، جس میں مٹی کا تیل کو موضوع بنایا گیا ہے۔مٹی کے تیل کو اس کی بدبو کے سبب بھلے ہی حقیر اور بے وقعت سمجھا جائے لیکن اس کے دم سے آدمی روشنی پاتا ہے۔مٹی کے تیل کی خوبی اور افادیت اس قدر ہے کہ چنبیلی اور موتیا کے تیل کی خوشبو بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔مضمون نگار نے مٹی کے تیل کی اہمیت ثابت کرنے کیلئے کئی ذیلی اور ضمنی واقعات بیان کئے ہیں، اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بھلے ہی آج بجلی آگئی ہے۔لیکن دنیا کے زیادہ تر لوگ اسی تیل کے سہارے اپنی راتوں میں اجالے بھرتے ہیں۔اور سارے کام کرتے ہیں۔مٹی کے تیل کو مخاطب کرتے ہوئے خواجہ حسن نظامی کہتے ہیں ''ہم کو تمہاری ساری ادائیں بھاتی ہیں، انسان برسوں ٹکریں مارتا ہے۔ پہاڑوں، دریاؤں میں بھٹکتا ہے، پھر بھی تمہاری طرح روشنی پیدا نہیں کرسکتا ''مٹی کے تیل کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ یہ اپنی افادیت بانٹتے ہیں بھلے ہی کوئی نمبر نہیں آتا۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مٹی کا تیل معاشرے کے ہر طبقے کے نیک وبد، امیر وغریب، بوڑھے اور مرد وعورت سبھوں کیلئے مفید ہے۔

جواب:(ii) ایک محقق اور ماہر لسانیات کی حیثیت سے مولانا سید سلیمان ندوی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔یوں تو سید صاحب کی تحقیق کا

خاص میدان تاریخ اسلام تھا۔اوران کے بیش تر تصانیف اسی موضوع پر ہیں لیکن سید سلیمان ندوی ایک کامیاب مورخ کے علاوہ ایک ماہرلسانیات بھی تھے ۔عربی ،فارسی اور اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی پر بھی دسترس رکھتے تھے ان کی ادارہ ساز شخصیت نے ''دارالمصنفین ''اعظم گڑھ کو پوری دنیا میں اک وقار عطا کیا۔

''بعض پرانے لفظوں کی نئی تحقیق'سید سلیمان ندوی کی مشہور کتاب ،نقوش سلیمانی'' سے ماخوذ ہےاس علمی مضمون میں مختلف الفاظ کے معنی کو کئی زبانوں میں مثال سے واضح کیا گیا ہے۔زبان کے علم میں یہ مضمون بڑی اہمیت رکھتا ہے۔اس میں ان لفظوں کے اصل معنی کی وضاحت کی گئی ہے جو روزمرہ کی زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں۔مثلاً سرخی،نہارمنہ،احدی اور قلعی،اوراشیائے خوردنی، قورمہ،ناشتہ،تلیہ وغیرہ،ان لفظوں کے تیئں سماج کے مختلف مگر دلچسپ رویوں اور سلوک کا پتااس مضمون سے بخوبی چل جاتا ہے۔مثال کے طور پر لفظ'ناشتہ'' کو ہی لے لیا جائے ،یہ وہ کھانا ہے جسے صبح سویرے اٹھ کر کھایا جاتا ہے۔جس سے دن بھر کے لئے جسم کو غذائیت حاصل ہوجاتی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ناشتہ کو اکثر زبانوں میں بھوک توڑنے کی اصطلاح کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔عربی میں اس کو'' فطور'' کہتے ہیں۔اسی سے روزہ کھولنے کا لفظ افطار نکلا ہے۔جس کھانے سے افطار کرتے ہیں اسکو افطار کہا جاتا ہے۔سید سلیمان ندوی کہتے ہیں کہ فطور کے معنی توڑنے کے ہیں،یعنی روزہ کی بھوک کو توڑنا ناشتہ بھی اس قسم کا لفظ ہے،فارسی میں ناشتہ کے معنی اسی بھوک سے ہیں جس نے صبح سے کچھ نہ کھایا ہو۔اسی طرح انہوں نے اردو میں استعمال کی جانے والی دیگر الفاظ کی نئی تحقیق پیش کی ہے۔جس سے یہ مضمون بے حد علمی اور معلوماتی ہوگیا ہے۔

جواب(iii) اردو خاکہ نگاری کا آغاز فرحت اللہ بیگ کی خاکہ نگاری سے ہوا۔انہوں نے اپنے استاد نذیر احمد پر''نذیر احمد کی کہانی کچھ میری کچھ ان کی زبانی'' لکھ کر اردو میں خاکہ نگاری کی بنیاد ڈالی۔خاکہ نگاری اردو کی ایک دلکش اور پیاری صنف ہے۔اردو ادب میں فرحت اللہ بیگ کی شہرت ایک خاکہ نگار کی حیثیت سے ہے۔ان کی پیدائش 1885ء میں ہوئی گوکہ شروع میں انہوں نے شاعری بھی کی لیکن ان کی شہرت کا دارومدار ان کا وہ خاکہ ہے جسے انہوں نے اپنے استاد ڈپٹی نذیر احمد کی شخصیت پر لکھا۔1927 میں جب یہ خاکہ پہلی بار شائع ہوا تو اس کی خوب خوب پذیرائی ہوئی۔گوکہ انہوں نے بعد میں اور بھی خاکے لکھے لیکن ان کا یہ خاکہ نہ صرف ان کے بلکہ اردو کے بہترین خاکوں میں شمار کیا جاتا ہے۔''دہلی کا ایک یادگار مشاعرہ''اور''پھول والوں کی سیر'' بھی ان کی یادگار تحریریں ہیں مگر ان کی شہرت خاکہ''نذیر احمد کی کہانی کچھ میری ان کی زبان'' سے ہی ہے۔فرحت اللہ بیگ نذیر احمد کے شاگرد تھے اس خاکہ میں انہوں نے نذیر احمد سے تعلیم حاصل کرنے کے احوال بیان کئے ہیں،کہ کس طرح وہ اپنے استاد کے گھر جاکر تعلیم حاصل کرتے تھے۔وہ کہتے ہیں کہ ان سے اعراب کی غلطیاں ہوا کرتی تھیں،صرف ونحو بھی کمزور تھی،نثر کو تو وہ سنبھال لیتے تھے مگر نظم میں دقت پڑتی تھی۔نذیر احمد انہیں بار بار سمجھا کر پریشان ہوگئے،تو فرحت اللہ بیگ کو تعلیم دینے سے انکار کردیتے ہیں۔لیکن فرحت اللہ بیگ چونکہ ان سے ہی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بضد تھے۔ اس لئے ٹس سے مس نہیں ہوئے تھے۔اور ڈٹے رہتے کہ وہ انہیں سے تعلیم حاصل کریں گے۔وہ کہتے ہیں کہ اسے

آپ بے حیائی سمجھیں یا علم کا شوق لیکن جس کے دل میں پڑھنے کا شوق ہوگا وہ اپنے استاد کے لاکھ ڈانٹنے پر بھی اس کے ساتھ رہے گا۔ فرحت اللہ بیگ نے اپنے استاد سے بہت کچھ سیکھا اور ان سے متاثر ہوئے ان کی خصوصیات کو بہ چشم خود دیکھا تھا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے استاد کا خاکہ لکھ کر اردو میں خاکہ نگاری کی ایسی مستحکم بنیاد ڈالی کہ اردو میں اس صنف کے سینکڑوں قدرداں پیدا ہو گئے۔

جواب(iv) ''باغ و بہار'' میر امن کی وہ مایہ ناز اور لازوال کتاب ہے جس پر وقت کی گرد کبھی نہیں پڑی۔ قصہ گوئی کا وہ کون سا گر ہے جو میر امن کو معلوم نہیں۔ پڑھنے والوں کو اپنے قبضے میں رکھا جائے اس کے لئے قصہ گو کے پاس جتنے ہتھیار ممکن ہیں وہ سب میر امن نے باغ و بہار میں استعمال کر لئے ہیں۔ ایک بڑے قصہ میں چھوٹے چھوٹے قصوں کا داخلہ یعنی قصہ در قصہ کی مرغوب داستانی سلیقہ مندی میر امن کا واقعتاً کارنامہ ہے۔ اس کی وجہ سے بنیادی قصے کا توازن بھی قائم رہتا ہے۔ اور واقعات کی دلچسپی کے سہارے ہم اصل قصے سے غافل بھی نہیں ہوتے۔ میر امن نے ہندی ایرانی اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے احوال ابھارے ہیں۔ باغ و بہار میں قصہ چاہے جس ملک کا بھی ہو اس میں ہندوستانی ماحول کی جھلک ضرور شامل ہے۔

میر امن کو اردو میں سادہ نثر نگاری کا موجد کہا جاتا ہے۔ باغ و بہار میں نثر نویسی کی بہتر مثال ہے۔ میر امن نے عربی اور فارسی روایات اور شاعری کی بھرپور تربیت کو دور کرتے ہوئے نثر کو اپنی اصل بنیاد پر کھڑا کرنے کا حوصلہ دکھایا ہے۔ ان کی سادگی کا یہ کمال ہے کہ کہیں بھی روکھا پن اور سپاٹ پن پیدا نہیں ہونے پاتا اور اکثر سادگی کے حدود سے نکل کر خوش بیانی کی حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔ ''باغ و بہار'' نہایت ہی آسان، سلیس اور عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے۔ ٹھیٹھ ہندوستانی گفتگو میں جو اردو کے لوگ ہندو مسلمان، عورت، مرد لڑکے بالے، خاص عام آپس میں بولتے چالتے ہیں۔ میر امن نے ترجمہ کیا۔ اور یہی میر امن کی مقبولیت کے اسباب ہیں۔

مضمون نگاری

جواب نمبر 12

(الف) مہاتما گاندھی:

بابائے قوم موہن داس کرم چند گاندھی بیسویں صدی کی اس عظیم شخصیت کا نام ہے جس کی قیادت میں ہندوستان کو غلامی سے نجات حاصل ہوئی۔ ان کی زندگی اور ان کا فلسفہ ہندوستان کی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔ ان کے کارناموں کی وجہ سے ہی مہاکوی رابندر ناتھ ٹیگور نے انہیں ''مہاتما'' کے خطاب سے نوازا تھا۔

گاندھی جی کی پیدائش 2/اکتوبر 1869 کو گجرات کے پور بندر ضلع کاٹھیاوار میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم کے بعد وہ انگلستان چلے گئے جہاں سے 1891 میں انہوں نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔دو برسوں بعد یعنی 1893 میں ایک ہندوستانی قانونی مشیر کی حیثیت سے وہ جنوبی افریقہ چلے گئے جہاں تقریباً 20 (بیس) برسوں تک قیام رہا۔1915 میں واپس آنے پر اپنے تدبر اور دور اندیشی سے ہندوستانی سیاست پر چھا گئے۔اور کانگریس پارٹی کے سب سے اہم رہنما بن گئے۔انہوں نے اپنے منفرد انداز سے تحریک آزادی کو ایک نیا موڑ دیا اور ستیہ گرہ،عدم تشدد،برت،ڈنڈی مارچ،تحریک عدم تعاون،خلافت تحریک میں کی قیادت اور متحدہ قومیت کے نظریہ کے ساتھ کچھ اس طریقے سے آزادی کی لڑائی کو آگے بڑھایا کہ برٹش حکومت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئی۔نتیجتاً اس نے پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی اختیار کی۔بس سے تحریک آزادی میں کچھ خلل ضرور پڑا لیکن گاندھی جی چونکہ دور اندیش تھے لہٰذا انہوں نے ہر قیمت پر آپسی اتحاد کو برقرار رکھنے کی کوشش کی اور ہندوستان کی آزادی کے لئے قومی یکجہتی کو لازمی قرار دیا۔اسی دوران انہوں نے چھوا چھوت،ذات پات اور امیر وغریب کی زندگی میں مساوات لانے کی بھرپور کوشش کی۔ان کی کوشش کا نتیجہ ہی تھا کہ 15/اگست 1947 کو ہندوستان کو آزادی نصیب ہوئی مگر انگریزوں کی سازش اور سیاسی مفاد پرستی نے ایک ملک کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس طرح ہمارا ملک دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جس کے لئے گاندھی جی قطعی راضی نہیں تھے۔گاندھی جی پر ابھی اس تقسیم کا صدمہ برقرار ہی تھا کہ 30/جنوری 1947 کو انسانیت کے اس عظیم پجاری کو ناتھورام گوڈسے نے اپنی گولیوں کا نشانہ بنا دیا وہ ''ہے رام'' کہتے ہوئے ہم سب سے جدا ہو گئے۔

(ب) سرسید احمد خان:

سرسید احمد خان 17 اکتوبر 1817 کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ان کے آباواجداد شاہجہاں کے زمانے میں ہندوستان آئے اور دہلی میں سکونت پذیر ہوئے۔ان کے والد میر متقی ایک قناعت پسند پرہیزگار اور نیک بزرگ تھے۔ان کی والدہ بھی ایک نیک سیرت اور روشن خیال خاتون تھیں۔سرسید کی تعلیم ان کے والدہ کی توجہ کی خاص نتیجہ تھی۔سرسید احمد تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد 1838 میں سرشتہ داری کے عہدہ پر ملازم ہو گئے زینہ زینہ اس عہدہ سے ترقی کر کے سب جج ہو گئے۔

1857 کی پہلی جنگ آزادی کے وقت سرسید احمد خان بجنور میں قیام پذیر تھے۔انگریزوں نے آزادی کے لئے اس پہلی لڑائی کو بغاوت کا نام دیا۔اور خاص طور سے مسلمانوں کو اس کے لئے موردالزام قرار دیا۔چنانچہ 1857 کے واقعات کے بعد مسلمان ہر جگہ اس طرح کچلے جانے لگے کہ اندیشہ ہو گیا کہ ہندستان سے مسلمان ناپید ہو جائیں گے۔ایسے سنگین اور نازک حالات میں سرسید ہندوستان کے مطلع سیاست پر نمودار ہوئے۔اور قوم وملت کی رہنمائی کے لئے آگے بڑے۔انہوں نے علی گڑھ میں مدرستہ العلوم قائم کیا۔انگریزوں کی مسلمانوں کے متعلق غلط فہمی دور کرنے کے لئے ایک کتاب ''اسباب بغاوت ہند'' لکھی۔جس نے اچھا اثر پیدا کیا اور کچھ حد تک تاریکی چھٹی۔آگے چل کر یہی مدرستہ العلوم علی گڑھ یونیورسٹی کی شکل میں ابھرا۔اسی لئے آج سرسید کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

کے بانی کے حیثیت سے جانا جاتا ہے۔1862 میں انہوں نے غازی پور کے زمانہ قیام میں ایک علمی انجمن سائنٹفک سوسائٹی کے نام سے قائم کی سرسید زندگی بھر قوم وملت کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہے۔سرسید احمد اردو نثر کے مورث اعلیٰ کہے جاتے ہیں۔ان کا طرز تحریر تصنع سے پاک ،سادہ ،واضح اور پرزور ہے۔وہ اپنے مافی الضمیر کو دوسروں تک پہنچانے کی حیرت انگیز صلاحیت رکھتے تھے۔سرسید احمد خان کا 1898 میں انتقال ہو گیا اور آپ اپنے کالج کے احاطہ میں ہی مدفون ہیں۔

☆☆☆☆

MODEL Questions with answers

For Intermediate Examinations- 2017

Subject : Urdu

Time: 3 hours 15 Minutes | Urdu (OPT) Set-III | Fullmarks: 100

سوالات

سوال-1 مندرجہ ذیل تمام سوالوں کے جواب دیں 7x2 = 14

(i) ''باغ و بہار'' میں اندھے فقیر کا تعلق کس ملک سے تھا؟

(الف) عرب (ب) عجم (ج) ہندوستان (د) چین

(ii) منٹو کا پورا نام کیا تھا؟

(الف) کرامت حسین (ب) سعادت حسن (ج) شجاعت حسین (د) شفاعت حسین

(iii) ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' کس کا افسانہ ہے۔

(الف) منٹو (ب) پریم (ج) کرشن چندر (د) بیدی

(iv) افسانہ ''پراسس'' میں منتشر بن جانے والے آمو کے بیٹے کا نام کیا ہے؟

(الف) جمشید (ب) رشید (ج) حمید (د) خورشید

(v) جیلانی بانو کے افسانے کا عنوان کیا ہے؟

(الف) پراسس (ب) بھولے بسرے گیت (ج) ٹوبہ ٹیک سنگھ (د) ابراہیم سقہ

(vi) افسانہ ''ابراہیم سقہ'' کس افسانوی مجموعہ میں شامل ہے؟

(الف) ننگی دوپہر کا سپاہی (ب) معبر (ج) شکستہ بتوں کے درمیان (د) روشنی کے مینار

(vii) فکشن کی سب سے مختصر صنف کیا ہے؟

(الف) درستان (ب) ناول (ج) ڈرامہ (د) افسانہ

سوال-2 مندرجہ ذیل میں سے کسی آٹھ سوالوں کے جواب دیں 8x2 = 16

(i) نصاب میں شامل ''غبار خاطر'' کے خطوط کس جیل میں لکھے گئے؟

(الف)رانچی (ب)دہلی (ج)قلعہ احمد نگر (د) پونا

(ii) ''کاغذی پیرہن'' کس کا شعری مجموعہ ہے؟

(الف)غالب (ب)یگانہ (ج)خلیل الرحمٰن (د)شاد عظیم آبادی

(iii) عطا کاکوی کے قطعہ تاریخ کا عنوان کیا ہے؟

(الف)غم ارشد (ب)غم ارشاد (ج)غم راشد (د) غم مرشد

(iv) داستان ''فسانہ عجائب'' کہاں لکھی؟

(الف)لکھنؤ (ب)فورٹ ولیم کالج (ج)کانپور (د) رام نگر

(v) ''فسانہ عجائب'' کب لکھی گئی؟

(الف)۱۸۲۱ء (ب)۱۸۲۲ء (ج)۱۸۲۳ء (د) ۱۸۲۴ء

vi) 'فسانہ عجائب' میں کس ملک کے بادشاہ کا حال زار بیان کیا گیا ہے؟

(الف)شام (ب)یمن (ج)ہندوستان (د) روم

(vii) افسانہ کوانٹین میں کس کے کردار کو اجاگر کیا گیا ہے؟

(الف) بھولا (ب)لاجونتی (ج)ہولی (د) بھاگو

(viii) افسانہ 'کوانٹین'' کس افسانوی مجموعہ سے ماخوذ ہے؟

(الف)اپنے دکھ مجھے دیدو (ب) گرہن (ج)دانہ ودام (د) کوکھ جلی

(ix) افسانہ ''کوانٹین'' کس نے لکھا؟

(الف)بیدی (ب)منٹو (ج)شفیع جاوید (د) جیلانی بانو

سوال-3 مندرجہ ذیل میں سے کسی پانچ سوالوں کے جواب دیں: 5x2 = 10

(i) سودا کی وفات کہاں ہوئی؟

(الف)دہلی (ب)حیدرآباد (ج)لکھنؤ (د) مرشدآباد

(ii) جس صنف میں ''مدح بازم'' ہوا سے کیا کہتے ہیں؟

(الف)غزل (ب)مثنوی (ج)مرثیہ (د)قصیدہ

(iii) ''تضحیک روزگار'' کس کی تخلیق ہے؟

(الف)سودا (ب)جوش (ج)مجاز (د)ذوق

(iv) سودا کا پورا نام کیا تھا؟

(الف) مرزا محمد شفیع (ب) مرزا محمد شفیع (ج) مرزا محمد رفیع (د) ان میں سے کوئی نہیں

(v) "تو ہندو بنے گا نہ مسلمان بنے گا" نامی گیت کس کا لکھا ہوا ہے؟

(الف) ساحر لدھیانوی (ب) مجروح سلطان پوری (ج) کیفی اعظمی (د) شکیل بدایونی

(vi) ساحر لدھیانوی کا پورا نام کیا ہے؟

(الف) فضل محمد (ب) فتح محمد (ج) عبدالحیٔ (د) عبدالصمد

سوال-4 درج ذیل سے کسی پانچ کی جمع بتائیں! 5x1=5

خطرہ، خصوصیت، دفتر، درج، حد، ادیب، جذبہ۔

سوال-5 الفاظ ذیل میں سے کسی پانچ کی جنس بتائیں! 5x1=5

آقا، انسانیت، اتفاق، تعظیم، اقرار، ذلیل، خوبی

سوال-6 الفاظ ذیل میں سے کسی پانچ کی جنس بتائیں! 5x1=5

روح، سہاگ، رمضان، دانت، درد، زلف، سالگرہ۔

سوال-7 محاورات ذیل میں سے کسی پانچ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔ 5x1=5

کاٹھ کا الو ہونا۔ مٹھی گرم کرنا، لوہے کے چنے چبانا۔

پھٹے میں پاؤں دینا۔ انگلی اٹھانا۔ تھالی کا بیگن ہونا۔

سوال-8 مندرجہ ذیل لاحقوں کی مدد سے کوئی پانچ الفاظ کی تراکیب لکھئے 5x1=5

افروز، بان، انداز، تراش، اندیش، ناک، فروش

سوال-9 درج ذیل سے کسی چار سوال کے جواب ایک یا دو جملوں میں دیں: 4x2=10

(i) میر انیس کے ایک ہم عصر کا نام بتایئے۔

(ii) احسان دانش کس طرح کی یونیورسٹی بنانے کا ارادہ رکھتے تھے؟

(iii) پنجاب یونیورسٹی میں رہٹ پر مزدوری کی مزدوری کتنی تھی؟

(iv) ''فسانہ عجائب'' کے قصے میں بادشاہ نے اپنی بیگم کو کس کے ساتھ کر دیا؟

(v) ''فسانہ عجائب میں فرخندہ بخت کس کو کہا گیا ہے؟

(vi) افسانہ ''کوآرنٹین'' میں بھاگو کے گھر کس کی موت ہوئی؟

سوال-10 ذیل میں سے کسی چار سوال کے مختصر جواب دیں 4x3=12

(i) احسان دانش اپنی کون سی یادگار چھوڑنا چاہتے تھے؟

(ii) جوش ملیح آبادی کی پانچ تصانیف کے نام بتائیں؟

(iii) نظم ''مشاعر'' میں کن کن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے؟

(iv) مرثیہ کے اجزاء ترکیبی بیان کیجئے؟

(v) مرزا غالب کے حالات زندگی پر روشنی ڈالئے؟

سوال-11 درج ذیل سوالوں میں سے کسی دو سوالوں کے جواب دیں: 2x5=10

(i) یگانہ کی غزل گوئی کی خصوصیت بیان کیجئے۔

(ii) اکبر الہ آبادی کی شاعری سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے۔؟

(iii) خلیل الرحمٰن اعظمی کی شاعرانہ خصوصیت واضح کیجئے؟

(iv) انیس فن مرثیہ کی معراج ہیں، اس قول کی وضاحت کیجئے!

سوال-12 ذیل میں سے کسی ایک عنوان پر مختصر مضمون لکھیں؟ 1x5=5

(الف) تعلیم نسواں (عورتوں کی تعظیم)

(ب) برسات کا موسم

جوابات- سیٹ-۳

جواب-1

(i) ب-عجم (ii)ب-سعادت حسن (iii)الف- منٹو (iv)ج-حمید
(v)الف-پرامس (vi)ج-شکستہ بتوں کے درمیان (vii)د-افسانہ

جواب-2

(i)ج- قلعہ احمد نگر (ii)ج-خلیل الرحمٰن (iii) الف-غم راشد (iv)ج-کانپور
(v)د-۱۸۲۴ء (vi)ب-یمن (vii)د-کوکھ جلی (viii)ج- شفیع جاوید
(ix)الف-بیدی

جواب-3

(i)ج-لکھنو (ii)د-قصیدہ (iii)الف-سودا (iv)ج-مرزا محمد رفیع
(v)الف-ساحر لدھیانوی (vi)ج-عبدالحئ

جواب-4

واحد	جمع	واحد	جمع
خطرہ	خطرات	حد	حدود
خصوصیت	خصوصیات	ادیب	ادباء
دفتر	دفاتر	جذبہ	جذبات
درجہ	درجات		

جواب-5

الفاظ	اضداد	الفاظ	اضداد
آقا	غلام	قرار	انکار
انسانیت	حیوانیت	ذلیل	شریف

اتفاق	نفاق	خوبی	خامی
تعظیم	توہین		

جواب-6

الفاظ	جنس	جملہ
سہاگ	مذکر	خدانہ کرے کسی کا سہاگ اجڑے
رمضان	مذکر	رمضان کا چاند نظر آ گیا۔
دانت	مذکر	املی کھا کر اس کے دانت کھٹے ہو گئے۔
درد	مذکر	اس کا درد اچھا نہیں ہو رہا۔
زلف	مؤنث	اس کی زلف لمبی ہے۔
سالگرہ	مؤنث	آج سیما کی سالگرہ ہے۔

جواب-7

الفاظ	محاورہ
کاٹھ کا الو ہونا	وہ آدمی ہے یا کاٹھ کا الو ہے۔
مٹھی گرم کرنا	اس نے کلرک کی مٹھی گرم کردی
لوہے کے چنا چبانا	پہاڑوں پر چڑھنا لوہے کے چنے چبانا ہے۔
پھٹے میں پاؤں دینا	آپ کسی کے پھٹے میں پاؤں مت دیجئے۔
انگلی اٹھانا	کسی کی ہمت نہیں ہے جو ذاکر پر انگلی اٹھائے۔
تھالی کا بیگن ہونا	اکبر تو تھالی کا بیگن ہے۔

جواب-8

الفاظ	لاحقہ کی ترکیب
افروز	دل افروز
بان	مہربان

تراش	بت تراش
اندیش	دوراندیش
ناک	خوف ناک
فروش	پھل فروش

جواب-9

(i) میر انیس کے ہم عصر مرزا دبیر ہیں۔

(ii) احسان دانش "مزدور یونیورسٹی" بنانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

(iii) بارہ آنے یومیہ کی مزدوری پر احسان دانش رہٹ پر بحیثیت مزدور کام پر لگائے گئے تھے یہی وہاں کی مزدوری تھی۔

(iv) صلہ رحمی کے پیش نظر بادشاہ نے اپنی بیگم کو سوداگر کے حوالے کر دیا۔

(v) لازوال دولت سے مالا مال سرزمین یمن کے نیک سیرت بادشاہ کو "فرخندہ بخت" کہا گیا ہے۔

(vi) افسانہ "کورانٹین میں بھاگو کے گھر اس کی بیوی کی موت ہو جاتی ہے۔

جواب-10(i) معروف شاعر احسان دانش معاشی تنگی کے سبب مزدور بھی کیا کرتے تھے۔اسی دوران ایک بار انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں یومیہ مزدوری پر رہٹ چلایا تھا۔ ہر شخص اپنی یادگار چھوڑنا چاہتا ہے تا کہ لوگ اس کی موت کے بعد بھی اس نسبت سے انہیں یاد کرتے رہیں۔احسان دانش کی بھی یہی خواہش تھی چنانچہ وہ اپنی یادگار کے طور پڑھنے لکھنے سے متعلق کئی چیزیں چھوڑنا چاہتے تھے،احسان دانش پنجاب یونیورسٹی میں مزدور کی حیثیت سے کام کر چکے تھے،عرصہ دراز بعد پھر اپنی محنت سے پڑھ لکھ کر جب پروفیسر بنے اور اسی یونیورسٹی میں ممتحن بن کر آئے تو ان کی ماضی کی یاد تازہ ہوگئی۔وہاں کے ملازمین نے بھی انہیں پہچان لیا،اور ان کے اس ترقی کو تعجب کے ساتھ دیکھتے ہوئے انہیں ہندوستان کی پہلی مثال بتایا۔اس پر احسان دانش نے ملازمین سے کہا کہ چونکنے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ چاہتے ہیں کہ ایک مزدور یونیورسٹی بناؤں اور اگر زندگی نے موقع دیا اور حالات صحیح رہے تو اپنی تصانیف کے علاوہ ایک اعلیٰ معیار کی لائبریری بھی قائم کریں گے۔

(ii) جوش ملیح آبادی ایک ممتاز ترقی پسند شاعر تھے،انہیں شاع شباب اور شاعر انقلاب بھی کہا جاتا ہے۔جوش ملیح آبادی کی پانچ تصانیف کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(i)روح ادب (ii)نقش ونگار (iii)یادوں کی بارات

(iv)شعلہ وشبنم (v)حرف وحکایت

(iii) نظم ''متشاعر'' میں شاعر ظفر کمالی نے باطل قوتوں کو سماج کے سامنے ننگا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے انہیں خود احتسابی پر مجبور کیا ہے۔اس نظم میں ظفر کمالی نے شاعری سے نابلد ہونے کے باوجود شعر وادب کے نام پر کھانے والے ایک نام نہاد شاعر کو تختہ مشق بنادیا ہے۔نظم کا عنوان ''متشاعر'' ہے یعنی ایسا شخص جو خود شعر نہیں کہا ہو لیکن سماج میں شاعر کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرنے میں کامیاب ہوگیا ہو یہ بات صرف شعر وادب تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ایسے بناوٹی لوگ مرکزی اور اہم مقام تک پہنچ گئے ہیں۔اور اچھے سچے لوگ حاشیہ پر ڈال دئے گئے ہیں اس طرح یہ نظم ہمیں ایک سماجی بیماری کی طرف متوجہ کرتی ہے۔اور اچھے لوگوں کا حق مارنے والوں کو مجرم قرار دیتی ہے۔ظریفانہ اسلوب میں لکھی گئی اس نظم کے ذریعہ شاعروں کو ہنستے ہنساتے اپنے دامن پر نگاہ کرنے کے لئے مجبور کردیتا ہے۔

(iv) مرثیہ کے اجزائے ترکیبی مندرجہ ذیل ہیں:

(i) اس حصہ میں عموماً حمد،نعت،منقبت،اور مناجات وغیرہ تمہید کے طور ربیان کئے جاتے ہیں۔

(ii) سراپا: اس حصہ میں مرثیہ کے ہیرو کے قدر و قامت اور خال وخط وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔

(iii) رخصت: اس میں ہیرو کا حضرت امام حسینؓ سے جنگ میں جانے کے لئے اجازت لینے کا واقعہ بیان ہوتا ہے۔

(iv) آمد: اسکے تحت ہیرو کا گھوڑے پر سوار ہوکر شان وشوکت کے ساتھ رزم گاہ میں آنے کی حالت بیان ہوتی ہے

(v) رجز: اس میں ہیرو کی زبان سے اپنے حسب ونسب کی تعریف اور فن جنگ میں اپنی مہارت کا اظہار کرتے ہوئے دشمن کو للکارنے کا بیان شامل ہوتا ہے۔

(vi) جنگ: اس میں مرثیہ نگاری ہیرو کو کسی نامی پہلوان سے یا دشمن کی فوج سے بہادری کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے میدان مارنے کا بیان شامل کرتا ہے۔

(vii) شہادت: اس میں ہیرو کا دشمن کے ہاتھوں زخمی ہوکر شہادت کا جام نوش کرنے کا المناک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

(viii) بین: مرثیہ کے آخری عنصر میں ہیرو کی لاش پر اس کی عزیزوں خصوصاً عورتوں کی آہ وزاری اور بین کو جذباتی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

(v) اردو ادب اور خصوصاً اردو غزل کو معراج عطا کرنے والے مرزا غالب کا اصل نام اسد اللہ بیگ خان تھا۔غالب کی پیدائش ۱۷۹۷ء کو آگرہ میں ہوئی والد کا نام مرزا عبداللہ بیگ خان تھا،اور والدہ کا نام عزت النساء بیگم تھا۔کم عمر میں ہی مرزا غالب کے والد عبداللہ بیگ کا انتقال ہوگیا۔چنانچہ چچا نصر اللہ بیگ خان،نے غالب کو اپنی پروش میں لے لیا۔لیکن چند سالوں کے بعد چچا بھی راہی عدم ہوگئے، اب غالب براہ راستہ ماں عزت النساء بیگم کی سرپرستی میں آ گئے۔ان کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں کہا جاتا ہے مولوی معظم صاحب

سے فارسی کی تعلیم حاصل کی اور اسی زمانے میں شاعری بھی کرنے لگے۔آخر کار رام پور کے دربار سے وابستہ ہوگئے اور قلعہ معلیٰ کا پنشن بھی انگریزوں نے جاری کر دیا۔اس کے باوجود ان کی معاشی پریشانیوں میں خاطر خواہ تبدیلی نہیں آئی۔اسی پریشانی کے عالم میں ۱۵رفروری ۱۸۶۹ کو غالب کا دہلی میں انتقال ہوگیا،دہلی کے حضرت نظام الدین میں ان کا مزار شریف ہے۔تمام تر پریشانیوں کے باوجود انہوں نے گیسوئے غزل رنے میں اپنی پوری زندگی صرف کر دی۔

جواب-11 (i) اردو شاعری کی تاریخ میں یگانہ چنگیزی کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔دبستان عظیم آبادی کے شعرا میں شاد اور راسخ عظیم آبادی کے بعد اگر کسی غزل کو شاعر کا نام لیا جاسکتا ہے تو وہ یگانہ چنگیزی کا نام ہے۔یہ الگ بات ہے کہ تلاش معاشی میں یگانہ کی زندگی کا بیشتر حصہ خصوصاً لکھنو میں گزرا اور عظیم آباد سے دور رہے،یہاں تک ک ان کا انتقال بھی لکھنو میں ہی ہوا۔لیکن ان کی غزلوں کا جب مجموعی مطالعہ کیا جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی غزلوں کا رنگ و آہنگ بالکل منفرد ہے،زیر شامل نصاب یگانہ کی دو غزلیں اس حقیقت کی غمازی کرتی ہیں۔مثال کے طور پر ان کی پہلی غزل کا مصرعہ''پہار کاٹنے والے زمین سے ہار گئے''میں ایک مشہور تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔شاعری کی اصطلاح میں اسے تلمیح کہتے ہیں،فرہاد نے کبھی شیریں کو پانے کے لئے پہاڑ کاٹ کر دودھ کی نہر نکالی تھی۔لیکن وہ کوہ کون آخر اسی مٹی کا حصہ بن گیا۔یہاں یگانہ مذکورتاریخ قصے کو االفاظ کے پھیر بدل کے ساتھ بیان کرنے کے بجائے زندگی کے انجام اور دنیا کی بے ثباتی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

یگانہ کی غزل گوئی ایک خاص خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنی بات کو زوردار اور پر اثر بنانے کے لئے ایک خیال کو مختلف پیرائے میں اظہار کرتے ہیں۔مثال کے طور پر انکا یہ مصرعہ''وہ لغزشوں پر مری مسکرائے ہیں کیا کیا۔''کیا کیا''تکرار سے شعری حسن پیدا ہوگیا۔یگانہ کی غزل میں انانیت،زمانے سے نبرد آزمائی کا جذبہ اور حوصلہ موجود ہے۔بول چال اور روزمرہ کی زبان میں استعمال ہونے والے عام محاورات اور ضرب المثال کو یگانہ اپنی شاعری میں اکثر بہت آسانی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں انانیت کے سبب یگانہ نے لکھنو میں اپنے بہت سے مخالفین پیدا کر دئے تھے۔غالب اور اقبال تک کو انہوں نے نہیں چھوڑا،اور ان کی شاعری کے خلاف لکھتے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک عرصہ تک ان کے کلام پر توجہ نہیں دی جاسکی۔بہر حال کلاسیکی شاعری میں یگانہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

(ii) نظم نگاری کی تاریخ میں اکبرالہ آبادی کو اہم مقام حاصل ہے۔انہوں نے روایت سے الگ ہٹ کر طنز و مزاح اور ظرافت کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا،اکبرالہ آبادی پرانے تمدن اور پرانے نظام کے قدر دان تھے۔وہ انگریزیت کے نام پر نئے تمدن اور نئے نظام کی خامیوں کو دیکھ رہے تھے۔انگریزیت نے ابھی اپنا پورا جادو شروع نہیں کیا تھا۔اکبر مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ہر طرف نئی تہذیب بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔اکبر چونکہ انگریزوں کی ملازمت میں تھے اس لئے کھل کر انگریزوں کے خلاف بولنے سے پرہیز کرتے تھے۔لہذا انہوں نے ظرافت کا لباس پہن کر طنز و مزاح کو اپنے فن کا درجہ بنایا۔اکبرالہ آبادی مشرقی

تہذیب وتمدن کے پیروکار تھے۔وہ قدامت پرست تھے،اورمغربی تہذیب وتمدن،نئی تعلیم ، نئے معاشرے اور نئے خیالات کے سخت مخالف تھے۔کیوں کہ وہ نئی تہذیب میں تخریب کے آثار محسوس کررہے تھے۔وہ مغربی تہذیب کی طغیانی کو روکنا چاہتے تھے۔اس مقصد کے تحت وہ آسانی سے ایسے مضامین تک پہنچ جاتے تھے۔جس کا کسی کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا تھا وہ طنز ومزح کے پیرائے میں معمولی سی بات کو بھی غیر معمولی بنا کر پیش کردیتے ہیں۔کردیتے تھے۔یہ ان کا ایک نیا اور اہم تجربہ تھا۔ان کی اس فنی مہارت کے سبھی قائل تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی طرز خاص موجد تھے۔جس کے نقش قدم پر چل کر متعدد شعراء نے اردو میں ظریفانہ شاعری کو فروغ دینے کا کامیاب کوشش کی۔

نصاب میں درج ان کی نظم برق کلیسا بھی اسی نوعیت کی ظریفانہ تخلیق ہے جو ان کی بہترین نظموں میں سے ایک ہے ان میں سے اس حقیقت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے آج مغربی تہذیب سے مغلوب ہوکر مشرقی تہذیب کے پروردہ نوجوان کسی طرح عارضی محبت اور محبوبہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے دین ومذہب کو بھی خیر باد کہنے کیلئے آمادہ ہوجاتے ہیں۔شاعر نے دراصل مسلمانوں کی بدحالی اور بے راہ روں کو طنزیہ انداز میں پیش کرتے ہوئے بزرگ پیغمبر اور صحابہ کے واقعہ کے حوالے سے عہد حاضر کے مسلمانوں کو غیرت دلانے کی کوشش کی ہے۔جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ اکبرالہ آبادی نے زیادہ تر نظموں میں انگریزی تہذیب وتمدن کو ہی ہدف ملامت بنایا ہے۔اس نظم میں بھی ان کا یہی مقصد کارفرما ہے۔اس کے ذریعہ اکبرالہ آبادی نے اصلاح قوم کا کام بنالیا ہے۔

(iii) اردو شاعری کی تاریخ میں خلیل الرحمٰن اعظمی ایک اہم نام ہے۔انہوں نے نظم اور غزل دونوں اصناف میں اپنی مضبوط شناخت قائم کی ہے۔ان کی شاعرانہ خصوصیات کو تقلید میر کے پس منظر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ان کی شاعری میں گہرے انسانی سوز کا فی دخل حاصل ہے اور آخری زمانے میں ان کے یہاں موت کا احساس اور زندگی کے سمیٹنے کا انداز بار بار ابھرتا ہے۔مگر اس غم انگیزی میں بھی زندگی کے حقائق سے فرار کے بجائے شیر کی طرح مقابلہ آرائی دیکھنے کو ملتی ہے۔خلیل الرحمٰن کی شاعری دراصل اس حقیقت کی غماز ہے کہ انہوں نے اپنی غزلوں میں معنوی اعتبار سے میر تقی میر پیروی کی ہے۔ان کی غزلوں کے اشعار میں گہری محزونیت چھائی ہوئی ہے۔لیکن ان کے یہاں حزن ویاس کی جو کیفیت ہے اس میں افسردگی اور ناامیدی نہیں ہے۔اور نہ زندگی سے فرار کی حالت ہے۔

پہلی غزل میں جو شاعر نے لفظی نظام قائم کیا ہے اس میں دشمن، سایہ غم، عیادت، دل، زخم، ٹانکا، بددماغ، اور خیالوں کے شہر وغیرہ صرف الفاظ نہیں ہیں۔بلکہ اپنے اندر چھپے غم وافسردگی کا احساس دلاتے ہیں۔ساتھ ہی شاعر کی زندگی کے گہرے تجربات کا بھی احساس ہوتا ہے۔اسی لئے شاعر نے بچھڑا، کھڑا، ادھر، بگڑا اور اجڑ جیسے قافیوں کا استعمال کیا ہے۔جن سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شاعر نے قلبی واقعات کے ساتھ اپنے جدبات کی شمولیت کردی ہے۔اس کی وجہ سے ان اشعار میں درد، ٹیس کی شدت حدت زیادہ دکھائی دیتی ہے، دوسری غزل میں شاعر نے انسانی زندگی کے گہرے تجربات کو پیش کیا ہے۔یہ غزل اس نے زندگی کے آخری دور میں کہی ہے جب وہ ہر قدم پر موت کی آہٹ سن رہا تھا۔پہلے شعر میں وہ موت کی بانسری پر زندگی کا گیت گانے کی بات کرتا ہے۔یہ شاعر کی رجائیت پسندی کی

بہترین مثال ہے،شاعر کے خیال میں غم سے ہار کر بیٹھ جانے کا نام زندگی نہیں ہے بلکہ دشواریوں سے لڑنے اور اس سے مقابلہ کرنے کا نام زندگی ہے اور یہی شاعر کا اصل مقصد بھی ہے۔جس میں وہ پوری طرح کامیاب نظر آتے ہیں۔یہی خلیل الرحمٰن شاعری کا سب سے روشن پہلو ہے۔مثال کے طور پر اشعار ملاحظہ فرمائیں:

بس اتنی بات تھی کہ عیادت کو آئے لوگ
دل کے ہر ایک زخم کا ٹانکا ادھڑ گیا
ہم بانسری پر موت کی گاتے رہے نغمہ تیرا
اے زندگی! اے زندگی! رتبہ رہے بالا تیرا

(iv) میر ببر علی انیس کا شمار اردو کے عظیم مرثیہ گو شعرا میں ہوتا ہے۔ان کے مرثیوں کا مطالعہ کرتے ہوئے جو وصف ہمیں سب سے زادہ متاثر کرتی ہے۔وہ ان کی واقعہ نگاری ہے۔میر انیس جس واقعہ یا جذبے کو بیان کرنا چاہتے ہیں اس کی تصویر کھینچ دیتے ہیں اور جن گوشوں تک عام انسان کی نگاہیں نہیں پہنچ پاتیں،میر انیس ان جزئیات کو بھی کامیابی کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں۔جس سے اس واقعہ کی مکمل تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔اور سامعین کے دلوں پر ایک خاص اثر مرتب ہو جاتی ہے۔

گل دستہ معنی کو نئے ڈھنگ سے باندھوں
ایک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھوں

منظر کشی کی روایت اردو زبان میں ہمیشہ پسندیدہ سمجھی جاتی رہی ہے۔لیکن اس کے اچھے نمونے اردو شاعری میں بہت کم ملتے ہیں۔میر حسن نے اس روایت کو آگے بڑھایا اور انیس نے اسے پائے تکمیل تک پہچایا،جذبات نگاری میں بھی انیس کو کمال حاصل ہے۔دراصل انیس انسانی فطرت اور نفسیات کے بہت بڑے نباض ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ کس وقت انسان پر کس طرح کے جذبات طاری ہوتے ہیں۔

انیس کے مرثیوں میں قابل قدر حد تک ترتیب و تسلسل ہے ان کے مرثیے صرف معنوی حیثیت سے ہی ارفع و اعلیٰ نہیں ہیں۔بلکہ زبان و بیان کی خوبی اور اسلوب کی دلکشی کی وجہ سے بھی وہ اپنی مثال آپ ہیں۔فصاحت و بلاغت کا ہر پہلو میر انیس کے مرثیہ میں موجود ہے انہوں نے اپنے کلام میں ہزاروں الفاظ استعمال کئے ہیں،لیکن غیر فصیح الفاظ شاید ہی نظر آئے ہیں۔ہر لفظ صحیح موقع و محل پر استعمال ہوتا۔لفظی بلاغت کے ساتھ ساتھ معنوی بلاغت بھی ان کے مرثیوں میں موجود ہے۔میر انیس کے مرثیے اپنے لفظی و معنوی خوبیوں کی وجہ سے اردو شاعری میں منفرد مقام کے حامل ہیں،ان کی وجہ سے فکر و فن کی ہزاروں چراغ روشن ہوئے حقیقت یہ ہے کہ اردو مرثیہ گوئی کی تاریخ میں آج تک کوئی شاعر یہاں تک کہ مرزا سلامت علی دبیر بھی ان کے مقام کو نہیں پہنچ سکے۔اگر چہ ایک سے ایک مرثیہ گو شاعر موجود ہیں۔اس ضمن میں اگر دیکھا جائے تو حقیقت میں میر انیس فنی مرثیہ کی معراج ہیں۔

جواب-12 (الف) تعلیم نسواں:

سرسید احمد خان کا قول ہے "مذہب کے بعد جو چیز زیادہ ضروری ہے وہ تعلیم ہے، ہم کو زمانہ گزشتہ اور حال پر نظر کر کے ایک ایسا طریقہ رائج کرنا چاہئے جو علوم دینی و دنیوی دونوں شعبوں میں ضروریات پوری ہو سکے۔

انسان عقل اور ذہن و شعور میں اضافہ کرنا ہی تعلیم کی اشاعت کا ہمیشہ سے مقصد رہا ہے۔ اس سے زندگی کے نشیب و فراز اور عجائبات قدرت پر غور کرنے کی صلاحیت پید ہوتی ہے۔ اقوال سرسید پر یہ غور کرنے سے دو باتیں سامنے آتی ہیں اول یہ کہ تعلیم مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ اور دوم یہ کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی مقصد کیلئے پیدا کیا ہے، دونوں کی جسمانی اور دماغی ساخت ایک جیسی نہیں ہے، دونوں کے شعبہ حیات علیحدہ ہیں، ایک ہی عمل پر عورتوں اور مردوں کے ردعمل ایک جیسے نہیں ہوتے۔ مردوں کی دنیا وسیع تر ہے۔ اور عورتوں کی دنیا تھوڑی محدود یہ تضاد کا مسئلہ نہیں ہے اس میں دونوں کا بھلا ہے، جب دونوں کا حلقہ کار علیحدہ ہے تو دونوں کی تعلیم ایک جیسی نہیں ہونی چاہئے۔ عورتوں کو بلا شبہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہئے۔ لیکن ایسی تعلیم جس سے وہ ان شعبوں اور حلقوں میں کامیاب ہو سکیں۔ جن سے پوری زندگی میں ان واسطہ ہو سکے گا۔

تعلیم اور اخلاق سازی میں بڑا گہرا تعلق ہے، مشہور مغربی عالم، کا قول ہے کہ "خاندان انسانی زندگی کی درسگاہ اولین ہے اور ماں اس کی واحد معلم ہے۔ ماں کے ذریعہ تعلیم و تربیت سے ماں کے تمام تر اوصاف بچوں میں آتے ہیں اسطرح گھریلوں ماحول کو سنوارنے والی عورت ہی ہوتی ہے۔ اس لئے عورتوں کو خلوص و محبت، ایثار و قربانی، نظم و ضبط کی تعلیم ملنی چاہئے۔ ان کو علم الاجسام، امور خانہ داری، سلائی، کڑھائی، کشیدکاری، بچوں کی پرورش و پرداخت اور نفسیات جیسے علوم پر پورا قابو ہونا چاہئے۔

(ب) برسات کا موسم

ہندوستان میں برسات کا موسم وسط جون سے شروع ہوتا ہے اور اکتوبر تک رہتا ہے، سورج کی جھلسا دینے والی گرمی اور لو کے بعد یہ موسم بہت بڑی راحت بن کر آتا ہے۔ چرند، پرند، و انسان سبھی برسات کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ موسم سبھی کو راحت و آرام پہنچاتا ہے۔ برسات شروع ہوتے ہی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں، بادل آسمان میں منڈلانے لگتے ہیں۔ مختلف رنگوں اور شکلوں کے بادل ادھر ادھر آوارہ پھرتے نظر آتے ہیں۔ یہ منظر بڑا ہی حسین لگتا ہے۔ برسات کی پہلی بارش سے ہی موسم تبدیل ہو جاتا ہے۔ سبزے اگنے لگتے ہیں اور فطرت خود ایک نیا لباس پہن لیتی ہے۔ درختوں میں نئی پتیاں آنے لگتی ہیں اور خزاں کا نظارہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہر طرف نئی گھاس اگ آتی ہیں میدان پر مخمل جیسا منظر ہو جاتا ہے۔ اور یہ منظر بڑا حسین لگتا ہے۔ ندیاں تالاب اور جھیلیں پانی سے بھر جاتی ہیں اور خوبصورت دکھائی دینے لگتی ہیں برسات کے موسم سے فائدہ و نقصان دونوں ہیں۔ جہاں بارش سے کھیتی کرنے کسانوں کو مدد ملتی ہے وہیں بارش نہیں آنے پر قحط پڑ سکتا ہے۔ لیکن اس سے زحمت بھی کافی ہوتی ہے۔ لوگ اپنے گھروں میں قید رہتے ہیں اور بارش کی وجہ

سے باہر نہیں نکل پاتے۔ بارش کی وجہ سے ان کا باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ چھتری اور برساتی وغیرہ کا استعمال کر کے لوگ ضرورت کیلئے باہر نکلتے ہیں، اس موسم میں معمولی گھروں کی چھتیں ٹپکنے لگتی ہیں، دیواریں گر پڑتی ہیں گاؤں میں زیادہ نقصان ہوتے ہیں۔ زیادہ بارش سے سیلاب آجاتا ہے جس سے بڑی تباہی ہوتی ہے۔ ان سب کے باوجود برسات ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ یہ قدرت کا نظام ہے جس سے ہمارے بہت سے فوائد ہیں۔

☆☆☆

MODEL Questions with answers

For Intermediate Examinations- 2017

Subject : Urdu

Time: 3 hours 15 Minutes | Urdu (OPT) Set-IV | Fullmarks: 100

سوالات

سوال-1 سبھی سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے 7x2 = 14

(i) اردو مرثیہ کا امام کسے کہا جاتا ہے۔؟

(الف) شاد عظیم آبادی (ب) جوش ملیح آبادی (ج) خلیق (د) انیس

(ii) احسان دانش کی خودنوشت کا عنوان ہے؟

(الف) اپنی تلاش میں (ب) ابھی سن لو مجھ سے (ج) جہان دانش (د) ہم سخن

(iii) رجب علی بیگ سرور کی داستان کا نام کیا ہے

(الف) فسانہ عجائب (ب) آرائش محفل (ج) نوطرز مرصع (د) باغ و بہار

(iv) راجندر سنگھ مصنف کا اصل نام ہے؟

(الف) مثنوی (ب) بیدی (ج) پریم چند (د) رام لعل

(v) ”آوارہ“ کس کی نظم ہے؟

(الف) جوش ملیح آبادی (ب) مجاز (ج) علی سراد جعفری (د) پرویز شاہدی

(vi) عمیق حنفی اردو میں کس حیثیت سے مشہور ہیں؟

(الف) انشائیہ نگار (ب) شاعر (ج) ناول نگار (د) افسانہ نگار

(vii) میر امن کا اصل نام کیا تھا؟

(الف) مہربان (ب) میر فرمان (ج) میر عرفان (د) ان میں سے کوئی نہیں

سوال-2 درج ذیل میں سے کسی آٹھ سوال کے جواب دیں 8x2 = 16

(i) غالب کی پیدائش کہاں ہوتی ہے؟

(الف)دلی (ب)مرشدآباد (ج)آگرہ (د) لکھنؤ

(ii) مدح کس صنف کا حصہ ہیں؟

(الف)قصیدہ (ب)مرثیہ (ج)مثنوی (د)رباعی

(iii) ''جان عالم'' کس کتاب کا کردار ہے؟

(الف)باغ وبہار (ب)گنج خوبی (ج)نوطرز مرصع (د) فسانہ عجائب

(iv) ''مشاعر'' کس کی نظم ہے؟

(الف)اکبرالہ آبادی (ب)ظفر کمالی (ج)رضانقوی واہی (د) دلاورفگار

(v) ان میں سے کون سا افسانہ 'جیلانی بانو' کا ہے؟

(الف)بھولے بسرے گیت (ب)پراسس (ج)ابراہیم سقہ (د) ٹوبہ ٹیک سنگھ

(vi) مرزا محمد ربیع سودا کا تعلق کس صنف سے ہے؟

(الف)داستان (ب)افسانہ (ج)ناول (د) قصیدہ

(vii) ان میں کون ''ترقی پسند تحریک'' سے وابستہ رہے؟

(الف)مٹی کا تیل (ب)ابراہیم سقہ (ج)نذیراحمد کی کہانی (د) مشاعر

(viii) ان میں سے کون ''ترقی پسند تحریک'' سے وابستہ رہے؟

(الف)علی سراد جعفری (ب)شفیع جاوید (ج)سلام بن رزاق (د) ان میں سے کوئی نہیں

(ix) ''تشبیب'' کس صنف کا جزو ہے؟

(الف)رباعی (ب)مرثیہ (ج)مثنوی (د) قصیدہ

سوال-3 درج ذیل میں سے کسی پانچ سوالوں کے جواب دیں 5x2 = 10

(i) ''آزاد بخت'' کس کتاب کا کردار ہے۔

(الف)فسانہ عجائب (ب)باغ وبہار (ج)گنج خوبی (د) قصہ مہروز ودلبر

(ii) رجب علی بیگ سرور کو کس کتاب سے شہرت حاصل ہوئی؟

(الف)فسانہ عجائب (ب)نوطرز مرصع (ج)قصہ مہروز دلبر (د)گنج خوبی

(iii) باغ وبہار کب لکھی گئی؟

(الف)۱۸۰۱ء (ب)۱۸۰۲ء (ج)۱۸۰۳ء (د) ۱۸۰۴ء

(iv) ان میں کون سی نظم مجاز کی ہے؟

(الف) تشاعر (ب) برق کلیسا (ج) آوارہ (د) بچوں کا گیت

(v) سیالکوٹ کس کی جائے پیدائش ہے؟

(الف) مجاز (ب) علی سردار جعفری (ج) آوارہ (د) جوش

(vi) ''برق کلیسا'' کس کی نظم ہے؟

(الف) اکبرالہ آبادی (ب) علی سردار جعفری (ج) فیض احمد فیض (د) جوش ملیح آبادی

سوال-4 درج ذیل سے کسی پانچ کی جمع بتائیں 5x1=5

شجر، غریب، کتاب، عالم، ملک، دین، مسجد

سوال-5 درج ذیل سے کسی پانچ کی ضد بتائیں۔ 5x1=5

فنا، آغاز، نور، بہشت، گراں، تنگ، سخی

سوال-6 الفاظ ذیل میں سے کسی پانچ کی جنس بتائیں؟ 5x1=5

نظم، غزل، مرثیہ، نثر، قصیدہ، حمد

سوال-7 محاورات ذیل میں سے کسی پانچ کو جملوں میں استعمال کریں 5x1=5

آگ کا مول ہونا، خیالی پلاؤ پکانا، پاپڑ بیلنا، پانی میں آگ لگانا،

دل کھٹا کرنا، عید کا چاند ہونا۔

سوال-8 مندرجہ ذیل لاحقوں کی مدد سے پانچ الفاظ کی تراکیب لکھیں 5x1=5

ناک، پان، خواہ، گار، فروش

سوال-9 مندرجہ ذیل سے کسی چار سوال کے جواب دیں 4x2=8

(i) عربی لفظ 'فطور' کے کیا معنی ہیں؟

(ii) مجاز کی نظم کا عنوان کیا ہے؟

(iii) کس کی فرمائش پر قصہ چہار درویش کا میر امن نے ترجمہ کیا؟

(iv) غبار خاطر کیا ہے؟

(v) کیا ''باغ و بہار'' طبع زاد داستان ہے؟

(vi) ''تشبیب'' کس صنف کا عنصر ہے؟

سوال-10 ذیل میں سے کسی چار سوالوں کے جواب دیں 4x3=12

(i) خاکہ نگاری سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

(ii) سید سلیمان ندوی کا تعارف پیش کیجئے۔

(iii) نظم ''متشاعر'' میں کن خیالات کا اظہار ہے؟

(iv) ''ابراہیم سقہ'' سے اپنی واقفیت ظاہر کیجئے؟

(v) فرحت اللہ بیگ نے اپنے استاد سے کیا سیکھا؟

سوال-11 درج ذیل میں سے کسی دو سوالوں کا جواب دیجئے 2x5=10

(i) میر امن دہلوی کی نثر کے اوصاف بیان کیجئے۔

(ii) مولانا آزاد کی نثر نگاری کی خصوصیات کا جائزہ لیجئے!

(iii) انیس کی مرثیہ نگاری کی خصوصیات بیان کیجئے۔

(iv) ولی کی شاعری کی خوبیاں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال-12 درج ذیل میں سے کس ایک عنوان پر مختصر مضمون لکھئے؟ 1x5=5

(الف) والدین کی تعظیم

(ب) تعلیم

☆☆☆

جوابات۔سیٹ-۴

جواب-1

(i)د- انیس (ii)ج- جہان دانش (iii) الف- فسانۂ عجائب

(iv)ب-بیدی (v)ب-مجاز (vi)ب-شاعر (vii)الف-مہربان

جواب-2

(i)ج-آگرہ (ii)الف-قصیدہ (iii)د-فسانۂ عجائب (iv)ب-ظفر کمالی

(v)ب-پرامس (vi)د-قصیدہ (vii)د-تشاعر (viii)الف-علی سردار جعفری

(ix)د-قصیدہ

جواب-3

(i)ب-باغ وبہار (ii) الف-فسانۂ عجائب (iii)الف-۱۸۰۱ء (iv)ج-آوارہ

(v)ج-جوش (vi)الف-اکبرالہ آبادی

جواب-4

واحد	جمع	واحد	جمع
شجر	اشجار	کتاب	کتب
غریب	غرباء	عالم	علماء
دین	ادیان	مسجد	مساجد

جواب-5

الفاظ	اضداد	الفاظ	اضداد
فنا	بقا	نور	تاریکی
گراں	ارزاں	سخی	بخیل
آغاز	انجام	بہشت	دوزخ
تنگ	کشادہ		

جواب-6

جملہ	جنس	الفاظ
''گفتگو'' علی سردار علی کی نظم ہے۔	مؤنث	نظم
یہ میری اپنی غزل ہے۔	مذکر	غزل
میر انیس کا مرثیہ بہت مشہور ہے۔	مذکر	مرثیہ
رجب علی بیگ کی نثر نگاری مرصع ومقفیٰ ہے	مؤنث	نثر
بہار شاہ ظفر کی شان میں قصیدہ پڑھا گیا۔	مذکر	قصیدہ
خدا کی حمد سے بہتر اور کوئی بات نہیں۔	مذکر	احمد

جواب-7

جملہ	محاورہ
آج کل تمام چیزیں آگ کا مول ہو رہی ہیں۔	آگ کا مول ہونا
سخت محنت کرو، خیالی پلاؤ مت پکاؤ	خیالی پلاؤ پکانا
بہت پاپڑ بیلا تب نوکری ملی	پاپڑ بیلنا
ذاکر پانی میں آگ لگانا خوب جانتا ہے۔	پانی میں آگ لگانا
اسلم نے اپنے دوستوں کا دل کھٹا کر دیا۔	دل کھٹا کرنا
فرحت آج کل عید کا چاند ہو گیا ہے۔	عید کا چاند ہونا

جواب-8

لاحقہ کی ترکیب	الفاظ
خوفناک	ناک
پان دان	دان
خیر خواہ	خواہ
مددگار	گار
میوہ فروش	فروش

جواب-9

(i) عربی لفظ ''فطور'' کے معنی توڑنے کے ہیں۔

(ii) مجازؔ کی نظم کا عنوان 'آوارہ' ہے۔

(iii) ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی فرمائش پر میر امن نے قصہ چہار درویش کا ترجمہ کیا۔

(iv) غبار خاطر مولانا آزاد کے خطوط کا مجموعہ ہے۔

(v) ''باغ و بہار'' طبع زاد داستان نہیں ہے۔

(vi) ''تشبیب'' قصیدہ کا عنصر ہے۔

جواب-10

(i) خاکہ نگاری اردو کے نثری ادب کی ایک دلکش صنف ہے۔اس کا فن غزل اور افسانے کے فن سے ملتا جلتا ہے۔مراد یہ ہے کہ غزل اور افسانے کی طرح ہی خاکہ نگاری میں اختصار اور اشارے اور کنائے سے کام کیا جاتا ہے۔اختصار خاکہ نگاری کی بنیادی شرط ہے،خاکہ میں کسی بھی شخص کی زندگی کے نقوش اور اس کے خدوخال اس طرح ابھارے جاتے ہیں کہ اس کی خوبیاں اور خامیاں نمایاں ہو جاتی ہیں،اور اس کی ایک جیتی جاگتی تصویر ایک خاص تاثر کے ساتھ ذہن میں نقش ہو جاتی ہے۔خاکہ دراصل کسی بھی شخص کا محض اسکیچ ہوتا ہے۔مکمل تصویر نہیں۔جو فرق افسانہ اور ناول میں ہے وہی فرق خاکہ اور سوانح نگاری میں ہوتا ہے۔خاکہ نگاری میں کسی بھی شخص کی زندگی کے تفصیلی حالات پیش کر کے اس کی مکمل تصویر میں رنگ نہیں بھرا جاتا بلکہ اس کی زندگی کے نمایاں پہلوؤں پر دلچسپ اور ضرورت کے مطابق ظریفانہ اسلوب میں اختصار کے ساتھ دھندلی سی ایک تصویر پیش کرتا ہے۔جس سے موٹے طور پر مذکورہ شخص کے متعلق قاری کے ذہن میں خاص تاثر کے ساتھ ایک شبیہ ابھرتی ہے،خاکہ کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔خواہ وہ ایک مالی یا بھنگی ہو یا پھر کسی بڑی شخصیت کا،اردو میں سب سے پہلے مرزا فرحت اللہ بیگ نے اپنے استاد ڈپٹی نذیر احمد کا خاکہ ''مولوی نذیر احمد کی کہانی،کچھ ان کی کچھ میری زبانی' کے عنوان سے لکھا اور اس طرح اردو میں خاکہ نگاری کی بنیاد پڑ گئی۔

(ii) صوبہ بہار کے مردم خیز بستی دیسنہ جو نالندہ ضلع میں واقع ہے۔۲۲ر نومبر ۱۸۸۴ء کو سید سلیمان ندوی پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام حکیم سید ابوالحسن تھا۔دیسنہ میں ابتدائی تعلیم ہوئی ۱۷ ربرس کی عمر میں اعلیٰ تعلیم کیلئے ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے اور علامہ شبلی نے اس جوہر قابل کو پہچانا اور ''الندوہ'' کے نائب مدیر کی ذمہ داری سونپ دی،آگے چل کر یہیں مدرس مقرر ہوئے۔مگر جس ادارے نے ان کی سرپرستی میں بہت نام پیدا کیا،وہ دارالمصنفین اعظم گڑھ ہے۔عربی ادب،اسلامیات،تاریخ،سوانح،ادبیات،وترتیب وتدوین سے انہیں گہری دلچسپی رہی ہے۔اردو زبان وادب کو فروغ دینے میں ان کا نمایاں خدمات رہی ہیں۔انہیں اردو کے ماہر لسانیات میں شمار کیا

جاتا ہے۔وہ کثیر تصانیف تھے۔نقوش سلیمانی، ہماری زبان کا نام، مضامین سلیمان، مقالات سلیمان، وغیرہ کی اہم تصنیفات ہیں۔ اردو زبان وادب سے متعلق مضامین خصوصی طور پر قابل مطالعہ ہیں۔علاوہ ازیں ''عرب وہند کے تعلقات، عربوں کی جہاز رانی، سیرت عائشہ، خیام اور رحمت عالم آپ کی مشہور کتابیں ہیں آپ کا انتقال ۲۳/نومبر ۱۹۵۳ء کو مختصر علالت کے بعد کراچی میں ہوا۔

(iii) نظم ''متشاعر میں شاعر ظفر کمالی نے باطل قوتوں کو سماج کے سامنے ننگا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے انہیں خود احتسابی پر مجبور کیا ہے۔اس نظم میں ظفر کمالی نے شاعری سے نابلد ہونے کے باوجود شعر وادب کے نام پر کھانے کمانے والے ایک نام نہاد شاعر کو تختۂ مشق بنایا ہے۔نظم کا عنوان ''متشاعر'' ہے یعنی ایسا شخص جو خود شعر نہیں کہہ سکتا، سماج میں شاعر کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔یہ بات صرف شعر وادب تک محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ایسے بناوٹی لوگ مرکزی اور اہم مقام تک پہنچ گئے ہیں۔اور اچھے سچے لوگ حاشیہ پر ڈال دئے گئے ہیں، اس طرح یہ نظم ہمیں ایک سماجی بیماری کی طرف متوجہ کرتی ہے اور اچھے اور سچے لوگوں کا حق مارنے والوں کو مجرم قرار دیتی ہے۔ظریفانہ اسلوب میں لکھی گئی اس نظم کے ذریعہ شاعر قاری کو ہنستے ہنساتے پانے پر نگاہ کرنے کے لئے مجبور کردیتا ہے۔

(iv) ممتاز افسانہ نگار سلام بن رزاق کے افسانہ کا عنوان ''ابراہیم سقہ'' ہے اور ابراہیم سقہ'' ہی ایک افسانہ کا مرکزی کردار بھی ہے۔ افسانہ میں پیش کردار بقیہ سارے واقعات وکردار اسی کردار کے گرد گھومتے نظر آتے ہیں۔

دھورن گاؤں میں ابراہیم سقہ بہشتی کا کام کرتا ہے۔اس کا وہ واحد بہشتی ہے جو پورے گاؤں کے لوگوں کو پانی پلاتا ہے۔ ابراہیم سقہ ایک معمولی شکل وصورت کا انسان ہے۔اور معاشی لحاظ سے نہایت غریب بھی ہے وہ خوددار اور محنت کش انسان ہے وہ کسی کے رحم وکرم اور دوسرے کے ٹکڑوں پر جیتا نہیں بلکہ محنت کر کے رزق حلال کھانا پسند کرتا ہے۔ابراہیم سقہ بیس پچیس سال کا لڑکا ہ اس لئے اس کی شخصیت کے اندر بھی عشق ومحبت کے احساسات وجذبات اٹھتے ہیں۔چنانچہ وہ بیدار خان دلیس مکروہ جیسے دبنگ آدمی کی بیٹی سے محبت کر لیتا ہے۔لیکن غریب اور مفلسی کی وجہ سے اپنی محبت پروان نہیں چڑھا سکا۔وہ اپنی محرومیوں کو خاموشی سے برداشت کر لیتا ہے۔یہاں تک کہ اس کی محبوبہ بھی اس کو چاہنے کے باوجود مجبور ہے اور وہ ابراہیم سقہ کی جدائی کے غم میں دنیا کو ہی خیرباد کہہ دیتی ہے۔ اس کے بعد ابراہیم سقہ بھی اس لڑکی کی قبر پر اپنی جان دے دیتا ہے۔،افسانہ میں غریب کو محبت کی راہ میں حائل دکھاتے ہوئے ابراہیم کے کردار کو اجاگر کرنے کی موثر طور پر کوشش کی گئی ہے۔

(v) فرحت اللہ بیگ ڈپٹی نذیر احمد کے شاگرد تھے وہ اپنے استاد ڈپٹی نذیر احمد کے گھر جا کر تعلیم حاصل کرتے تھے۔مگر فرحت اللہ بیگ سے اعراب کی فاش غلطیاں ہوتی تھیں۔اور ان کی صرف نحو بھی کمزور تھی۔نظم میں بھی دقت ہوتی تھی اس لئے ان کے استاد سخت

ہوجاتے تھے۔اور پریشان ہوکر فرحت اللہ کو تعلیم دینے سے انکار کردیتے تھے۔لیکن بیگ کو چونکہ علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔اس لئے استاد کی پھٹکار کے باوجود وہیں سے ہلتے نہ تھے۔ان کی ضد تھی کہ وہ تعلیم حاصل کریں گے تو انہیں سے بالآخر فرحت اللہ بیگ کے اس عزم اور شوق کی دیکھ کر ان کے استاد نذیر احمد کو اپنے فیصلہ پر یہ کہتے ہوئے نظر ثانی کرنی پڑی کہ ''اگر تم چلے جاتے تو میرے گھر میں پھر گھسنا نصیب نہ ہوتا۔میں تمہارے شوق کو آزماتا تھا۔مگر تم نے مجھے ہی آزمالیا۔خدا ایسے شاگرد سب کو نصیب کرے۔یہ بے حیائی نہیں، میاں یہ شوق ہے علم کا، جس کو چسکا لگ جاتا ہے وہ بری بھلی بھی سنتا ہے، بدذوق بھاگ نکلتے ہیں اور شوقین استاد کو دبا لیتے ہیں۔

جواب-11

(i) میر امن دہلوی کو اردو میں سادہ نثر نگاروں کا موجد کہا جاتا ہے۔ان کی تصنیف کردہ کتاب ''باغ و بہار'' سلیس اور نثر نویسی کی پہلی تجربہ گاہ ہے میر امن دہلوی کی لازوال اور مایہ ناز کتاب ''باغ و بہار'' ہے جس پر وقت کی کبھی گرد نہیں پڑی۔قصہ گوئی کی روایت کا وہ کون سا گر ہے جو میر امن کو معلوم نہیں۔پڑھنے والوں کو اپنے قبضے میں رکھا جائے اس لئے قصہ گوئی کے پاس جتنے بھی طریقہ ممکن ہے وہ سب میر امن نے باغ و بہار' میں استعمال کرتے ہیں۔ایک بڑے قصے میں چھوٹے چھوٹے قصوں کا داخلہ یعنی قصہ در قصہ کی صورت میں داستان پیش کرنا میر امن کا کارنامہ ہے۔اس کی وجہ سے بنیادی قصہ کا توازن بھی قائم رہتا ہے اور واقعات کی دلچسپی کے سہارے ہم اصل قصہ سے غافل بھی نہیں ہوتے۔میر امن نے ہند ایران اور اسلامی تہذیب وثقافت کے احوال ابھارے ہیں۔باغ و بہار میں قصہ چاہے جس ملک کا ہو اس میں ہندوستانی ماحول کی جھلک ضرور ملتی ہے۔

میر امن نے عربی اور فارسی روایت اور شاعری کی بھرپور تربیت کو درکنار کرتے ہوئے نثر کو اپنی اصل بنیادوں پر کھڑا کرنے کا حوصلہ دکھایا ہے ان کی سادگی کا یہ کمال ہے کہ اس میں کہیں روکھا پن اور سپاٹ پن پیدا نہیں ہونے پاتا اور اکثر سادگی کی حدود سے نکل کر خوش بیانی کے حدود میں داخل ہوجاتے ہے۔

فورٹ ولیم کالج میں ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی فرمائش پر میر امن سے 'باو بہار' دراصل فارسی قصہ چہار درویش کا آزاد اردو ترجمہ کیا۔جو نہایت ہی آسان، سلیس اور عام فہم زبان میں کیا گیا ہے۔اس فارسی قصے کا ترجمہ میر امن سے قبل محمد عوض زرین اور میر عطا حسین خان تحسین نے ''نقطہ نظر مرصع'' کے نام سے کیا تھا۔لیکن رنگین اور مقفی و مسجع عبارت کے سبب وہ دونوں ترجمے عوام میں مقبول نہ ہوسکے۔چنانچہ ۱۸۰۱ء میں اس کا فارسی قصہ کو حسب فرمائش خاص ہندوستانی گفتگو میں جو اردو کے لوگ ہندو مسلمان عورت مرد لڑکے والے خاص و عام آپس میں بولتے چالتے ہیں، میر امن نے ترجمہ کیا، زبان کی یہی خوبی دراصل ''باغ و بہار'' کی مقبولیت کا بنیادی سبب ہے، یہ کتاب ۱۸۰۴ء میں شائع ہوکر منظر عام پر آئی۔

(ii) مولانا ابوالکلام آزاد کی نمایاں حیثیت ادب، مذہب کے ساتھ ہی سیاست میں بھی رہی ہے۔خطابت وفصاحت میں بھی ان کا رتبہ بہت بلند ہے۔ابوالکام آزاد نے ہندوستانی سیاست کے نہایت نازک موڑ پر غبار خاطر کے خطوط لکھے۔بھارت چھوڑ تحریک کے دوران

قلعہ احمد نگر میں جیل کی چہار دیواری میں قید کے دوران اپنے اکیلے پن سے مقابلہ آرائی میں انہوں نے اپنے صدیق مکرم یعنی حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کے نام لکھا۔

نصاب میں مولانا آزاد کے تین خطوط شامل ہیں۔ جو قلعہ احمد نگر میں ۱۹۴۲-۱۹۴۳ء کے دوران قید کی زندگی گزارتے ہوئے لکھے گئے۔ بیشتر نقاد 'غبار خاطر' کے ان خطوط کو انشائیہ یا مضامین کے زمرے میں رکھتے ہیں۔ بہر حال یہ خطوط کچھ الگ انداز کے ہیں۔ پہلے خط سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ صبح کا وقت اور چائے کا ساتھ مولانا آزاد کو کس قدر مرغوب ہے۔ دوسرے خط میں مولانا آزاد اپنی چائے نوشی کے ذکر کے ساتھ مختلف ملکوں میں اس کے پینے کے انداز اور ملکوں ملکوں میں تغیر کو موضوع بناتے ہیں۔ تیسرے خط میں مولانا آزاد نے اپنی اہلیہ محترمہ زلیخا بیگم کی وفات کا ذکر کیا ہے۔ جو قلعہ احمد نگر کی اسیری کے دوران اللہ کو پیاری ہوئی تھیں۔ ان کی موت کے بعد ہی مولانا آزاد ٹکلکتہ جاسکتے تھے۔

یہ بات خصوصی طور پر قابل ذکر ہے کہ ایک نہایت ہی معمولی موضوع پر مولانا آزاد نے نہایت صراحت سے اپنی باتیں پیش کی ہیں۔ یہ خطوط مولانا آزاد کی فلسفہ طرازیوں کے سبب ہمیشہ یادر کھے جاسکتے ہیں۔ ان خطوط سے مولانا آزاد کی شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔ مولانا آزاد کے ان خطوط کی زبان کی جو دلکشی اور دل آویزی ہے وہ ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہے۔ الفاظ نہایت سادہ اور رواں ہیں۔ عربی اور فارسی کی تراکیب سے گریز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گفتگو کا ایسا سلیقہ ہے جس میں فلسفہ طرازی اور نیم رومانی کیفیت عالمانہ طور طریقہ نظر آتا ہے اور بات چیت کے منطقی انداز روانی اور شگفتگی کے علاوہ بیان کے ایک انوکھے پن کے ساتھ مولانا آزاد بنفس نفیس نظر آتے ہیں۔ اس لئے غبار خاطر اردو کی اپنے طرز کی واحد کتاب کی حیثیت سے یاد کی جاتی ہے۔ یہ مولانا آزاد کی زبان دانی نثر نگاری اور اسلوب کا بہترین نمونہ ہے۔

(iii) میر ابر علی انیس کا شمار اردو کے عظیم مرثیہ گو شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کے مرثیوں کا مطالعہ کرتے ہوئے جو وصف ہمیں سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے وہ ان کی واقعہ نگاری ہے، میر انیس جس واقعے یا جذبے کو بیان کرنا چاہتے ہیں ان کی تصویر کھینچ دیتے ہیں۔ اور جن گوشوں تک عام انسان کی نگاہیں نہیں پہنچ پاتیں میر انیس ان جزئیات کو بھی کامیابی کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں۔ جس سے واقعہ کی مکمل تصویر آنکھوں کے سامنے ابھر جاتی ہے اور سامعین کے دلوں پر ایک خاص اثر مرتب ہو جاتا ہے۔ وہ خود بھی کہتے ہیں۔

گل دستہ معنی کو نئے ڈھنگ سے باندھوں
اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھوں

منظر کشی کی روایت اردو زبان میں ہمیشہ پسندیدہ سمجھی جاتی رہی ہے۔ لیکن اس کے اچھے نمونے اردو شاعری میں کم ملتے ہیں، میر حسن نے اس روایت کو آگے بڑھایا اور میر انیس نے سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

جذبات نگاری میں بھی انیس کو کمال حاصل ہے، دراصل انیس انسانی فطرت اور نفسیات کے بہت بڑے راز داں ہیں۔

اور یہ جانتے ہیں کہ کس وقت انسان پر کس طرح کے جذبات طاری ہوتے ہیں۔

انیس کے مرثیوں میں قابل قدر حد تک ترتیب و تسلسل ہے، ان کے مرثیہ صرف معنوی حیثیت سے ہی ارفع و اعلیٰ نہیں بلکہ زبان و بیان کی خوبی اور اسلوب کی دلکشی کی وجہ سے بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ فصاحت و بلاغت کا ہر پہلو میر انیس کے مرثیے میں موجود ہے، انہوں نے اپنے کلام میں ہزاروں الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن غیر فصیح الفاظ شاید ہی نظر آئیں۔ ہر لفظ صحیح اور موقع محل پر استعمال ہوتا ہے۔ لفظی بلاغت کے ساتھ ساتھ معنوی بلاغت بھی ان کے مرثیوں میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

میر انیس کے مرثیے اپنی لفظی و معنوی خوبیوں کی وجہ سے اردو شاعری میں اہم مقام کے حامل ہے۔ ان کی وجہ سے فکر و فن کے ہزاروں چراغ روشن ہو گئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اردو مرثیہ گوئی کی تاریخ میں آج تک کوئی شاعر ان کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکا، گرچہ ایک سے ایک مرثیہ گو شاعر موجود ہیں ایسی حالت میں اگر کہا جائے "میر انیس مرثیہ کے معراج ہیں" تو شاید غلط نہ ہوگا۔

(iv) اردو کے قدیم اور کلاسیکی شعرا میں ولی دکنی کو خصوصی مقام حاصل ہے، دنیائے ادب اردو میں ولی کا نام احترام کا حامل ہے۔ جس کی کاوشوں سے اردو شاعری بالخصوص اردو غزل کو اسی کے مزاج اور آہنگ کے مطابق نمایاں فروغ حاصل ہوا ہے۔ محمد حسین آزاد ولی کو اردو شاعری میں وہی مقام دیتے ہیں جو انگریزی شاعر میں چاسر اور فارسی شاعری میں رودکی کو حاصل ہے۔ ولی کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے اردو شاعری کے جو کام اور سانچے ڈھالے وہ آج تک موجود ہیں۔ غزل کے ساز پر جو نغمے انہوں نے چھیڑے ہیں غزل کی دنیا میں آج تک ان کی آواز سنائی دیتی ہے۔

ولی قادرالکلام شاعر تھے۔ یوں تو ولی کی کلیات میں مثنوی، قصیدے، قطعات، خمسے، سب کچھ ہیں لیکن جس چیز نے انہیں شہرت بخشی وغزل ہے، غزل جو حسن و عشق سے عبارت ہے۔ وہ ولی کے یہاں اپنی آن بان پورے فنی رچاؤں کے ساتھ نظر آتی ہے۔ ولی کی غزلوں میں جو حسن و تازگی و رعنائی اور دلکشی ہے وہ بہت کم شعرا کے یہاں دیکھنے کو ملتی ہے۔ ولی کی غزلوں میں یہ خصوصیت اس کے حسن ادا اور موضوعات کی رنگینی دونوں ہی سے پیدا ہوتی ہے، غزلوں میں ولی دکنی کے موضوعات کا دائرہ گرچہ وسیع نہیں مگر ان کی عشق کا دائرہ یقیناً بے حد وسیع ہے وہ زندگی بھر محبت کے دلکش نغمے چھیڑتے رہے۔ اور محبوب کی دل فریب اداؤں کو مختلف انداز میں بیان کرتے رہے۔ حسن کی مختلف خدوخال اس کے رنگ و روپ، عشق کی مختلف کیفیات کو اپنی غزلں میں شامل کرنے پر انہیں قدرت کامل حاصل ہے۔ ولی حسن مجازی اور حسن حقیقی دونوں ہی کے پرستار تھے۔ دراصل حسن مجازی اور حسن حقیقی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے وہ اپنے تصور عشق کے ذریعہ تصوف کی روایت کو موضوعات کی وسعت کے ساتھ اردو شاعری کے دامن میں ایک خاص جگہ عنایت کرتے ہیں۔ خود ولی کے ان اشعار سے اس بات کی وضاحت ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

شغل بہتر ہے عشق بازی کا　　　کیا حقیقی و کیا مجازی کا
جسے عشق کا تیر کاری لگے　　　اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

یہاں پر یہ بات بھی مخصوص طور پر قابل ذکر ہے کہ شروع میں ولی کی شاعری میں دکنی روایت اپنے نقطۂ عروج پر تھی ،لیکن رفتہ رفتہ ولی نے اپنی شاعری کو دکنی پن سے بہت حد تک پاک کر دیا، اور اس کی بان پورے ملک کے لئے قابل قبول بن گئی۔ان کی شاعری میں نادر تشبیہات اور استعارات کا بہترین استعمال ملتا ہے۔زبان کی سطح پر ولی کے یہاں حسرت انگیز، سادگی اور صفائی دیکھی جاتی ہے۔ان کے بعض اشعار بالکل موجودہ عہد کے معلوم ہوتے ہیں۔ولی کی شاعری کی ایک اور زبردست خوبی یہ ہے کہ اس کی زبان میں ہندوستانیت کا بہت زیادہ اثر ہے،ان کے یہاں جو الفاظ ملتے ہیں وہ زیادہ تر ہند آریائی ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر اس شعر کو دیکھیں۔

یہ سیہ زلف تجھ زنخداں پر — نگان جیوں کنولے پیاسی ملے
جس کی گفتار میں نہیں ہے مزا — سخن اس کا عطام باسی ہے

جواب-12 (الف) **والدین کی تعظیم:**

جن مکرم ہستیوں نے ہمیں پیدا کیا اور اپنی صورت شکل، و دل و دماغ کے اعتبا سے جن بزرگوں کے دم سے اس دنیا میں ہمارا وجود ہوا، جن کی محنتوں کوششوں اور جاں فشانیوں کی بدولت ہم پیدائش سے لیکر حیات کے موجودہ مرحلے تک بخیر و بخوبی پہنچے اور پروان چڑھے وہ اپنی بےلوث محبت کی بنا پر ہمارے لئے فرشتہ رحمت سے کم نہیں ہیں،ان کی تئیں جو فرائض ہمیں ادا کرے ہیں انہیں اس بات سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ماں کے قدموں کے تلے جنت ہے اور باپ اس کا دروازہ ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں واضح طور پر اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ تم اپنے والدین کے سامنے اونچی آواز میں بات نہ کیا کرو کیونکہ ایسا کرنا گناہ عظیم ہے۔اس طرح والدین گویا فرشتہ رحمت ہیں ہر وقت ہماری نگرانی اور حفاظت کرتے ہیں۔اولاد کی خوشنودی اور آرام کے لئے وہ کس طرح محنت کرتے ہیں اولاد گھر سے باہر جہاں رہتی ہے والدین کی روح بھی وہیں رہتی ہے۔یہ بات اچھی طرح ثابت ہے کہ والدین کی مثل اپنی اولاد کا خیر خواہ اس دنیا میں اور کوئی نہیں۔اب غور کرنے کی بات ہے کہ ان کا معاوضہ دینے کے قابل ہم ہیں یا نہیں؟اس سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں کہ ہم دل، زبان اور عمل سے ان کے احکام کی پیروی کریں اور ان کی خدمت میں مشغول رہیں جب وہ ضعیف ہوں جائیں تو ان کی تما م تکالیف کو دور کریں اور اپنے آپ کو ان کیلئے بڑھاپے کی لاٹھی بنالیں۔

گذشتہ زمانے میں والدین کا حکم بجالانے میں کوئی ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتا تھا،ان کے حکم کی پیروی کو کار ثواب سمجھا جاتا تھا۔مگر صارفیت کے اس زمانہ حال میں افسوس کی بات ہے کہ یہ خیال بالکل بدل گیا ہے،تمام تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ذرا بھی توجہ والدین کی جانب نہیں ہوتی ہے۔وہ ان ضعیف والدین کی خدمت گزاری اپنے اوپر بار سمجھتے ہیں،بعض ناخلف اولاد تو انہیں جاہل اور بےوقوف تک سمجھتی ہے۔

جانوروں میں بھی والدین کی محبت دیکھی جاتی ہے،ہم تو اشرف المخلوقات ہیں افسوس کہ ہمارے ہی اندر یہ جذبہ موجود نہیں، جو ہمارے لئے نہایت ہی بدبختی کی بات ہے۔اگر ہم سے والدین کی روح کو طمانیت حاصل ہو تو سمجھنا چاہئے کہ ہماری زندگی کامیاب

ہوئی۔ہم خوب سمجھ رکھیں کہ ان کی دعا پر ہی ہماری ترقی اور تنزلی منحصر ہے۔والدین کی اطاعت ہی سے ہمیں دین اور دنیا دونوں میں سرخروئی حاصل ہوسکتی ہے۔والدین کی تعظیم نہ کرنے والے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرتا۔

جواب-12 (ب) تعلیم:

تعلیم انسانی فطرت کی اصلاح کرتی ہے،تعلیم اسے کہتے ہیں کہ جس سے دل دماغی اور روحانی قوی کی تکمیل ہو۔تعلیم عقل کو کھول دیتی ہے،اور روحانی طاقت عطا کرتی ہے۔تعلیم کے بغیر کوئی شخص مکمل نہیں ہوسکتا ہے۔

تعلیم یافتہ شخص دنیا کے سب کاموں میں اپنا جوہر دکھا دیتا ہے۔تعلیم یافتہ لوگوں کا جتنا وقت تعلیم لیتی ہے،اس سے زیادہ پھل خود دیتی ہے۔تعلیم یافتہ لوگوں کی طاقت سے قوم اور ملک کو بہت فائدہ پہنچتا ہے،کیوں کہ وہ زندگی کے میدان میں نہایت خلوص او رجوش کے ساتھ داخل ہو جاتی ہے۔اور فتح حاصل کر کے قوم اور ملک کی عزت بڑھاتی ہے۔

افسوس اس شخص پر ہوتا ہے کہ جس نے ضروری تعلیم حاصل نہیں کی۔اسے آنکھ ہے مگر وہ فطرت کی خوبیوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ اسے عقل ہے مگر وہ اس کا استعمال نہیں جانتا،گویا ایک قسم کا جانور ہے۔اس کی زندگی کی کوئی قدر نہیں کیونکہ اس نے انسانیت کے درجہ کو نہیں سمجھا۔جہالت جہنم میں لے جانے اور تعلیم بہشت کو لے جانے والی ہے۔

اسلام نے ہر مرد اور عورت پر تعلیم کا حصول واجب قرار دیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ عقل وحکمت کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے دور دراز کا سفر اختیار کرنا پڑے تو بھی کیا جائے۔اگر چہ وہ جگہ چین ہی کیوں نہ ہو۔چنانچہ صدیوں تک مسلم معاشرہ میں تعلیم کیلئے دور دراز سفر کرنے کا عام رواج تھا۔جس سے زمانے میں بڑے بڑے لوگ پیدا ہوئے۔

تعلیم انسانی زندگی کو سنوارنے کا بہترین ذریعہ ہے اس سے انسانی اخلاق وکردار بلند ہوتے ہیں۔اگر انسان کے اندر انسانیت نہیں ہے تو پھر اس کی اہمیت خاک کے ایک تودہ سے زیادہ نہیں ہے اور یہ انسانیت تعلیم حاصل کرنے سے ہی پیدا ہوتی ہے،سر سید احمد خان نے فرمایا کہ انسان ایک پتھر کی مانند ہے۔علم اسے تراش خراش کر کے انسانی شکل عطا کرتا ہے۔اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ علم کے زیور سے خود کو ضرور آراستہ کرے اور اپنے جوہر سے دنیا کو معراج عطا کرنے میں بیش قیمت تعاون دے کر اہم حصہ دار بنے۔

☆☆☆☆

MODEL Questions with answers

For Intermediate Examinations- 2017

Subject : Urdu

Time: 3 hours 15 Minutes Urdu (OPT) Set-V Fullmarks: 100

سوالات

سوال:-1 مندرجہ ذیل تمام سوالوں کے جواب دیں: 7x2=14

(i) ''ایوان غزل'' کس نوعیت کی کتاب ہے؟

(الف) ڈراما (ب) افسانہ (ج) ناول (د) شاعری

(ii) کس صنف میں مافوق الفطری عناصر کی کارفرمائی ہے؟

(الف) ناول (ب) داستان (ج) ڈراما (د) افسانہ

(iii) ''باغ و بہار'' کس کتاب کا ترجمہ ہے؟

(الف) قصہ چہار درویش (ب) قصہ مہر افروز دلبر (ج) فسانہ عجائب (د) گنج خوبی

(iv) ''باغ و بہار'' میں اندھے فقیر کا تعلق کس ملک سے تھا؟

(الف) عرب (ب) عجم (ج) چین (د) ہندوستان

(v) میر امن کی مقبولیت کس کتاب سے ہوئی؟

(الف) باغ و بہار (ب) گنج خوبی (ج) فسانہ عجائب (د) فارسی کی قصۂ چہار درویش

(iv) مختصر افسانے کی داغ بیل کس نے ڈالی؟

(الف) علی محمود (ب) سجاد حیدر یلدرم (ج) سعادت حسن منٹو (د) شفاعت حسن

(vii) قصہ گوئی کی سب سے پرانی صنف کون سی ہے؟

(الف) داستان (ب) افسانہ (ج) ناول (د) انشائیہ

سوال:-2 مندرجہ ذیل سوال میں سے کسی آٹھ سوالوں کے جواب دیں: 8x2=16

(i) قطعہ ''غم ارشد'' کے شاعر کا نام کیا ہے؟

(الف)عطا کاکوی (ب)طلحہ رضوی برق (ج)یوسف خورشیدی (د)عبدالمنان طرزی

(ii)یوجھنو مونتالے کی نظم کا اردو ترجمہ کس عنوان سے کیا گیا؟

(الف)مجھے جینے دو (ب)ہم نہیں جانتے (ج)زہر حیات (د)سنگ جاں

(iii)غزل کے جس آخری شعر میں شاعر اپنا تخلص پیش کرتا ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(الف) مطلع (ب)حسن مطلع (ج)تلمیح (د)مقطع

(iv)غالب کا اصل نام کیا ہے؟

(الف)اسداللہ خاں (ب)نصراللہ خاں (ج)عبداللہ خاں (د)حمیداللہ خاں

(v)مرزا غالب کی وفات کہاں ہوئی؟

(الف)آگرہ (ب)دہلی (ج)لکھنؤ (د)کلکتہ

(vi)یہ کس کا شعر ہے؟

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

(الف)شاد (ب)مومن (ج)غالب (د)راسخ

(vii)"تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں" یہ مصرع کس شاعر کا ہے؟

(الف)شاد (ب)مومن (ج)راسخ (د)فیض

(viii) یگانہ چنگیزی کی جائے پیدائش کہاں ہے؟

(الف)پٹنہ سیٹی (ب)لکھنؤ (ج)فیض آباد (د)حیدرآباد

(ix) یگانہ چنگیزی نے کس کے ساتھ لاہور کا سفر کیا؟

(الف)جوش ملیح آبادی (ب)جمیل مظہری (ج)جگر مرادآبادی (د)شاد عظیم آبادی

سوال-3 مندرجہ ذیل میں سے کسی پانچ سوالوں کے جواب دیں:

(i) سودا کی وفات کہاں ہوئی؟

(الف)دہلی (ب)حیدرآباد (ج)لکھنؤ (د)مرشدآباد

(ii) کسی کی موت پر جو نظم کہی جائے اسے کیا کہتے ہیں؟

(الف)مرثیہ (ب)مثنوی (ج)غزل (د)قصیدہ

(iii)اردو کے پہلے مرثیہ نگار ہیں؟

(الف)برہان الدین جانم (ب)سید شاہ اشرف بیابانی (ج)قطب شاہ (د)ملا وجہی

(iv)''رجز'' کس صنف کا عنصر ہے؟

(الف)مرثیہ (ب)قصیدہ (ج)مثنوی (د)رباعی

(v)اردو مرثیہ کا امام کسے کہا جاتا ہے؟

(الف)انیس (ب)شاد (ج)جوش (د)خلیق

(vi)انیس کا پورا نام کیا ہے؟

(الف)میر شبیر علی (ب)میر ببر علی (ج)میر اصغر علی (د)میر جعفر علی

سوال-4 درج ذیل میں سے کسی پانچ کی جمع بتائیں: 5x1=5

خصلت فضیلت تدبیر استاد شیطان خبر بنت

سوال:-5 درج ذیل میں سے کسی پانچ کی ضد بتائیں: 5x1=5

کمال قریب نشیب گل آغاز ابتدا اول

سوال-6 الفاظ ذیل میں سے کسی پانچ کی جنس بتائیں: 5x1=5

کفن رنج رواج شہد تنخواہ تعلیم تلاش

سوال-7 محاورات ذیل میں سے کسی پانچ کو جملوں میں استعمال کریں: 5x1=5

بات بنانا دامن چھڑانا کچی گولیاں کھانا قل ہو اللہ پڑھنا

دماغ آسمان پر ہونا چھاتی پر سانپ لوٹنا

سوال-8 مندرجہ ذیل لاحقوں کی مدد سے پانچ الفاظ کی تراکیب لکھیے؟ 5x1=5

خواہ گر ناک وار تراش انداہش

سوال-9 مندرجہ ذیل سوالوں میں سے کسی چار کا جواب دیں: 4x3=12

(i) صنف مرثیہ کے اجزائے ترکیبی لکھئے؟

(ii) احسان دانش اپنی کون سی یادگار چھوڑنا چاہتے تھے؟

(iii) نظم ''آوارہ'' میں رات کے وقت شہر کے جو مناظر بیان کیے گئے ہیں انہیں اپنی زبان میں لکھیے۔

(iv) گیت ''ساتھی ہاتھ بڑھانا'' کا مرکزی خیال کیا ہے؟

(v) نظم ''مشاعر'' میں کن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے؟

(vi) عطا کوی سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے؟

سوال:-10 مندرجہ سوالوں میں سے کسی چار کے جواب دیں: 4x2=8

(i) ''فسانۂ عجائب'' کے قصے میں فرخندہ بخت کس کو کہا گیا ہے؟

(ii) افسانہ ''کوارنٹین'' میں بھاگو کے گھر کس کی موت ہوئی؟

(iii) ویدانیت کا فلسفہ کس نے پیش کیا؟

(iv) مولانا ابوالکلام آزاد کی پیدائش کہاں ہوئی تھی؟

(v) ویدانیت کا فلسفہ سوامی وویکانند نے کہاں پیش کیا؟

(vi) عربی میں ''ناشتہ'' کو کیا کہتے ہیں؟

سوال-11 ذیل کے کسی دو سوالوں کے جواب دیں: 2x5=10

(i) افسانہ ''پرامس'' کے حوالے سے آج کے انسان رشتوں کی سچائی پر روشنی ڈالئے؟

(ii) احمد جمال پاشا کے انشائیہ ''ہجرت'' پر روشنی ڈالیے۔

(iii) جوش ملیح آبادی کی پانچ تصانیف کے نام بتائیں؟

(iv) ولی کی شاعرانہ عظمت مثال کے ساتھ لکھیے؟

سوال-12 درج ذیل میں سے کسی ایک عنوان پر مختصر مضمون لکھیے۔ 1x5=5

(الف) مولانا مظہر الحق (ب) وقت

جوابات۔سیٹ-۵

جواب- 1 (i)ج-ناول (ii)ب-داستان (iii)الف-قصہ چہاردرویش
(iv)د-ہندوستان (v)الف-باغ وبہار (vi)ب-سجادظہیر (viii)الف-داستان

جواب-2 (i)الف-عطا کاکوی (ii)ب-ہم نہیں جانتے (iii)د-مقطع (iv)الف-اسداللہ خاں
(v)ب-دہلی (vi)ج-غالب (vii)الف-پٹنہ سٹی
(viii)الف-پٹنہ سٹی (ix)ج-جگرمرادآبادی

جواب-3 (i)ج-لکھنؤ (ii)الف-مرثیہ (iii)ب-سیدشاہ اشرف بیابانی
(iv)الف-مرثیہ (v)الف-انیس (vi)ب-میر ببرعلی

جواب-4

واحد	جمع	واحد	جمع
خصلت	خصائل	فضیلت	فضائل
تدبیر	تدابیر	استاد	اساتذہ
شیطان	شیاطین	خبر	اخبار
بنت	بنات		

جواب-5

الفاظ	اضداد	الفاظ	اضداد
کمال	زوال	قریب	بعید
نشیب	فراز	گل	خار
آغاز	انجام	ابتداء	انتہا
اول	آخر		

جواب-6

الفاظ	جنس	جملہ
تلاش	مؤنث	مجھے اچھی نوکری کی تلاش ہے۔

کفن	مذکر	ع ناتواں ہوں کفن بھی ہو عطا
رنج	مذکر	ع جب دیا رنج بتوں نے خدا آیا
رواج	مذکر	ٹونکے کا رواج فرسودہ ہے۔
شہد	مذکر	شہد شفا دیتا ہے
تنخواہ	مؤنث	کنٹریکٹ اساتذہ کی تنخواہ تشفی بخش نہیں
تعلیم	مؤنث	اچھی تعلیم سے زندگی سنور جاتی ہے۔

جواب-7

محاورہ	جملہ
بات بنانا	باتیں نہ بناؤ سیدھے سیدھے کام کرو۔
دامن چھڑانا	مجھ سے دامن چھڑانا آسان نہیں ہے۔
کچی گولیاں کھانا	مجھے پٹی نہ پڑھاؤ، میں نے بھی کچی گولیاں نہیں کھائی ہیں؟
قل ہواللہ پڑھنا	بھوک کے مارے میری آنت قل ہواللہ پڑھ رہی ہے۔
دماغ آسمان پر ہونا	کامیابی سے ان دنوں اس کا دماغ آسمان پر چڑھ گیا ہے۔
چھاتی پر سانپ لوٹنا	میری کامیابی پر پڑوسن کی چھاتی پر سانپ لوٹنے لگا۔

جواب-8

الفاظ	لاحقہ کی ترکیب
خواہ	خیر خواہ
گر	سوداگر
ناک	خوف ناک
وار	بزرگوار
تراش	بت تراش
اندیش	دور اندیش

جواب-9

(i) مرثیہ کے اجزائے ترکیبی مندرجہ ذیل ہیں:

چہرہ: اس حصہ میں عموماً حمد، نعت، منقبت اور مناجات تمہید کے طور پر بیان کیے جاتے ہیں۔

سراپا: اس حصہ میں مرثیہ کے ہیرو کے قد و قامت اور خال وخط وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔

رخصت: اس میں ہیرو کا حضرت امام حسینؓ سے جنگ میں جانے کے لیے اجازت لینے کا واقعہ بیان ہوتا ہے۔

آمد: اس کے تحت ہیرو کا گھوڑے پر سوار ہو کر شان و شوکت کے ساتھ رزمگاہ میں آنے کی حالت بیان ہوتی ہے۔

رجز: اس میں ہیرو کی زبان سے اپنے حسب و نسب کی تعریف اور فن جنگ میں اپنی مہارت کا اظہار کرتے ہوئے دشمن کو للکارنے کا بیان ہوتا ہے۔

جنگ: اس میں ہیرو کو کسی نامی پہلوان سے یا دشمن کی فوج سے بہادری کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔

شہادت: اس میں ہیرو کا دشمنوں کے ہاتھوں زخمی ہو کر شہادت کا جام نوش کرنے کا المناک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

بین: یہ مرثیہ کا سب سے آخری اور خاص عنصر ہوتا ہے جس میں ہیرو کی لاش پر اس کے عزیزوں خصوصاً عورتوں کی آہ کو جذباتی انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

(ii) معروف شاعر احسان دانش معاشی تنگی کے سبب مزدوری بھی کیا کرتے تھے۔ اسی دوران ایک انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں مزدوری پر رہٹ چلانے کا بھی کام کیا تھا۔ ہر شخص اپنی یادگار چھوڑنا چاہتا ہے تاکہ لوگ اس کی موت کے بعد بھی اس نسبت سے اس کو یاد کرتے رہیں۔ احسان دانش کی بھی یہی خواہش تھی چنانچہ وہ پڑھنے لکھنے کی چیزیں یادگار چھوڑنا چاہتے تھے۔ احسان دانش مزدوری کرتے ہوئے پڑھ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی ہی میں ممتحن بن کر آئے تو ان کی ماضی کی یاد تازہ ہوگئی اور وہاں کے ملازمین نے بھی انہیں پہچان لیا۔ اور ان کی اس ترقی کو تعجب کے ساتھ دیکھتے ہوئے اسے ہندوستان بھر کی پہلی مثال بتایا۔ اس پر احسان دانش نے ملازمین سے کہا کہ چونکنے کی ضرورت نہیں وہ چاہتے ہیں کہ میں ایک مزدور یونیورسٹی بناؤں اور اگر زندگی نے موقع دیا اور حالات موافق رہے تو اپنی تصانیف کے علاوہ ایک اعلیٰ معیار کی لائبریری بھی قائم کریں گے۔

(iii) نظم ''آوارہ'' اسرار الحق مجاز کی ایک معروف و مقبول نظم ہے۔ اپنی اس تخلیق میں شاعر رنگین راتوں کے مناظر کو پیش کیا ہے۔ رات کی رنگینی کسی کے لیے خوشیوں کا بیش خیمہ ہے تو کسی کے لیے یہی راتیں مصیبت بن جاتی ہیں۔ شاعر جس طرح ناموافق حالات سے دو چار ہے اس کے لیے رنگین راتیں جذبات کو مشتعل کرنے والی ہیں۔ شاعر نے اس قسم کی ایک رات کے منظر کو بیان کرتے ہوئے اپنا ذاتی تجربہ و مشاہدہ پیش کیا ہے۔ جگمگاتی جاگتی سڑکیں، جھلملاتے قمقمے، آکاش پر تاروں کا جال اور کسی ٹوٹے ہوئے تارے کی پھلجھڑی۔

غرض کہ شہر کی رات کا ہر منظر اسے خود مشتعل کرتا ہے۔ خود رات بھی اسے رسوائیوں کو اپنانے کی دعوت دیتی ہے اس لیے وہ بار بار اپنے دل کے غم اور اس کی وحشت سے مخاطب ہے وہ جس کشمکش میں مبتلا ہے اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے کہ شاعر رات کے اشتعال انگیز غم اور وحشت کی شدید گرفت میں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے اندرونی غصے، تلملاہٹ، پچھتاوے، پشیمانی اور اندوہ ناکیوں کو مختلف تند و تیز لب و لہجہ کے ساتھ زندہ اور متحرک طور پر پیش کیا ہے۔

(iv) گیت ساتھی ہاتھ بڑھانا ساحر لدھیانوی کی تخلیق ہے جسے انہوں نے مشہور ہندی فلم "نیا دور" کے لیے لکھا تھا۔ پیش نظر گیت مل جل کر کام کرنے کے مرکزی خیال پر لکھا گیا ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ ہندوستان میں صنعتی انقلاب آرہا تھا اور کارخانوں کو جدید مشینی آلات سے مزین کیا جا رہا تھا۔ نتیجتاً محنت کش مزدوروں میں مایوسی اور ناامیدی کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی۔ چنانچہ شاعر نے متعدد مثالوں سے ایک ساتھ مل جل کر کام کرنے کے لیے مزدوروں کو تلقین کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مزدور کو محنت کرنے سے نہیں ڈرنا چاہیے۔ ہمیں ایک دوسرے کے سکھ دکھ میں ساتھ رہ کر سچائی اور ایمانداری کے ساتھ منزل کی طرف آگے بڑھنا چاہیے۔ شاعر کا کہنا ہے کہ جب محنت کشوں نے متحد ہو کر کام کیا ہے تو ایسی بھی مثالیں ہیں کہ ساگر نے بھی رستہ دے دیا ہے اور پہاڑ بھی ریزہ ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اجتماعی کوششوں اور محنت سے انسان تقدیر کو اپنے بس میں کر سکتا ہے۔

(v) نظم "متشاعر" میں ظفر کمال نے باطل قوتوں کو سماج کے سامنے ننگا کرتے ہوئے انہیں خود احتسابی پر مجبور کیا ہے۔ اس نظم میں ظفر کمال نے شاعری سے نابلد ہونے کے باوجود شعر و ادب کے نام پر کھانے کمانے والے ایک نام نہاد شاعر کو تختۂ مشق بنایا ہے۔ نظم کا عنوان "متشاعر" ہے یعنی ایسا شاعر جو خود شعر نہیں کہتا ہو۔ لیکن شاعر کی حیثیت سے سماج میں اپنے آپ کو پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔ یہ بات صرف شعر و ادب ہی تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ایسے بناوٹی لوگ مرکزی اور اہم مقام تک پہنچ گئے ہیں اور اچھے سچے لوگ حاشیہ پر ڈال دیے گئے ہیں۔ اس طرح یہ نظم سماجی بیماری کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ ظریفانہ اسلوب میں لکھی گئی اس نظم کے ذریعہ شاعر قاری کو ہنستے ہنساتے اپنے دامن پر نگاہ کرنے کے لیے مجبور کر دیتا ہے۔

(vi) عطا کاکوی کا اصل نام سید شاہ عطاالرحمٰن تھا۔ 17 ستمبر 1904ء کو وہ بہار کے مردم خیز گاؤں کاکو ضلع جہان آباد میں پیدا ہوئے۔ ادبی دنیا میں عطا کاکی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ پٹنہ یونیورسٹی سے اردو اور فارسی میں ایم اے کیا اور بہار یونیورسٹی مظفر پور میں پروفیسر ہے۔ پھر ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ کے ڈائریکٹر ہوئے۔ صدر جمہوریہ ہند کی طرف سے انہیں سرٹیفکیٹ آف آنر کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔ 8 مارچ 1998ء کو پٹنہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔

عطا کاکوی کو اردو فارسی ادب کے رمز شناسوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ تنقید و تحقیق شاعری اور تاریخ نویسی جیسی اصناف پر انہوں نے کئی

کتابیں تصنیف کیں قدیم ادب پر ان کی ماہرانہ دسترس تھی اور وہ اردو فارسی کے کلاسیکی سرمائے کے گہرے واقف کار تھے۔ تنقیدی مطالعے، تقابلی مطالعے، تحقیقی مطالعے، مطالعہ، حسرت، میخانہ، تغزل ان کی مشہور تنقیدی کتابیں ہیں۔ جمال غزل، ساقی نامہ وغیرہ ان کی شعری تصانیف ہیں۔

جواب-10

(i) لازوال دولت سے مالا مال سرزمین یمن کے نیک سیرت بادشاہ کو ''فرخندہ بخت'' کہا گیا ہے۔
(ii) افسانہ ''کوارنٹین'' میں بھاگو کے گھر اس کی بیوی کی موت ہوگئی۔
(iii) ''ویدانیت'' کا فلسفہ سوامی وویکانند نے پیش کیا۔
(iv) مولانا ابوالکلام آزاد کی پیدائش مکۃ المکرمہ میں ہوئی تھی۔
(v) ویدانیت کا فلسفہ سوامی وویکانند نے امریکہ کے شہر ''شکاگو'' میں پیش کیا۔
(vi) عربی ''میں ناشتہ'' کو ''فطور'' کہتے ہیں۔

جواب-11 (i) پیش نظر افسانہ ''پرامس'' میں جیلانی بانو نے آج کے مادیت پرست عہد میں انسانی رشتوں کی حقیقت کا آئینہ دکھایا ہے۔ انہوں نے اس کے توسط سے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ آج کا انسان اتنا اندھا ہوگیا ہے کہ ماں کے مقدس رشتے کو بھی ترجیح نہیں دیتا ہے یہ المیہ ہے کہ وہ اپنے آپ میں اس قدر کھو گیا ہے کہ اپنے وجود کی اہم ترین شئے کو بھی درگزر کرنے سے دریغ نہیں کرتا ہے۔

جیلانی بانو نے اس افسانے کے ذریعہ زندگی کی ان سچائیوں کو بتانے کی کوشش کی ہے جو آج کے عہد میں عام ہیں۔ اور وہ سچائی یہ ہے کہ آج ہم ان انسانی قدروں کو کھوتے جا رہے ہیں۔ جن پر ہماری زندگی کا انحصار ہے۔ یہ افسانہ جیلانی بانو کے پختہ فنی شعور کی عکاسی کرتا ہے انسانی رشتوں کے کھوکھلا پن کو فنکارانہ طور پر پیش کرنے میں وہ بیحد کامیاب نظر آتی ہیں۔ اس عہد کے مادہ پرست جاہ طلب اور آرائش پسند ماحول نے ماں جیسے مقدس رشتے کے لیے ان کے دلوں میں احترام اور محبت جیسی اعلیٰ انسانی قدروں کو چھین کر رکھ دیا ہے۔ چنانچہ افسانہ ''پرامس'' جیلانی بانو کا ایک کامیاب کارنامہ ہے جس میں انہوں نے انسانی رشتوں کی قدر کو ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ خواتین فکشن نگاروں میں جیلانی بانو نے اپنا گہرا نقش قائم کیا ہے۔

(ii) احمد جمال پاشا ماضی حال اور مستقبل ہر دور پر باریک نظر رکھتے تھے، جس کی وجہ سے انہیں کل وقتی ادیب بھی کہا جاتا تھا۔ نصاب میں شامل انشائیہ ''ہجرت'' احمد جمال پاشا کی ایک کامیاب تخلیق ہے۔ احمد جمال پاشا اس انشائیہ کی ابتدا بنجاروں کے ایک قصہ سے

کرتے ہیں۔ جوشہر کی آبادی سے باہر کچھ دنوں کے لیے ڈیرہ جمائے رہتے ہیں اور مصنف کے ذہن میں خیالوں کا ایک جنگل تیار کردیتے ہیں۔

احمد جمال پاشایوں تو پورے انشائیہ میں منفی گوشوں کو ہی زیادہ ابھارتے ہیں لیکن سنجیدہ مزاح کے ساتھ بعض مثبت باتیں بھی واضح کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی ازلی ہجرت کا واقعہ پیش کر کے مصنف ہمیں ان چھوٹے پہلوؤں تک لے جاتا ہے جو ہماری زندگی میں روز بروز رونما ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی یہ باتیں ہمارے لیے لائق توجہ نہیں ہوتی۔ جنت سے آدم کی ہجرت، تقسیم ہند کے بعد انسان کا مہاجر بننا۔ موت کی شکل میں ہر ذی روح کی لازمی ہجرت، رزق اور ملازمت کے سبب اختیار کی گئی خانہ بدوش اور ان سب کے نتیجے میں اہل خانہ سے پیدا ہوئی دوری سے کمزور ہوتا مستقبل۔ سب انسان کے ظاہر و باطن میں ایک خلا پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہی وہ حقائق ہیں جنہیں احمد جمال پاشا نے اس انشائیہ ''ہجرت'' میں خانہ بدوشوں کی زندگی کے حوالے سے اجاگر کیا ہے اور بتایا ہے کہ ہجرت تو ایک مسلسل عمل ہے جس کے بغیر متحرک اور فعال دنیا کا کوئی بھی تصور ممکن نہیں۔

(iii) جوش ملیح آبادی ایک ممتاز ترقی پسند شاعر تھے۔ وہ فراق، فیض، علی سردار جعفری پرویز شاہدی، جمیل مظہری کے ہم عصروں میں تھے۔ انہیں شاعر شباب اور شاعر انقلاب بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی وطنی شاعری بہت مشہور ہے۔ ان کی شاعری وطن پرستی کے عمدہ مثالیں ہیں۔ ان کی پانچ تصانیف کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) روح وادب

(ب) نقش ونگار

(ج) یادوں کی برات

(د) شعلہ وشبنم

(ہ) حرف وحکایت

(iv) ولی قادرالکلام شاعر تھے۔ یوں تو ولی کی کلیات میں مثنوی، قصیدے، قطعات، سب کچھ ہیں لیکن جس چیز نے انہیں شہرت بخشی وہ غزل ہے۔ غزل جس حسن وعشق سے عبارت ہے وہ ولی کے یہاں اپنی آن بان اور شان نیز پورے فنی رچاؤ کے ساتھ نظر آتی ہے۔ ولی کی شاعری میں جو حسن وتازگی اور رعنائی ودلکشی ہے وہ بہت کم شعراء کے یہاں دیکھنے کو ملتی ہے۔ ولی کی غزلوں میں یہ خصوصیت اس کے حسن ادا اور موضوعات کی رنگینی دونوں ہی سے پیدا ہوئی ہے۔ غزل میں ولی دکنی کی موضوعات کا دائرہ وسیع نہیں مگر ان کے عشق کا دائرہ یقیناً وسیع ہے وہ زندگی بھر محبت کے دلکش نغمے چھیڑتے رہے۔ اور محبوب کی دلفریب اداؤں کو مختلف انداز میں بیان کرتے رہے۔ ولی حسن مجازی اور حسن حقیقی دونوں کے پرستار تھے دراصل حسن مجازی حسن حقیقی تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے وا پنے تصور عشق کے ذریعہ غزل

کی روایت کو موضوعات کی وسعت عطا کرتے ہیں اردو شاعری کے دامن میں ایک خاص جگہ عنایت کرتے ہیں نئے اشعار سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

شغل بہتر ہے عشق بازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا
جسے عشق کا تیر کاری لگے
اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

ولی کی شاعری میں دکنی روایت عروج پر تھی لیکن رفتہ رفتہ ولی نے اپنی شاعری کو دکنی پن سے بہت دور تک پاک کر دیا۔ان کی شاعری کی ایک اہم خصوصیت ان کی زبان ہے جہاں ہندوستانیت کا بہت زیادہ اثر ہے۔

جواب:12 (الف)مولانا مظہر الحق:

مولانا مظہر الحق کی پیدائش 1866ء میں بہار کے سارن ضلع کے فرید پور گاؤں میں ہوئی۔بیس سال کی عمر میں آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا 1887ء میں لکھنؤ جا کر کیننگ کالج میں اپنا داخلہ کرایا۔ایک سال کے بعد یعنی 1888ء میں آپ جہاز پر سوار ہو کر عدن روانہ ہو گئے۔اس وقت آپ کی جیب میں صرف 70 روپے تھے۔تین مہینے بعد جب آپ کے گھر سے پیسے آئے تو آپ انگلینڈ روانے ہوئے۔

جب مولانا 1891ء میں ہندوستان واپس آئے تو آپ نے کلکتہ ہائی کورٹ میں وکالت شروع کر دی۔لیکن آپ وہاں بھی کافی دنوں تک نہیں رہ سکے وہاں سے پٹنہ آئے اور پھر یہیں وکالت شروع کر دی جہاں ان کی وکالت کو خوب فروغ ہوا۔1921ء میں آپ صوبہ اودھ کے مصنف مقرر ہوئے لیکن کچھ دنوں بعد استعفیٰ دے کر اپنے وطن چھپرہ چلے آئے اور وہیں وکالت شروع کر دی۔

1981ء میں آپ نے ایک بہار صوبائی سیاسی انجمن کی بنیاد ڈالی جس کا پہلا جلسہ پٹنہ میں علی امام صاحب کی صدارت میں ہوا۔اس کے بعد اس انجمن کی باگ ڈور آپ نے اپنے ہاتھوں میں لے لی۔1919ء میں چمپارن کی ستیہ گرہ کی جنگ میں آپ نے گاندھی جی کی بہت مدد کی۔آپ جس زمانے میں سارن ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیئر مین اور چھپرہ میونسپلٹی کے وائس چیئر مین تھے آپ نے لازمی ابتدائی تعلیم کا نہایت عمدہ انتظام کیا تھا۔

مولانا مظہر الحق صاف گو اور بے لوث کام کرنے والے تھے۔اختلافات سے تنگ آ کر آپ نے خلوت نشینی اختیار کر لی تھی۔ہندو و مسلم اتحاد کے سخت حامی تھے اس لیے انہوں نے اپنی کٹیا کا نام بھی صداقت آشرم رکھا۔آج بھی اس آشرم میں کانگریس پارٹی کا سیاسی دفتر قائم کا ہے۔آخری ایام میں ان پر فالج کا حملہ ہوا اور 2 جنوری 1930ء کو آپ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔انہیں کی یاد میں حکومت بہار نے مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی پٹنہ میں قائم کی ہے۔

(ب) وقت:

زمانہ متغیر ہے۔ یہ ہر وقت بدلتا رہتا ہے۔ آفتاب طلوع ہونے کے بعد صبح ہوتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے شام ہو جاتی ہے۔ وقت جلد نکل جاتا ہے اس کے گزرنے میں ذرا بھی دیر نہیں ہوتی اس کی رفتار بھی بجلی سے کم نہیں۔ یہ کبھی رکتا نہیں اور نہ اس کو کوئی رک سکتا ہے۔ وقت بہت بیش قیمت ہے۔ دولت کا اس سے مقابلہ نہیں وقت کا ہر لمحہ دنیا کی ساری دولت سے زیادہ قیمت رکھتا ہے۔ ماضی بے کار ہے مستقبل کی خبر نہیں۔ صرف حال سے ہی کام لے سکتے ہیں اور وہ بہت مختصر ہے۔

ہر کام کے لیے ایک وقت اور ہر وقت کے لیے ایک کام مقرر کر لینا چاہیے کوئی کام مقررہ اوقات کے خلاف کرنا مناسب نہیں۔ وقت نہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اصول سے کام نہیں کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ صرف گھنٹے بچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ مگر منٹوں کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ منٹ کی کیا قیمت ہے خوب سمجھا چاہیے کہ اس منٹ کے اچھے استعمال پر ہماری زندگی کی کامیابی موقوف ہے۔ وقت اور اصول کا خیال مدنظر رکھ کر جو لوگ کام کرتے ہیں وہ نمایاں ترقی کرتے ہیں اور غیر معمولی کامیابی حاصل کر کے اپنی زندگی نہایت حسن وخوبی اور آرام وچین سے گزارتے ہیں۔ وقت کی جو شخص قدر نہیں کرتا زمانہ بھی اس کی قدر نہیں کرتا۔ اچھا انسان وہی ہے جو وقت کی پابندی کر کے اس کا بہتر استعمال کرے اور وقت کو اپنی زندگی کے سانچے میں ڈھال لے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وقت گزرنے کے بعد انسان کو افسوس ملنے لگتا ہے ہم ویسی نوبت ہی کیوں آنے دیں جس سے ہمیں کف افسوس ملنا پڑے۔ کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔

☆☆☆

MODEL Questions with answers

For Intermediate Examinations- 2017

Subject : Urdu

Time: 3 hours 15 Minutes | Urdu (OPT) Set-VI | Fullmarks: 100

سوالات

سوال-1 مندرجہ ذیل تمام سوالوں کے جواب دیں 7x2 = 14

(i) اردو کا پہلا باضابطہ خاکہ کونسا ہے۔؟

(الف) نام دیو مالی (ب) کندن (ج) شیش محل (د) نذیر احمد کی کہانی، کچھ ان کی کچھ میری زبانی

(ii) اردو کا پہلا خاکہ نگار کون ہے؟

(الف) رشید احمد صدیقی (ب) مولوی عبدالحق (ج) سعادت حسن منٹو (د) فرحت اللہ بیگ

(iii) نذیر احمد فرحت اللہ بیگ کے کون تھے؟

(الف) والد (ب) شاگرد (ج) استاد (د) چچا

(iv) فرحت اللہ بیگ کے ساتھ مدرسے میں کون تھے؟

(الف) میاں شانی (ب) مسٹر رضا (ج) میاں دانی (د) مسٹر مبین

(v) نذیر احمد کا تعلق کس صنف سے ہے؟

(الف) ناول (ب) انشائیہ (ج) خاکہ (د) افسانہ

(vi) خواجہ حسن نظامی کی پیدائش کہاں ہوئی؟

(الف) لکھنؤ (ب) دہلی (ج) حیدرآباد (د) رامپور

(vii) ''مٹی کا تیل'' کے مضمون نگار کون ہیں؟

(الف) نذیر احمد (ب) خواجہ حسن نظامی (ج) فرحت اللہ بیگ (د) رشید احمد

سوال-2 مندرجہ ذیل سوالوں میں صرف آٹھ سوالوں کے جواب دیں 8x2 = 16

(i) کون سی تخلیق اردو کی پہلی جدید نظم قرار دی گئی ہے۔

(الف)برکھارت (ب)ابرکرم (ج)شب قدر (د) چپ کی درد

(ii) علی سراد جعفری کی کون سی نظم نصاب میں شامل ہے؟

(الف)ہم نہیں جانتے (ب) گفتگو (ج)مشاعر (د)کھیتی

(iii) عمیق حنفی اردو ادب میں کس حیثیت سے مشہور ہیں؟

(الف)انشائیہ نگار (ب)شاعر (ج)ناول (د) افسانہ نگار

(iv) علی سردار جعفری کی پیدائش کہاں ہوئی ؟

(الف)لکھنؤ (ب)علی گڑھ (ج)بلرام پور (د) دہلی

(v) علی سردار جعفری کس رجحان سے وابستہ رہے؟

(الف)ترقی پسند (ب)رومانیت (ج)جدیدیت (د) مابعد جدیدیت

(vi) علی سردار جعفری کو بھارتیہ گیان پیٹھ ایوارڈ کب ملا؟

(الف)۱۹۵۳ء (ب)۱۹۶۵ء (ج)۱۹۶۷ء (د) ۱۹۹۷ء

(vii) علی سردار جعفری کی وفات کب ہوئی ؟

(الف)۱۹۹۸ء (ب)۱۹۹۹ء (ج)۲۰۰۰ء (د) ۲۰۰۱ء

(viii) نظم ''میرا سفر'' کے خالق ہیں۔

(الف)عمیق حنفی (ب)اکبر الہ آبادی (ج)علی سردار جعفری (د) ظفر کمالی

(ix) نظم ''کھیتی'' کا مرکزی کردار کہاں ہے؟

(الف)سورج (ب)چاند (ج)وقت (د) فصل

سوال-3 مندرجہ ذیل میں سے صرف پانچ سوالوں کے جواب دیں 5x2 = 10

(i) اردو کے پہلے مرثیہ نگار کون ہیں؟

(الف)برہان الدین (ب)سید شاہ اشرف بیابانی (ج)قلی قطب شاہ (د) ملا وجہی

(ii) کسی کی موت پر جو نظم کہی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(الف)قصیدہ (ب)مرثیہ (ج)مثنوی (د)رباعی

(iii) ''سراپا'' کس صنف کا عنصر ہے؟

(الف)مرثیہ (ب)قصیدہ (ج)مثنوی (د) قطعہ

(iv) انیس کا اصل نام کیا تھا؟

(الف) میر شیر علی (ب) میر پیر علی (ج) میر اصغر علی (د) میر جعفر علی

(v) اردو مرثیہ کا امام کسے کہا جاتا ہے؟

(الف) شاد (ب) جوش (ج) خلیق (د) انیس

(vi) کس شاعر کے کہنے پر میر انیس نے ''حزیں'' تخلص بدل دیا تھا؟

(الف) سودا (ب) ذوق (ج) ضمیر (د) ناسخ

سوال-4 درج ذیل سے کسی پانچ کی جمع بتائیں 5x1=5

اثر، استاد، غیر، شاعر، غریب، امیر، ملک

سوال-5 درج ذیل سے کسی پانچ کی ضد بتائیں۔ 5x1=5

آباد، زمین، اندھیرا، تاریکی، امانت، دنیا، نیک

سوال-6 الفاظ ذیل میں سے کسی پانچ کی جنس بتائیں؟ 5x1=5

ابتداء، ارمان، آسمان، اخبار، آفتاب، آخرت، اجرت

سوال-7 محاورات ذیل میں سے کسی پانچ کو جملوں میں استعمال کریں 5x1=5

دل ٹوٹ جانا، دل پر پتھر رکھنا، کلیجہ منہ کو آنا، آگ کا مول ہونا۔

اوسان خطا ہونا، بغلیں جھانکنا، پھولے نہ سمانا۔

سوال-8 مندرجہ ذیل لاحقوں کی مدد سے پانچ الفاظ کی تراکیب لکھیں 5x1=5

پوش۔ زار۔ باز۔ سار۔ وار۔ ساز۔ دار۔

سوال-9 مندرجہ ذیل سے کسی چار سوال کے جواب ایک یا دو جملوں میں دیں 4x2=8

(i) میاں دانی، شعر پڑھنے میں کیسی غلطیاں کرتے تھے؟

(ii) مٹی کا تیل دیکھ کر لوگ کیوں ناک بھوں چڑھاتے ہیں؟

(iii) سید سلیمان ندوی کتنی زبانوں کے ماہر تھے؟

(iv) وزیر آغا کا تعلق کن کن ادبی اصناف سے ہے؟

(v) بنجاروں کو اور کس نام سے جانا جاتا ہے؟

(vi) عربی لفظ 'فطور' کے کیا معنی ہیں؟

سوال-10 مندرجہ ذیل سوالوں میں سے کسی چار کے مختصر جواب دیں 4x3=12

(i) خاکہ نگاری سے کیا مراد ہے؟

(ii) فرحت اللہ بیگ نے اپنے استاد سے کیا سیکھا؟

(iii) سید سلیمان ندوی کے بارے میں چند جملے لکھیے

(iv) انشائیہ کیا ہے؟

(v) ''باغ و بہار'' کا تعارف بیان کیجیے۔

سوال-11 مندرجہ ذیل کے کسی دو سوالوں کے جواب لکھیں۔ 2x5=10

(i) فرحت اللہ بیگ کی خاکہ نگاروں پر روشنی ڈالئے؟

(ii) ''مضمون'' مٹی کا تیل'' کے مضمون سے اپنی معلومات ظاہر کیجئے؟

(iii) سید سلیمان ندوی کا مضمون ''بعض پرانے لفظوں کی نئی تحقیق'' کے فوائد بیان کیجئے۔

(iv) انشائیہ کے لئے وزیر آغاز نے کون کون سی شرطیں بتائی ہیں۔

سوال-12 مندرجہ ذیل میں سے کس ایک عنوان پر مضمون قلم بند کیجئے 1x5=5

(الف) محرم

(ب) سچائی

☆☆☆

جوابات سیٹ-٦

جواب-1

(i)د-نام دیو مالی (ii)د-فرحت اللہ بیگ (iii)ج-استاد (iv)ج-مسٹر مبین

(v)الف-ناول (vi)ب-دہلی (vii)الف-نذیر احمد

جواب-2

(i)ج-شب قدر (ii)ب-گفتگو (iii)ب-شاعر

(iv)ج-بلرام پور (v)الف-ترقی پسند (vi)د-۱۹۹۷ء

(vii)ج-۲۰۰۱ (viii)ج-علی سردار جعفری (ix)ج-وقت

جواب-3

(i)ب-سید شاہ اشرف بیابانی (ii) ب-مرثیہ (iii)الف

(iv)ب-میر پیر علی (v)د-انیس (vi)د-ناسخ

جواب-4

واحد	جمع	واحد	جمع
اثر	اثرات	استاد	اساتذہ
امیر	امراء	غیر	اغیار
شاعر	شعراء	غریب	غرباء
ملک	ممالک		

جواب-5

الفاظ	اضداد	الفاظ	اضداد
آباد	برباد	زمین	آسمان
اندھیرا	اجالا	نیک	بد
تاریکی	نور	امانت	خیانت
دنیا	دین		

جواب-6

الفاظ	جنس	جملہ
ابتداء	مؤنث	جب ابتداء اتنی اچھی ہے تو انتہا کیسی ہوگی۔
ارمان	مذکر	میرا ارمان نکل گیا۔
آسمان	مذکر	آسمان نیلا ہے۔
اخبار	مذکر	یہ آج کا اخبار ہے۔
آفتاب	مذکر	آفتاب غروب ہوگیا۔
آخرت	مونث	ہر شخص کو اپنی آخرت سنوارنی چاہیئے۔
اجرت	مؤنث	نیکی کی بڑی اجرت ملتی ہے۔

جواب-7

محاورہ	جملہ
دل ٹوٹ جانا	ان کی جلی کٹی باتیں سن کر میرا دل ٹوٹ گیا۔
دل پر پتھر رکھنا	بیٹے کی جدائی میں آخر دل پر پتھر رکھنا پڑا۔
کلیجہ منہ کو آنا	دہشت گردوں کے مظالم دیکھ کر کلیجہ منہ کو آ گیا۔
آگ کا مول ہونا	تمام چیزیں آگ کا مول ہو رہی ہیں۔
اوسان خطا ہونا	شیر کو سامنے رکھ کر منصور کے اوسان خطا ہو گئے۔
بغلیں جھانکنا	جواب ملتے ہی وہ بغلیں جھانکنے لگا۔
پھولے نہ سمانا	وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا

جواب-8

الفاظ	لاحقہ کی ترکیب
پوش	نقاب پوش
باز	چال باز
وار	خطاوار
زار	بیزار
ساز	ملنسار
ساز	دلساز

جواب-9

(i) میاں دانی شعر کونثر کر دیتے تھے۔

(ii) اس لئے کہ مٹی کا تیل بدبودار ہوتا ہے۔

(iii) اردو، فارسی، عربی اور انگریزی یعنی چار زبانوں کے ماہر تھے۔

(iv) وزیر آغا کا تعلق تنقید، شاعری اور انشائیہ نگاری سے ہے۔

(v) بنجاروں کو خانہ بدوش کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

(vi) ''فطور'' کے معنی توڑنے کے ہیں، اسی لفظ سے افطار نکلا ہے، یعنی بھوک کو توڑنا۔

جواب-10

(i) خاکہ نگاری اور نثر کی ایک دلکش صنف ہے، اس کا فن غزل اور افسانے کے فن سے ملتا جلتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ غزل اور افسانہ نگاری میں اختصار اور اشاروں اور کنایوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اختصار خاکہ نگاری کی بنیادی شرط ہے، خاکہ میں کسی بھی شخص کی زندگی کے نقوش اور خدوخال اس طرح ابھارے جاتے ہیں کہ اس کی خوبیاں اور خامیاں نمایاں ہو جاتی ہیں، اور اس کی جیتی جاگتی تصویریں ذہن میں نقش ہو جاتی ہیں۔ خاکہ کسی بھی شخص کا محض اسکیچ تصویر نہیں ، جو فرق افسانہ اور ناول میں ہے، وہی فرق خاکہ اور سوانح نگاری میں بھی ہوتا ہے، خاکہ نگاری میں خاکہ کسی بھی شخص کی زندگی کی تفصیلی حالات کو پیش کر کے اسکی مکمل تصویر میں رنگ نہیں بھر تا بلکہ اس کی زندگی کے نمایاں پہلوؤں پر دلچسپ اور ضرورت کے مطابق ظریفانہ اسلوب میں اختصار کے ساتھ دھندلی سی ایک تصویر پیش کرتا ہے، جس سے قاری کے ذہن میں خاص تاثر کے ساتھ ایک تشبیہ ابھر جاتی ہے۔ خاکہ کسی بھی کا ہو سکتا ہے خواہ وہ ایک مالی یا بھنگی ہو یا پھر کوئی بڑی شخصیت۔ اردو میں سب سے پہلے مرزا فرحت اللہ بیگ نے اپنے استاد نذیر احمد کا خاکہ ''نذیر احمد کی زبانی کچھ میری ان کی زبانی'' کے عنوان سے لکھا۔

(ii) فرحت اللہ بیگ ڈپٹی نذیر احمد کی شاگرد تھے۔ وہ اپنے استاد کے گھر جا کر تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مگر فرحت اللہ بیگ اعراب کی غلطیاں کرتے تھے اور ان کی صرف و نحو بھی کمزور تھی اور نظم میں بھی دقت ہوتی تھی۔ اس لئے ان کے استاد سخت ناراض ہوتے تھے اور پریشان ہو کر ایک دن انہوں نے فرحت اللہ بیگ کو تعلیم دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن فرحت اللہ بیگ کو چونکہ علم حاصل کرنے کا شوق تھا اس لئے اپنے استاد کی ڈانٹ و پھٹکار کے باوجود وہاں سے ٹس سے مس نہ ہوئے ان کی ضد تھی کہ وہ تعلیم حاصل کریں گے تو انہیں سے۔ آخر کار فرحت اللہ کا پلہ بھاری ہوا اور نذیر احمد کو ان کے ذوق و جنون کے آگے جھکنا پڑا۔ نذیر احمد کو ان کے متعلق یہ کہنا پڑا کہ ''اگر تم چلے جاتے تو میر گھر میں پھر گھسنا نصیب نہ ہوتا۔'' میں تمہارے شوق کو آزمانا چاہتا تھا، مگر تم نے مجھے ہی آزمائش میں ڈالا، خدا ایسے شاگرد

سب کونصیب کرے۔ یہ بے حیائی نہیں میاں شوق ہے علم کا، یہی وہ سبق ہے جسے فرحت اللہ بیگ نے اپنے استاد سے سیکھا اور ان کا اثر بھی قبول کیا۔

(iii) سید سلیمان ندوی صوبہ بہار کے ایک مردم خیز بستی دسنہ میں جواب موجودہ نالندہ ضلع میں واقع ہے ۲۲ر نومبر ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے، ان کے والد کا نام سید ابوالحسن تھا۔ دسنہ میں ان کی ابتدائی تعلیم ہوئی، سترہ برس کی عمر میں اعلیٰ تعلیم کیلئے ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا۔ علامہ شبلی سے وہیں ان کی ملاقات ہوئی، تو شبلی نے اس جوہر کو پہچان لیا۔ سید سلیمان ندوی نے انہی کے زیر صدارت تعلیم حاصل کی، بعد میں ان کے استاد شبلی نے ان کو' الندوہ'' کے نائب مدیر کی ذمہ داری سونپ دی۔ آگے چل کر پھر یہی مدرس مقرر ہوئے اور جس ادارہ نے ان کی سربراہی میں بہت نام پیدا کیا وہ دار المصنفین اعظم گڑھ ہے جس کے بانی خود شبلی نعمانی تھے۔ سید سلیمان ندوی کو کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا، وہ کثیر التصانیف تھے۔ نقوش سلیمانی، ہماری زندگی کا نام، مقالات سلیمان، سیر النبی، وغیرہ ان کی یادگار تصانیف ہیں۔

(iv) غیر افسانوی اصناف ادب میں انشائیہ وہ نثری تحریر ہے جس میں کسی اہم یا غیر اہم واقعہ کسی خیال کسی جذبہ یا محض کسی لمحاتی کیفیت کو پر لطف انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ ترتیب، تنظیم، سنجیدگی، غور وفکر وہ چیزیں ہیں جن کی یہ صنف متحمل نہیں ہوسکتی۔ ہلکا پھلکا خیال اور شگفتہ وظرافت آمیز اظہار ہی اسے خوبصورتی عطا کرتا ہے۔ انشائیہ کی بنیادی شرط یہ ہے کہ اس کی کوئی شرط ہی اور نہ ہی اس کا کوئی اصول ہے، جو کچھ کہو اس طرح کہو کہ پڑھ کر جی خوش ہو جائے۔ اور پڑھنے والے کے ذہن میں گدگدی سی محسوس ہونے لگے۔

آخری چیز جسے انشائیہ کا وصف سمجھنا چاہئے اس کی تازگی ہے۔ یوں تو تازگی ایک ایسی خصوصیت ہے جس کے بغیر کوئی بھی صنف ادب فن کے اعلیٰ مدارج تک نہیں پہنچ سکتی۔ تاہم انشائیہ ہی ایک ایسی صنف ہے جس میں نہ صرف تازگی کا سب سے زیادہ مظاہرہ ہوتا ہے کہ بلکہ جس کی ذرا سی کمی انشائیہ کو اس کے فنی مقام سے نیچے گرا دیتی ہے۔ غور کیجئے تو انشائیہ کی امتیازی صورت ایک بڑی حد تک اسی خوشگوار تازگی کی رہن منت ہے۔

(v) اردو نثر کی تاریخ میں باغ وبہار ایک لازوال تصنیف ہے اس کے مصنف میر امن دہلوی کو اردو میں سادہ نثر نگاری کا موجد کہا جاتا ہے۔ میر امن کو شہرت اسی کتاب سے ملی۔ ''باغ وبہار'' فارسی قصہ چہار درویش' کا اردو ترجمہ ہے جسے میر امن نے فورٹ ولیم کالج میں جان گل کرسٹ کی فرمائش پر لکھا۔ اس میں چار درویشوں کی کہانی کو میر امن نے ایک خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ باغ وبہار کی روانی اور اس کی سادگی ہی اس کتاب کی اعلیٰ پہچان ہے۔ اس میں ایک بادشاہ آزاد بخت کا قصہ بھی بیان گیا ہے۔ باغ وبہار اردو نثر نگاروں میں اپنا نمونہ آپ ہے۔ اس کی اشاعت ۱۸۰۱ء میں ہوئی یہ میر امن کا کمال ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں روزمرہ اور عام فہم زبان کا استعمال کیا ہے، چنانچہ یہ کتاب اردو کے نثری داستان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

جواب-11

(i) اردو میں خاکہ نگاری کا آغاز فرحت اللہ بیگ سے ہوا۔ان کی پیدائش ۱۸۸۵ء میں ہوئی گوکہ شروع میں انہوں نے شاعری بھی کی لیکن ان کی شہرت خاکہ نگاری کی وجہ سے ہوئی۔انہوں نے اپنے ستاد نذیر احمد پر" نذیر احمد کی کہانی کچھ میری ان کی زبانی" کے عنوان سے خاکہ لکھ کر اردو خاکہ نگاری کی بنیاد ڈالی،اس میں انہوں نے نذیر احمد کی شبیہ کو اچھے طور پر ابھارا ہے۔فرحت اللہ بیگ اعراب کی غلطیاں کرتے تھے جس کی وجہ سے نذیر احمد پریشان ہو کر تعلیم دینے سے منع کر دیا لیکن فرحت اللہ بیگ ان کی اس ناراضگی سے ہار نہیں مانے اور بضد رہے کہ ہم جب بھی تعلیم حاصل کریں گے تو نذیر احمد ہی سے کریں گے اور وہ اس ضد میں کامیاب بھی ہوئے۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے استاد کا خاکہ لکھ کر اردو میں خاکہ نگاری کی بنیاد ڈالی۔فرحت اللہ بیگ نے اس خاکہ کو اپنی پرکشش زبان اور اور دلکش اسلوب سے خاصا دلچسپ بنا دیا ہے۔خاکہ میں جا بجا ظرافت کی پھلجھڑیاں پھوٹتی نظر آتی ہے۔جو قاری کے ذہن کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں۔اسلوب کی یہی دلکشی اس خاکہ کو حیات جاوداں بخشتی ہے۔

(ii) "مٹی کا تیل' خواجہ حسن نظامی کا ایک مشہور مضمون ہے جس میں مٹی کے تیل کو موضوع بنایا گیا ہے۔مٹی کے تیل کو اس کی بدبو کے سبب بھلے ہی حقیر اور بے وقعت سمجھا جاتا ہے۔لیکن اس کے دم سے آدمی روشنی پاتا ہے۔مٹی کے تیل کو مخاطب کرتے ہوئے خواجہ نظامی کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساری ادائیں بھاتی ہیں،مضمون نگار نے مٹی کے تیل کی اہمیت ثابت کرنے کیلئے کئی ذیلی اور ضمنی واقعات بیان کئے ہیں۔وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بھلے ہی آج بجلی آگئی ہو لیکن دنیا کے زیادہ تر لوگ اس تیل کے سہارے اپنی راتوں میں اجالے ابھرتے ہیں۔خلاصہ تحریر یہ ہے کہ خواجہ حسن نظامی نصیحت آمیز رویہ اپناتے ہیں۔یہ خواجہ حسن نظامی کا خاص انداز ہے،وہ چلتے چلاتے تبلیغ واصطلاح کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور تلاش کر لیتے ہیں۔

(iii) ایک محقق اور ماہر لسانیات کی حیثیت سے مولانا سید سلیمان ندوی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔یوں تو سید صاحب کی تحقیق کا خاص میدان تاریخ اسلام رہا ہے۔اور انکی بیش تر تصانیف بھی اسی موضوع پر ہےں اسی کے ساتھ ہی سید سلیمان ندوی ایک کامیاب مورخ کے علاوہ ماہر لسانیات بھی تھے۔بعض پرانے لفظوں کی نئی تحقیق" ان کی مشہور کتاب "نقش سلیمانی"، سے ماخوذ ہے اس علمی مضمون میں مختلف الفاظ کے معنی کو کئی زبانوں کی مثال سے واضح کیا گیا ہے۔زبان کے علم میں یہ مضمون اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔اس میں ان لفظوں کے اصلی معنی کی وضاحت کی گئی ہے۔جو روزمرہ کی زبان میں بولتے اور استعمال کرتے ہیں۔مثلاً سرخی،نہارنہ، احدی قلعی اور اشیائے خوردنی میں قورمہ،ناشتہ،قلیہ وغیرہ۔یہاں قلیہ کی شکل عربی ہے مگر معنی عربی نہیں،قلیہ کی عربی شکل" قلیہ ہوسکتی ہے۔عربی میں قلی جھوننے کو کہتے ہیں اس سے قلیہ بن سکتا ہے۔اور بھونے ہوئے گوشت کو قلیہ کہہ سکتے ہیں،ہمارے زبان میں قلیہ اس شوربہ دار گوشت کو کہتے ہیں جس میں کوئی سبزی ڈالی گئی ہو،چنانچہ اس جیسے اور بہت سے الفاظ کی ترتیب کو مولانا سید سلیمان ندوی نے

مثالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

(iv) وزیر آغا اردو ادب کی ایک ذی وقار شخصیت کا نام ہے، جو بہ یک وقت تنقید نگار، شاعر اور انشائیہ نگار کی حیثیت سے مشہور ہیں، اور فخر کی بات تو یہ ہے کہ ان تینوں ہی اصناف میں وزیر آغا کو کامل دسترس حاصل ہے۔ جہاں تک انشائیہ کا تعلق ہے اتفاق سے اردو میں انشائیہ کی صنفی حیثیت کے تعلق سے کافی مباحث ہوئے ہیں۔ ان مباحث کے نتیجہ میں کوئی ایک مثبت اور متفقہ رائے ابھی تک قائم نہ ہو سکتی ہے، انشائیہ دراصل وہ طرز تحریر ہے جس میں کسی اہم یا غیر اہم واقعہ کسی خیال یا کسی جذبے کو پر لطف انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ وزیر آغا کہتے ہیں کہ افسانہ یا ناول میں جو لوازمات معروضی انداز پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ طریقہ کار انشائیہ کے ذیل میں ممکن نہیں، ادب کی دوسری اصناف اور فنی پیرایوں سے انشائیہ کے امتیازات کے متعلق بحث کرتے ہوئے انہوں نے اس صنف کے غیر رسمی طریقہ کا شگفتہ موڈ اور طنز و مزاح کے عناصر کی آمیزش سے اس صنف کے خدوخال متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اچھے انشائیہ میں عدم تکمیلیت، اختصار تازگی جدت اور خوش گوار سادگی جیسے عناصر کی آویزش ہوتی ہے۔ وزیر آغا اپنے مضمون میں ان عناصر کی بحث سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ان عناصر کی آویزش کی بعد ہی انشائیہ پڑھنے والے کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس نے چند لمحوں میں ہی بہت ہی مسرت خیز معلومات حاصل کر لی ہے اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انشائیہ میں طنز و مزاح کا عنصر نمایاں طور پر غالب رہتا ہے۔ جس سے قاری کے ذہن میں ایک خوش گوار ماحول پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ کچھ دیر کے لئے اپنے غم بھول کر اس کی لذت میں کھو جاتا ہے۔

جواب-12

(الف) محرم:

ہجری سال کے پہلے مہینہ کا نام محرم ہے۔ اس مہینے کی رویت ہلال کے بعد ہی اسلامی دنیا میں ہل چل مچ جاتی ہے۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں شام والوں نے یزید کی خواہش کے مطابق سن ۶۲ھ میں ہمارے رسول اللہ ﷺ کے پیارے نواسے، چوتھے خلیفہ حضرت مولا علی شیر خدا اور خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراؓ کے شہزادے حضرت امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں پر مظالم ڈھائے تھے اور میدان کربلا کی سرزمین کو ان معصومین کی خون سے لال کر دیا تھا۔ اسی دردناک واقعہ کی یاد میں مرثیہ خوانی کے ساتھ یوم عاشورہ دسویں محرم کو منایا جاتا ہے۔ حق پرستی کے لئے دنیا میں ایسی عظیم شہادت کی کوئی نظیر نہیں ملتی، حالانکہ اس دن کی اور بھی فضیلتیں ہیں لیکن اسے خصوصیت کے ساتھ حضرت امام حسینؓ کے یوم شہادت کے طور پر منایا جاتا ہے۔ محرم کا چاند نمودار ہوتے ہی مسلمانوں کے دل میں اس واقعہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ہر جگہ ماتم اور مرثیہ خوانی کی مجلس منعقد ہونے لگتی ہیں، یہ سلسلہ یوم عاشورہ تک جاری رہتا ہے۔ اسی کی یاد میں سپر، تعزیے اور دلدل کا جلوس نکالا جاتا ہے۔ دراصل محرم ایک عبرت ناک واقعہ کی یادگار ہے۔ اس سے ہم لوگ حق و باطل کے درمیان مقابلے کا سبق سیکھتے ہیں۔ یزید باطل تھا اسی لئے جاہ وحشم کے باوجود دنیا میں ابھی تک ملعون ہے اور حضرت امام حسینؓ باوجود سختیاں جھیلتے

اور شہادت کا جام نوش کرنے کی ابھی تک ہر دلعزیز ہیں۔ ٦٦١ء سے آج تک کی ان کی یاد تازہ ہے۔

(ب) سچائی:

جو بات جیسی معلوم اس کو اسی طرح بیان کرنے کو سچ کہتے ہیں۔ اپنے علم کے مطابق کہنا، سچ اور خلاف کہنا، جھوٹ، ہے، جھوٹ بولنے سے اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ سچائی زبان کا جوہر ہے۔ جو سچ بولتا ہے اس کا دل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ عاجز وانکساری وغیرہ اچھے اوصاف اس میں آجاتے ہیں، اگر کبھی سچ بولنے والے آدمی کی خواہش برے کام کی طرف راغب بھی ہوا ہو تو بھی اسے ہمیشہ یہ خیال رہے گا کہ اگر کہیں مجھ سے کوئی شخص پوچھ بیٹھے تو مجھے سچ کہنا پڑے گا یہ خیال آتے ہی یقیناً وہ برے کام سے بعض آجاتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ سچ بولا کریں اور سچائی کا دامن کبھی نہ چھوڑیں۔

بہت سے لوگ تو ظاہر میں سچ معلوم ہوتے ہیں، مگر باطن میں وہ ویسے نہیں ہوتے اس طرح سچ کے پردہ میں جھوٹ کو چھپانا سخت گنا ہے۔ ایسے لوگ دراصل سیہ کار اور بدکار ہوتے ہیں اور جھوٹ کا سہارا لے کر اپنے مفاد کی خاطر کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں ایسے لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ بالآخران کا منہ کالا ہو کر ہی رہتا ہے۔ اس لئے تو کہا گیا ہے کہ سچ کا بول بالا اور جھوٹے کا منہ کالا'' سچائی انسانیت کی بنیادی صفت ہے اس سے کردار بلند ہوتا ہے۔ اور ایسے سچے آدمی کو ہر جگہ سرخروئی حاصل ہوتی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

دل میں خدا کا خوف بنائے رکھئے
سچائی سے کردار سجائے رکھئے

☆☆☆

MODEL Questions with answers

For Intermediate Examinations- 2017

Subject : Urdu

Time: 3 hours 15 Minutes | Urdu (OPT) Set-VII | Fullmarks: 100

سوالات

سوال-1 مندرجہ ذیل تمام سوالوں کے جواب دیں 7x2 = 14

(i) وزیرآغا نقاداور شاعر کےعلاوہ اورکس حیثیت سے مشہور ہیں۔؟

(الف)ناول نگار (ب)افسانہ نگار (ج)انشائیہ نگار (د)سوانح نگار

(ii) بعض پرا ئےلفظوں کی نئی تحقیق'' کے خالق ہیں؟

(الف)سیدسلیمان ندوی (ب)خواجہ حسن نظامی (ج)فرحت اللہ بیگ (د)شبلی نعمانی

(iii) ان میں کون سیدسلیمان ندوی کےاستادہوئے۔

(الف)فرحت اللہ بیگ (ب)وزیرآغا (ج)شبلی نعمانی (د) خواجہ حسن نظامی

(iv) ''انشائیہ کیا ہے؟ کس کا مضمون ہے؟

(الف)احمد جمال پاشا (ب)وزیرآغا (ج)شبلی نعمانی (د) خواجہ حسن نظامی

(v) ''چوری سے باری تک'' کس کے انشائیوں کا مجموعہ ہے؟

(الف)وزیرآغا (ب)فرحت اللہ بیگ (ج)رشیداحمد صدیق (د) سرسیداحمد خان

(vi) چوروں سے پاری تک'' کی صنفی حیثیت کیا ہے؟

(الف)انشائیہ (ب)افسانہ (ج)ناول (د) ڈراما

(vii) طنزومزاح انشائیہ کی ایک اضافی خوبی ہے'' یہ قول کس کا ہے؟

(الف)احمد جمال پاشا (ب)رشیداحمد صدیقی (ج)ناول (د) انجم مانپوری

سوال-2 درج ذیل سوالوں میں سے صرف آٹھ سوالوں کے جواب دیں 8x2 = 16

(i) عمیق حنفی کاانتقال کب ہوا؟

(الف)۱۹۸۶ء (ب)۱۹۸۷ء (ج)۱۹۸۸ء (د) ۱۹۸۹ء

(ii) اکبرالہ آبادی کا پورا نام کیا تھا؟

(الف)اکبرحسین (ب)سید فضل محمد (ج)تفضل حسین (د)اصغرحسین

(iii) اکبرالہ آبادی کی وفات کب ہوئی؟

(الف)۱۹۱۰ء (ب)۱۹۱۳ء (ج)۱۹۱۹ء (د) ۱۹۲۱ء

(iv) اکبرالہ آبادی کس طرح کی شاعری کے لئے مشہور ہیں؟

(الف)فطرنگاری (ب)عوامی شاعری (ج)ظرافت نگاری (د) تصوف

(v) ان میں سے کون سی نظم اکبرالہ آبادی کی ہے؟

(الف)گفتگو (ب)برق کلیسا (ج)میرا سفر (د) کھیتی

(vi) متشاعر کس طرح کی نظم ہے؟

(الف)عاشقانہ (ب)فلسفیانہ (ج)ظریفانہ (د) صوفیانہ

(vii) "متشاعر کے تخلیق کار کون ہیں؟

(الف)ظفر کمالی (ب)رضا نقوی (ج)اکبرالہ آبادی (د) دلاور نگار

(viii) اکبرالہ آبادی کس اخبار کے نورتنوں میں شامل تھے؟

(الف)اودھ پنچ (ب)بہار پنچ (ج)مگدھ پنچ (د) الپنچ

(ix) لوجینو مونتالے کو "نوبل انعام" سے کب نوازا گیا؟

(الف)۱۹۷۳ء (ب)۱۹۷۴ء (ج)۱۹۷۵ء (د) ۱۹۷۵ء

سوال-3 مندرجہ ذیل میں سے کسی پانچ کے جواب دیں: 5x2 = 10

(i) انیس کی جائے پیدائش کہاں ہے؟

(الف)فیض آباد (ب)مرشدآباد (ج)الہ آباد (د) اکبرآباد

(ii) انیس کا انتقال کب ہوا؟

(الف)۱۸۷۲ء (ب)۱۸۷۳ء (ج)۱۸۷۴ء (د)۱۸۷۵ء

(iii) میر ببر علی کس شاعر کا اصل نام تھا؟

(الف)انیس (ب)دبیر (ج)خلیق (د) ضمیر

(iv) ''گلدستۂ معنی کو نئے ڈھنگ سے باندھوں'' یہ مصرع کس شاعر کا ہے؟

(الف) شاد (ب) ناسخ (ج) انیس (د) دبیر

(v) ''گلدستۂ معنی کو نئے ڈھنگ سے باندھوں'' اس کا دوسرا مصرع کیا ہے؟

(الف) تعریف میں چشمے کو سمندر سے ملا دوں

(ب) ذرے کی چمک ہر منور سے ملا دوں

(ج) خاروں کو نزاکت میں گل تر سے ملا دوں

(د) اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھوں

(vi) احسان دانش کی تعلیم کہاں تک تھی؟

(الف) آٹھویں جماعت (ب) میٹرک (ج) انٹرمیڈیٹ (د) چوتھی جماعت

سوال-4 درج ذیل سے کسی پانچ کی جمع بتائیں 5x1=5

تحفہ، علم، صفت، ضلع، شرط، شعر ،صفت

سوال-5 درج ذیل سے کسی پانچ کی ضد بتائیں۔ 5x1=5

خزاں، وفا، آمدنی، اعلیٰ، سخی، سزا، صغیر

سوال-6 الفاظ ذیل میں سے کسی پانچ کی جنس بتائیں؟ 5x1=5

برق، بارگاہ، خوراک، عبادت، پلنگ، تاج، تمباکو

سوال-7 محاورات ذیل میں سے کسی پانچ کو جملوں میں استعمال کریں: 5x1=5

آنکھ ملانا، آنکھ چرانا، اوسان خطا ہونا، نو دو گیارہ ہونا،

جلے پر نمک چھڑکنا، لال پیلا ہونا۔

سوال-8 مندرجہ ذیل لاحقوں کی مدد سے پانچ الفاظ کی تراکیب لکھیں: 5x1=5

خور، تراش، اندیش، شار، باز، ناک

سوال-9 مندرجہ ذیل سے کسی چار سوال کے جواب ایک یا دو جملوں میں دیں: 4x2=10

(i) بھولے بسرے گیتوں کا پروگرام کتنے بجے ختم ہوا؟

(ii) مولانا ابوالکلام آزاد کے تین اخباروں کا نام بتائیں؟

(iii) سید سلیمان ندوی کے استاد کا کیا نام تھا؟

(iv) جیلانی بانو کا کون سا افسانہ شامل نصاب ہے؟

(v) اکبرالہ آبادی کس نوعیت کی شاعری کرتے تھے؟

(vi) علی سردار جعفری کا تعلق کس تحریک سے رہا؟

سوال-10 مندرجہ ذیل سولوں میں سے کسی چار کے مختصر جواب دیں: 4x3=12

(i) ''ابر ہم سقہ'' کے کردار سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے؟

(ii) افسانہ ''بھولے بسرے گیت'' کے کرداروں پر روشنی ڈالئے؟

(iii) نظم کی تعریف بیان کیجئے؟

(iv) علی سردار جعفری کا تعارف پیش کیجئے؟

(v) رباعی سے کیا مراد ہے؟

سوال-11 درج ذیل سوالوں میں سے کسی دو کے جواب دیں: 2x5=10

(i) ''ہجرت'' کے حوالے سے احمد جمال پاشا کی انشائیہ نگاری پر روشنی ڈالئے؟

(ii) میر امن کی نثری خصوصیات ''باغ و بہار'' کے حوالے سے بیان کیجئے؟

(iii) انشائیہ کسے کہتے ہیں؟

سوال-12 مندرجہ ذیل میں سے کس ایک عنوان پر مختصر مضمون لکھئے؟ 1x5=5

(الف) ورزش (ب) تعلیم

جوابات۔سیٹ-۷

جواب-1

(i)ج-سوانح (ii)الف-سیدسلیمان ندوی (iii)ج-شبلی نعمانی

(iv)ب-وزیرآغا (v)الف-وزیرآغا (vi)الف-انشائیہ (vii)ج-ناول

جواب-2

(i)ج-۱۹۸۸ء (ii)الف-اکبرحسین (iii)د-۱۹۲۱ء

(iv)ج-ظرافت نگاری (v)ب-برق کلیسا (vi)ج-ظریفانہ

(vii)الف-ظفرکمالی (viii)الف-اودھ پنچ (ix)ج-۱۹۷۵ء

جواب-3

(i)الف-فیض آباد (ii)ج-۱۸۷۴ء (iii)الف-انیس (iv)ج-انیس

(v)الف-تعریف میں چشمے کوسمندر سے ملادوں (vi)ب-میٹرک

جواب-4

واحد	جمع	واحد	جمع
تحفہ	تحائف	علم	علوم
ضلع	اضلاع	شرط	شرائط
شعر	اشعار	صفت	صفات

جواب-5

الفاظ	اضداد	الفاظ	اضداد
خزاں	بہار	وفا	جفا
آمدنی	خرچ	اعلیٰ	ادنیٰ
سخی	بخیل	سزا	جزا
صغیر	کبیر		

جواب-6

الفاظ	جنس	جملہ
برق	مؤنث	برق گرتی بھی ہے تو بیچارے غریبوں پر۔
بارگاہ	مؤنث	خدا کی بارگاہ میں مغفرت کی دعا کرنی چاہئے۔
خوراک	مؤنث	میری خوراک بہت کم ہے۔
عبادت	مؤنث	صرف خدا کی عبادت کرنی چاہئے۔
پلنگ	مذکر	میرا پلنگ بہت خوبصورت ہے۔
تاج	مذکر	سیکولرزم ہندوستانی آئین کا تاج ہے۔
تمباکو	مذکر	تمباکو صحت کو نقصان پہنچاتا ہے۔

جواب-7

محاورہ	جملہ
آنکھ ملانا	مجھ سے آنکھیں ملا کر بات نہ کرو۔
آنکھ چرانا	وہ شرم سے آنکھیں چرانے لگا۔
اوسان خطا ہونا	شیر کو دیکھ ڈاکر کے اوسان خطا ہو گئے۔
نو دو گیارہ ہونا	پولیس آتے ہی بدمعاش نو دو گیارہ ہو گئے۔
جلے پر نمک چھڑکنا	ایک تو وہ خود پریشان ہے اوپر سے تم جلے پر نمک چھڑک رہے ہو۔
لال پیلا ہونا	اکبر غصہ میں لال پیلا ہو گیا۔

جواب-8

الفاظ	لاحقہ کی ترکیب
خور	گوشت خور
تراش	بت تراش
اندیش	دوراندیش
شار	آبشار

باز	چال باز
ناک	حیرت ناک

جواب-9

(i) بھولے بسرے گیتوں کا پروگرام صبح کے ساڑھے سات بجے ختم ہوا۔

(ii) ابوالکلام آزاد کے تین اخبارات "لسان الصدق، الہلال اور البلاغ تھے۔

(iii) سید سلیمان ندوی کے استاد شبلی نعمانی تھے۔

(iv) جیلانی بانو کا افسانہ "پرامس" شامل نصاب ہے۔

(v) اکبرالہ آبادی ظریفانہ شاعری کے لئے مشہور تھے۔

(vi) علی سردار جعفری کا تعلق ترقی پسند تحریک سے تھا۔

جواب-10

(i) "ابراہیم سقہ" سلام بن رزاق کا مشہور و معروف افسانہ ہے جوان کے افسانوی مجموعہ "شکستہ بتوں کے درمیان" سے ماخوذ ہے۔ یہ سماج کے کمزور طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کہانی ہے اس افسانہ کا مرکزی کردار بھی ابراہیم سقہ ہی ہے۔ ابرہم سقہ ایک حبشی ہے۔ سلام بن رزاق نے اس کو اپنے افسانے کا مرکزی کردار بنا کر اس کی زندگی کے دکھوں، تکلیفوں اور محرمویوں اور حسرتوں کو ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ وہ ایک خوددار اور محنت کش انسان ہے کسی کے رحم وکرم اور دوسروں کے ٹکروں پر جینا نہیں چاہتا بلکہ محنت کی روٹی کھانا پسند کرتا ہے۔ چونکہ یہ بیس پچیس برس کا نوجوان ہے اس لئے اس کے اندر بھی جذبات احساسات ہیں اسی دوران وہ ایک اعلیٰ ذات کی لڑکی سے محبت کر لیتا ہے لیکن غریبی کی وجہ سے وہ محبت کو نہ پا سکا۔ وہ سب کچھ خاموشی سے سہہ جاتا ہے یہاں تک کہ اس لڑکی کی موت کے بعد اس کی قبر پر خود بھی جان دے دیتا ہے۔ ابراہیم سقہ بہ ظاہر ایک معمولی آدمی نظر آتا ہے مگر اس میں جس نوع کی قابل توجہ، خاص اور غیر معمولی خصوصیت پوشیدہ ہیں ان پر سے ایک کے بعد ایک پردہ اٹھانے اور اس کے ساتھ ہی اس کی زندگی کے انجام کی پیش کش میں بے پناہ تخلیق صلاحیت کا اظہار سلام بن رزاق نے کیا ہے۔

(ii) افسانہ "بولے بسرے گیت" شفیع جاوید کی شاہکار تخلیق ہے۔ جس میں انہوں نے مختلف کرداروں کے ذریعہ سبکدوشی کی کہانی بیان کی ہے۔ کسی بڑے عہدے سے سبکدوش ہو جانے والا ایک شخص اپنی گذشتہ زندگی کی اصول پسندی، ایمان داری اور طرز بود و باش کے متعلق اپنوں کے دل آزار طنز و تمسخر کو لیتا ہوا اپنی بڑھتی ہوئی تنہائی کا مداوا، پھینک دی گئی ایک بے کار شئے کی طرح خود کو پاتا ہے اس کی ایک زندگی اور دل پر اثر کر جانے والی یہ کہانی۔

ایک باوقار ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد لوگوں کے حافظے سے فراموش ہونے کے ساتھ ساتھ اپنوں

(نواسہ، بیٹا اور بیوی) کے روپے اور اسکول کی سفا کی اور بے رحمی کو اس افسانہ کا مرکزی کردار سید عزیز احمد شدت سے محسوس کرتا ہے۔اس کا ردعمل ایک ایسے خود آگاہ اور ہوش مند شخص کا ردعمل معلوم ہوتا ہے جس نے انسانی رشتوں کے کھلو کھلے پن کے مقابل زندگی کی سچائیوں کو دریافت کرلیا ہے اور جوان رشتوں سے الجھنے کے بہ جائے اپنے معمولات زندگی سے ہی چند لمحوں کی خوشی کے حصول کی خاطر تنہائی کے رفیق سہاروں کی تلاش سے باز نہیں آنا چاہئے۔اس کے علاوہ اس افسانہ میں اور بھی کردار ہیں جسے سید عزیز احمد کی بیوی ان کے نواسے اور بیٹا۔اس کے علاوہ روی رنجن ایک کردار ہے جو پیشے سے جرنلسٹ ہے۔

(iii) نظم منظم کلام کا نام ہے۔جس کے اشعار مسلسل ہوتے ہیں۔نظم کے معنی پرونا ہے۔یہ ایک وسیع اصطلاح ہے جس کی بے شمار اقسام ہیں مثلاً حمد، نعت، غزل، رباعی، قطعہ، مرثیہ، مثنوی، قصیدہ وغیرہ، نظم شاعری کی ایک منظم صورت ہوتی ہے کسی بے ترتیب اور بھرے ہوئے مواد کو موزون اور مرتب شکل میں پیش کرنا نظم کہلاتا ہے۔نظم میں زندگی کے ہر پہلو کو بیان کیا جاسکتا ہے۔اس کی کئی قسمیں ہیں جیسے۔نم معریٰ، آزد نظم، نثری نظم، نظم کا ایک عنوان ہوتا ہےجس کی بنیاد پر شاعر اپنی بات مکمل کرتا ہے۔نظم میں کسی تاریخی واقعات کو بھی بیان کرسکتے ہیں۔اور کسی عشقیہ پہلو پر بھی نظم کہی جاتی ہے۔یہ ایک سچائی ہے ک موجودہ دور میں دانش وارانہ فکر کے اظہار کے لئے نظم سے بہتر شاعری میں کوئی دوسری صنف موجد نہیں۔

(iv) علی سردار جعفری 19/نومبر 1913 کو بلرام پور (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے۔لکھنؤ دہلی اور علی گڑھ کے تعلیمی اداروں میں انہوں نے تعلیم مکمل کی۔ترقی پسند تحریک کے ابتدائی معماروں میں انہیں شمار کیا جاتا ہے۔سردار جعفری نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز اافسانہ نگاری سے کیا۔1938 میں ان کے افسانوں کا مجموعہ ''منزل'' شائع ہوا۔پھر وہ شاعروں کی طرف متوجہ ہوگئے۔پرواز، جزن کی لکیر، پتھر کی دیواریں، ایک خواور، پیراہن اور لہو پکارتا ہے ان کے شعری مجموعے ہیں۔شاعری میں سردار جعفری نے پابند اور آزاد دونوں طرح کی نظمیں کہی ہیں۔سردار جعفری ہندوستان اور عرا یشیائی ادیبوں کے نمائندہ کے طور پر شناخت رکھتے تھے۔ان کی شخصیت ترقی پسندوں میں باقیات الصالحات کی تھی۔یکم اگست 2000 کو ان کا انتقال ہوا۔انہیں پدم شری، بھارتیہ گیان پیٹھ (1997) اور اقبال سمان جیسے اہم ایوارڈ سے نوازا گیا۔نصاب میں شامل ان کی نظم ''گفتگو'' اور میرا سفر خاص توجہ کا حامل ہے۔جس میں انہوں نے ترقی پسندانہ رویہ پیش کیا ہے۔

(v) رباعی بھی خاصے کی چیز ہے۔قدمانے اس کے چوبیس وزن بنائے ہیں۔چار مصرعوں کی نظم کو رباعی کہتے ہیں۔جس کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہوتا ہے۔یہ چوتھا مصرع ہی سب سے کارآمد ہوتا ہے۔مخصوص اوزان میں کہے گئے ایسے چار مصرعوں کی نظم کو رباعی کہتے ہیں جن میں کوئی ایک مضمون مکمل کیا گیا ہو۔پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعے کا مقفیٰ ہونا لازمی ہے اور تیسرے میں بھی

اختیار ہے، اگر شاعر خود چاہے تو۔ جیسا کہ کہا گیا کہ اس کے چوبیس اوزان ہیں۔ رباعی کے انہیں چوبیس اوزان میں سے کسی بھی ایک وزن پر یا دو، تین چار اوزان پر چار مصرع اس طرح کہا جائے کہ شاعر جو کہنا چاہتا ہو وہ مضمون مکمل ہو جائے۔ ایسی ہی نظم کو رباعی کہتے ہیں۔

جواب-11

(i) احمد جمال پاشا 1929 میں آلہ آباد کے محلہ خلد آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شجاعت حسین اور دادا کا نام نجف علی تھا۔ شجاعت حسین کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔ احمد جمال پاشا دوسری بیوی سروری خاتون کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ احمد جمال پاشا کل وقتی ادیب تھے۔ طنز وظرافت ان کا خاص میدان تھا جس کا اعتراف کرتے ہوئے غالب اکیڈمی نے 1986 کا ''ساگر سوری'' غالب ایوارڈ انہیں عطا کیا تھا۔ پیش نظر انشائیہ ''ہجرت'' احمد جمال پاشا کی بہترین تخلیق ہے۔ ''ہجرت'' انشائیے کے بعد قاری خیالوں کے بھنور میں غوطہ لگانے لگتا ہے۔ احمد جمال پاشا اس کی ابتداء میں بنجاروں کا قصہ پیش کرتے ہیں جن کے پانو میں کب سے چکر لگا ہوا ہے اور وہ نہ معلوم کب تک ایسے ہی چلتے رہیں گے۔ شہر کی آبادی سے باہر کچھ دنوں کے لئے ڈیرہ جمائے بنجارے، مصنف کے ذہن میں خیالوں کا جنگل تیار کر دیتے ہیں اور وہ انہیں تربیت دیتا ہے اور ہمارے لئے غور وفکر کا سامان تیار کر دیتا ہے۔

ان باتوں کو پڑھ کر ہمارے ان جذبوں کو زبان مل جاتی ہے جو ہمیں اندر ہی اندر بے چین کر رہے۔ یہ انشائیہ ایک ذاتی لگاؤ پیدا کر دیتا ہے کیوں کہ ہم سب کی زندگی میں کہیں نہ کہیں وہ حالات ضرور پیش آتے ہیں جن کا عنوان احمد جمال پاشا نے ہجرت دے رکھا ہے۔ کیا پایا اور کیا کھونا کی بحث یہاں نہیں ہے بلکہ بعض مرحلوں میں ہجرت ترک کرنے کی خواہش ہوتی ہے جو کبھی پوری نہیں ہوتی۔ بنجاروں سے باتوں کی ابتدا کر کے پاشا متوسط طبقے کی کہانی کے بیان میں خود کو اسیر کر لیتے ہیں۔ جس سے پڑھنے والوں کو ایک اضافی انسیت معلوم ہوتی ہے۔

(ii) میر امن کو اردو میں سادہ نثر نگاری کا موجود کہا جاتا ہے۔ ''باغ و بہار'' سلیس نثر نویسی کی پہلی تجربہ گاہ ہے۔ میر امن فارسی اور عربی روایات اور شعری ترکیت کو در کنار کرتے ہوئے نث کو اپنی اصل بنیادوں پر کھڑا کیا اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے۔ ان کی سادگی کا یہ کمال ہے کہ اس میں کہیں روکھا پن اور سپاٹ پن پیدا نہیں ہونے پاتا اور اکثر سادگی کے حدود سے نکل کر خوش بیانی کی حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔

''باغ و بہار'' اردو کی ان لازاوال کتابوں میں سر فہرست ہے جن پر وقت کی کبھی گرد نہیں پڑی۔ اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ باغ و بہار سے ہی اردو میں یہ بات روشن ہوئی کہ نثر کو شاعرانہ حربوں سے الگ کر کے ہم اسے آزادانہ طور پر قائم کر سکتے ہیں۔ میر امن نے اس کی زبان کو دلی کا روڑا کہا ہے یعنی ایسی زبان جو اردو کے لوگ ہندو مسلمان، عورت مرد، لڑکے بالے، خاص و عام آپس میں

بولتے چالتے ہیں کیا۔ ہم معنی فقروں سے عبارت کو سجانے کا ہنر میر امن خوب جانتے تھے۔ میر امن کے بعد کے نثر نگاروں نے "باغ وبہار" کی نثر کو مثالی نثر کا نمونہ سمجھا اور غالب، سرسید، حالی سے ہوتے ہوئے پریم چند تک اردو نثر نے سلیس اور سادہ زبان کو فروغ دیا۔ جو صرف باغ وبہار کے راستے پر چل کر ممکن ہوا۔ چنانچہ "باغ وبہار" ہر لحاظ خواہ وہ زبان ہو یا اسلوب ایک مایہ ناز تصنیف سمجھی جاتی رہے گی۔ لہٰذا میر امن کی شہرت جس کتاب سے ہے وہ باغ وبہار ہی ہے۔ یہ کتاب 1801 میں مکمل ہو چکی تھی اس وقت اس کا نام چار درویش تھا۔ 1802 میں اس پر نظر ثانی ہوئی اور اس کا تاریخی نام باغ وبہار رکھا گیا۔ فورٹ ولیم کالج میں لکھی جانے والی کتابوں میں جس کتاب کو سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت نصیب ہوئی وہ میر امن کی باغ وبہار ہی ہے جو کسی اور تصنیف کو نصیب نہ ہو سکی۔

(iii) لفظ انشائیہ کی تعریف متعین کرنا ایک مشکل کام ہے کیوں کہ نہ صرف تاریخی اعتبا سے انشائیہ کے مفہوم اور ہیئت میں کئی ایک انقلابی تبدیلی پیدا ہوئی ہیں۔ بلکہ انشائیہ کیا بہ لحاظ مواد اور کیا بہ لحاظ ٹیکنک ایک جداگانہ کیفیت کا حامل ہے۔ ادب کی دوسری اصناف اور فنی پیرایوں سے انشائیے کے امتیازات کی بحث میں وزیر آغا نے اس صنف کے غیر رسمی طریق کار، شگفتہ موڈ، طنز ومزاح کے عناصر کی آویزش نیز ان کے استعمال کی حد فاصل جیسے امور کی وضاحت سے اس صنف کے خدوخال متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ انشائیہ دراصل وہ طرز تحریر ہے جس میں کسی اہم یا غیر اہم واقعہ کسی خیال یا کسی جذبے کو پر لطف انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ اچھے انشائیے میں عدم تکمیلیت، اختصار، تازگی، جدت اور خوش گوار سادگی جیسے عناصر کی آویزش ہوتی ہے۔ وزیر آغا اپنے مضمون میں ان عناصر کی بحث سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ان عناصر کی آویزش کے بعد ہی انشائیہ پڑھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ اس نے چند لمحوں میں ہی بہت سے مسرت آمیز معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انشائیہ میں طنز ومزاح کا عنصر نمایا طور پر غالب رہتا ہے۔ جس سے قاری کے ذہن میں ایک خوشگوار ماحول پیدا ہو جاتا ہے اور وہ کچھ دیر کے لئے اپنے سبھی غموں کو بھول کر اس کی لذت ومسرت میں غوطے لگانے لگتا ہے۔

جواب-12 (الف) ورزش:

صحت کی غرض سے جسمانی محنت کرنے کو ورزش کہتے ہین۔ یہ ظاہر ہے کہ بغیر کام کے صحت اچھی نہیں رہ سکتی۔ تندرستی کے لئے ورزش لازمی ہے۔ ورزش سے جسم صحت مند ہوتا ہے اور صحت مند جسم میں ہی صحت مند دماغ کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ اگر آدمی کی صحت اچھی ہے تو زندگی میں وہ کامیابی حاصل کر سکتا ہے ورنہ جسم اس کے لئے ایک بوجھ ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ بہت سے لوگوں کو روٹی کے لئے طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس طرح کے لوگوں کی صحت اسی لئے اچھی رہتی ہے۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کو ہمیشہ کرسی اور گدی پر بیٹھے بیٹھے کام کرنا پڑتا ہے اس طرح ہمیشہ بیٹھے رہنا ان کی صحت کو خراب کرتا ہے۔ لہٰذا ان کے لئے کسرت کی سخت ضرورت ہے۔ اس لئے کہ ورزش سے جہاں جسم تندروست اور گٹھیلا

ہوجاتا ہے وہیں اس سے جسم کا بھداپن بھی دور ہوجاتا ہے۔ورزن سے صاف ہوا کی آمدورفت پھیپھڑوں میں زیادہ ہوتی ہے اور قوت ہاضمہ بڑھ جاتی ہے۔تیز چلنا،دوڑنا،گھوڑے کی سواری کرنا،کشتی کرنا،سائیکل چلانا،یوگا کرنا وغیرہ ورزش کے بہترین طریقے ہیں ۔ورزش کرنے والوں کی عمر بھی طویل ہوا کرتی ہے۔لوگوں کو چاہئے کہ صحت قائم رکھنے کی غرض سے وہ اپنی عمر و طاقت کا لحاظ رکھتے ہوئے اصول کے ساتھ ورزش کیا کریں۔صبح اور شام کو ورزش کرنا نہایت مفید ہے۔

(ب) تعلیم:

تعلیم انسان کی ذہنی اور روحانی قوی کی تکمیل کا نام ہے۔تعلیم انسانی فطرت کی اصلاح کرتی ہے۔عقل کو کھول دیتی ہے اور روحانی طاقت عطا کرتی ہے۔اس لئے کسی شخص کی تکمیل اس وقت کی جاسکتی ہے جب کہ مذکورہ بالا سب باتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔

تعلیم یافتہ شخص دنیا کے سب کاموں میں اپنا جوہر دکھلا دیتا ہے۔تعلیم یافتہ لوگوں کا جتنا وقت تعلیم لیتی ہے اس سے زیادہ وہ ثمرہ خود دیتی ہے۔تعلیم یافتہ لوگوں کی طاقت سے قوم و ملک کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔کیوں کہ وہ زندگی کے میدان میں نہایت خلوص اور جوش کے ساتھ داخل ہوا جاتا ہے۔اور فتح حاصل کر کے قوم اور ملک کو عزت بڑھاتا ہے۔افسوس اس شخص پر ہوتا ہے جس نے ضروری تعلیم حاصل نہیں کی اسے آنکھ ہے مگر وہ فطرت کی خوبیوں کو نہیں دیکھ سکتا۔اسے عقل تو ہے مگر وہ اس کا استعمال نہیں کرنا چاہتا۔اس کی زندگی کی کوئی قدر نہیں کیوں کہ اس نے انسانیت کے درجہ کو نہیں سمجھا۔اسلام ہر مرد و عورت پر تعلیم کا حصول واجب قرار دیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ عقل وحکمت کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے دور دراز کا سفر اختیار کرنا پڑے تو بھی کیا جائے۔اگر چہ وہ جگہ چین ہی کیوں نہ ہو۔

تعلیم انسانی زندگی کو سنوارنے کا بہترین ذریعہ ہے اس سے انسانی اخلاق و کردار بلند ہوتے ہیں۔اور یہ انسانیت تعلیم حاصل کرنے سے ہی پیدا ہوتی ہے۔سر سید احمد خان نے بجا فرمایا کہ انسان ایک پتھر کی مانند ہے۔علم اسے تراش خراش کر انسانی شکل عطا کرتا ہے۔اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ علم کے زیور سے خود کو ضرور آراستہ کرے۔اور اپنے جوہر سے دنیا کو معراج عطا کرنے میں بیش قیمت تعاون دے کر اہم حصہ دار بنے۔

☆☆☆☆

MODEL Questions with answers

For Intermediate Examinations- 2017

Subject : Urdu

Time: 3 hours 15 Minutes | Urdu (OPT) Set-VIII | Fullmarks: 100

سوالات

سوال-1 مندرجہ ذیل تمام سوالوں کے جواب دیں 7x2 = 14

(i) نصاب میں شامل ''بھولے بسرے گیت'' کا تعلق کس صنف ادب سے ہے۔؟

(الف)ناول (ب)افسانہ (ج)انشائیہ (د)ڈرامہ

(ii) افسانہ ''پرامس'' کا مرکز کردار کون ہے؟

(الف)خواجہ بی (ب)امو (ج)حمید (د)جمشید

(iii) سلام بن رزاق کا کون سا افسانہ آپ کے نصاب میں شامل ہے؟

(الف)پرامس (ب)ابراہیم سقہ (ج) بھولے بسرے گیت (د) ٹوبہ ٹیک سنگھ

(iv) سید سلیمان ندوی کے استاد کا نام بتائیں؟

(الف)علامہ اقبال (ب)مناظر احسن گیلانی (ج)خواجہ حسن نظامی (د) شبلی نعمانی

(v) چار مصرعوں پر مشتمل نظم کو کیا کہتے ہیں؟

(الف)غزل (ب)قصیدہ (ج)رباعی (د)سدس

(vi) نظم ''کھیتی'' کا شاعر کون ہے؟

(الف)اکبر آبادی (ب)علی سردار جعفری (ج)عمیق حنفی (د)ظفر کمالی

(vii) ''عرب و ہند کے تعلقات'' کس کی کتاب ہے؟

(الف)سید سلیمان ندوی (ب)شبلی نعمانی (ج)خواجہ حسن نظامی (د) مناظر احسن گیلانی

سوال-2 مندرجہ ذیل میں سے کسی آٹھ سوالوں کے جواب دیں: 8x2 = 16

(i) احمد جمال پاشا کی جائے پیدائش بتائیے؟

(الف)لکھنؤ (ب)پٹنہ (ج)دہلی (د)آلہ آباد

(ii) افسانہ "پرامس" میں کتنے بھائیوں کا تذکرہ ہے؟

(الف)ایک (ب)دو (ج)تین (د)چار

(iii) رتن ناتھ سرشار کا ناول کون سا ہے؟

(الف)ابن الوقت (ب)فسانہ آزاد (ج)اصلاح النساء (د) گئودان

(iv) ان میں سے کون سی خودنوست جوش ملیح آبادی کی ہے؟

(الف)روح (ب)نقش ونگار (ج)یادوں کی بارات (د) قطرہ وقلزم

(v) قصہ "چہار درویش" کا ترجمہ میر امن کے علاوہ اور کس نے کیا؟

(الف)عطا حسین (ب)سرشار (ج)نہال چند لاہوری (د) رجب علی بیگ سرور

(vi) نصاف میں شامل ہجرت کا تعلق کس صنف ادب سے ہے؟

(الف)افسانہ (ب)انشائیہ (ج)طنز ومزاح (د)سوانح

(vii) کس صنف میں مافوق الفطری عناصر پیش کئے جاتے ہیں؟

(الف)داستان (ب)ڈرامہ (ج)افسانہ (د) ناول

(viii) جئے پرکاش نرائن کے شامل نصاب خطبے کا نام کیا ہے؟

(الف)کامل انقلاب (ب)دھول کے پھول (ج)انقلاب کامل (د) پیغام کامل

(ix) کامل انقلاب کا تصور کس نے پیش کیا؟

(الف)مہاتما گاندھی (ب)چاچا نہرو (ج)جے پرکاش نرائن (د) ٹیگور

سوال-3 مندرجہ ذیل میں سے کسی پانچ کے جواب دیں: 5x2 = 10

(i) بیدی کے پہلے افسانوں ی مجموعہ کا نام بتایئے؟

(الف)کوکھ جلی (ب)گرہن (ج)دانہ ودام (د) مکتی بودھ

(ii) مندرجہ ذیل میں کون سی کتاب مثنوی نہیں ہے؟

(الف)پھول بن (ب)قطب مشتری (ج)گلشن عشق (د)سب رس

(iii) "رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے غم" یہ مصرع کس کا ہے؟

(الف)مجاز (ب)غالب (ج)فیض (د) میر

(iv) نصاب میں شامل نظم ''ہم نہیں جانتے'' کس زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے؟

(الف)انگریزی (ب)جرمن (ج)اطالوی (د)فرنچ

(v) نظم ''برق کلیسا'' میں شاعر نے گلشن فطرت کی بہار کسے کہا ہے؟

(الف)اہلیہ کو (ب)شاعر کو (ج)استاد کو (د) مس کو

(vi) مجاز لکھنوی کی کون سی نظم شامل نصاب ہے؟

(الف)آوارہ (ب)یوانہ (ج)گوارہ (د)پروانہ

سوال-4 درج ذیل سے کسی پانچ کی جمع بتائیں 5x1=5

غیر، قدر، دین، صنف، حیوان، وزیر

سوال-5 درج ذیل سے کسی پانچ کی ضد بتائیں۔ 5x1=5

آسان، حرکت، دشوار، جلال، جلوت، کمتر، حقیقی

سوال-6 الفاظ ذیل میں سے کسی پانچ کی جنس بتائیں؟ 5x1=5

جلوہ، ارمان، سرکار، تعلیم، لفظ، علم، اذان

سوال-7 محاورات ذیل میں سے کسی پانچ کو جملوں میں استعمال کریں: 5x1=5

آنکھ کا کاجل چرانا، باغ باغ ہونا، آسمان پر دماغ ہونا، جان کے لالے پڑنا،

چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا، بات سے بات پیدا کرنا۔

سوال-8 مندرجہ ذیل لاحقوں کی مدد سے پانچ الفاظ کی تراکیب لکھیں: 5x1=5

نشاں، زار، دار، زدہ، خوار، دان۔ ساز

سوال-9 مندرجہ ذیل سے کسی چار سوال کے جواب ایک یا دو جملوں میں دیں: 4x2=8

(i) ''غبار خاطر'' کس زمانے کی تصنیف ہے؟

(ii) سراپا کس صنف کا عنصر ہے؟

(iii) علی سردار جعفری کی چار نظموں کے نام لکھیں؟

(iv) مولانا آزاد کس ملک میں پیدا ہوئے؟

(v) انسان کی آخری ہجرت کون سی ہے؟

(vi) اکبر الہ آبادی کی دو نظموں کے نام بتائیں؟

سوال-10 مندرجہ ذیل سولوں میں سے کسی چار کے مختصر جواب دیں: 4x3=12

(i) جیلانی بانو کی افسانہ نگاری پر روشنی ڈالئے؟

(ii) مضمون نگاری ''مٹی کے تیل'' کے کن کن اوصا کا قائل ہے؟

(iii) ساحر لدھیانوی کا تعارف پیش کیجئے؟

(iv) علی سردار جعفری کی شاعری سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے؟

(v) نصاب میں شامل واحد نظیر کے کسی ایک قطعہ تاریخ کا خیال ظاہر کیجئے؟

(vi) افسانہ ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' میں پیٹر پر چڑھے پاگل نے کس مسئلہ پر تقریر کیا؟

سوال-11 ذیل سے کسی دو سوالوں کے جواب دیں : 2x5=10

(i) غالب کی شاعری سے اپنی واقفیت ظاہر کیجئے؟

(ii) نظم ''ہم نہیں جانتے'' کا تعارف پیش کیجئے؟

(iii) نظم ''میرا سفر'' کا خلاصہ بیان کیجئے؟

سوال-12 ذیل میں سے کسی ایک عنوان پر مختصر مضمون لکھیں؟ 1x5=5

(الف) بے روزگاری ایک مسئلہ

(ب) تعلیم بالغات

☆☆☆

جوابات۔سیٹ-۸

جواب-1

(i)ب-افسانہ (ii)ب-امو (iii)ج-بھولے بسرے گیت (iv)د-شبلی نعمانی

(v)ج-رباعی (vi)ب-علی سردار جعفری (vii)الف-سید سلیمان ندوی

جواب-2

(i)د-الہ آباد (ii)د-چار (iii)ب-فسانہ آزاد(iv)ج-یادوں کی بارات

(v)الف-عطا حسین(vi)ب-انشائیہ (vii)الف-داستان

(viii)الف-کامل انقلاب (ix)ج-جئے پرکاش نارائن

جواب-3

(i)ج-دانہ ودام (ii)د-گلشن عشق (iii)ب-غالب

(iv)ج-اطالوی (v)د-مس کو (vi)الف-آوارہ

جواب-4

واحد	جمع	واحد	جمع
غیر	اغیار	قدر	اقدار
دین	ادیان	صنف	اصناف
حیوان	حیوانات	وزیر	وزرا

جواب-5

الفاظ	اضداد	الفاظ	اضداد
آسان	مشکل	حرکت	سکون
دشوار	آسان	جلال	جمال
جلوت	خلوت	کمتر	بہتر
حقیقی	مجازی		

جواب-6

الفاظ	جنس	جملہ
جلوہ	مذکر	واہ کیا اچھا جلوہ ہے میاں۔

ارمان	مذکر	میرا ارمان دھرا کا دھرا رہ گیا۔
سرکار	مؤنث	بہار میں این ڈی اے کی سرکار ہے۔
تعلیم	مؤنث	انسان کے لئے تعلیم بہت ضروری ہے۔
لفظ	مذکر	یہ لفظ اردو کا ہے۔
علم	مذکر	علم آدمی کو انسان بنا دیتا ہے۔
اذان	مؤنث	اذان ہو رہی ہے۔

جواب-7

محاورہ	جملہ
آنکھ کا کاجل ہونا	محمود ان کی آنکھوں کا کاجل ہو گیا ہے۔
باغ باغ ہونا	نوکری پاکر وہ باغ باغ ہو گیا۔
آسمان پر دماغ ہونا	آج کل اس کا دماغ آسمان پر ہے۔
جان کے لالے پڑنا	اس کی جان کے لالے پڑے ہیں۔
چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا	چلو بھر پانی میں ڈوب مرو میاں۔
بات سے بات پیدا کرنا	تم بات سے بات پیدا کرنا خوب جانتے ہو۔

جواب-8

الفاظ	لاحقہ کی ترکیب
ستان	ہندوستان
زار	بیزار
دار	دل دار
ساز	نغمہ ساز
زدہ	خوف زدہ
خوار	خوں خوار
دان	پان دان

جواب-9

(i) بھارت چھوڑو تحریک یعنی 1942 کے زمانہ کی۔

(ii) ''سراپا'' مرثیہ کا عنصر ہے۔

(iii) پیراہن، منہ بگارنا، میرا سفر، اور گفتگو ر۔

(iv) مولانا آزاد مکہ میں پیدا ہوئے۔

(v) انسان کی آخری ہجرت موت ہے۔

(vi) برق کلیسا' جلوۂ دربار دہلوی، آم نامہ، ضرفی لطیفہ، مدرسہ علی گڑھ، نئی تہذیب وغیرہ ان کی نظمیں ہیں۔

جواب-10

(i) جیلانی بانو اردو افسانہ نگاری کا یک اہم نام ہے۔اردو ادب میں جن خواتین نے اپنی بھرپور چھاپ چھوڑی اس میں جیلانی بانو کا تذکرہ ناگزیر ہے۔ جیلانی بانو 16/ جولائی 1936 کو بدایوں (اتر پردیش) میں پیدا ہوئیں۔انہوں نے ایم اے تک تعلیم حاصل کی۔شروع میں انہوں نے صبا بدایونی کے نام سے شاعری بھی کی لیکن ان کا اصل میدان ناول وافسانہ ہی رہا۔ان کے افسانوی مجموعوں میں روشنی کے مینار، نروان، پرایا گھر، رات کے مسافر، روز کا قصہ، سچ کے سوا، بات پھولوں کی وغیرہ قابل قدر تصانیف ہیں۔

نصاب میں شامل افسانہ ''پرامس'' جیلانی بانو کا شاہکار افسانہ ہے۔اس افسانے میں ایک ایسی ضعیف ماں کی کہانی بیان ہوئی ہے جو دو برس سے بستر علالت پر پڑی ہوئی ہے۔کینسر اس کے سارے بدن میں پھیل گیا ہے۔ کسی بھی وقت وہ موت کی آغوش میں جا سکتی ہے۔ جیلانی بانو کا یہ افسانہ کردار اساس ہے یعنی وہ کردار کی زندگی کے تجربے کو دکھانا اور اسی کے حوالے سے اس عہد کے سماجی رشتوں کی سچائی کو ظاہر کرنا چاہتی ہیں۔ یہ سچائی چاہے جتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔

(ii) ''مٹی کا تیل'' خواجہ حسن نظامی کا مشہور مضمون ہے۔ جس میں مٹی کے تیل کو موضوع بنایا گیا ہے۔ مضمون نگار نے مٹی کے تیل کی اہمیت ثابت کرنے کے لئے کئی ذیلی اور ضمنی واقعات بیان کئے ہیں۔ وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ بھلے ہی آج بجلی آ گئی ہے لیکن دنیا کے زیادہ تر لوگ اسی تیل کے سہارے اپنی راتوں میں اجالے بھرتے ہیں۔ اور سارے کام کرتے ہیں۔ مضمون کے آخر میں خواجہ حسن نظامی نے مکالماتی انداز اپنایا ہے اور مٹی کے تیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہم کو تو تمہاری ساری ادائیں بھاتی ہیں۔ مضمون ختم کرتے ہوئے خواجہ حسن نظامی نصیحت آمیز رویہ اپناتے ہیں یہ خواجہ حسن نظامی کا ایک خاص اور منفرد انداز ہے۔ وہ چلتے چلاتے تبلیغ واصلاح کا کوئی نہ کوئی پہلو تلاش کر ہی لیتے ہیں۔

(iii) ساحر لدھیانوی کا اصل نام عبدالحئی اور ساحر تخلص تھا۔ وہ 18 مارچ 1912 کو لدھیانہ میں پیدا ہوئے ساحر کے والد

چودھری فضل اور دادا فتح محمد نامی گرامی زمین دار تھے۔ساحر نے کبھی شادی نہیں کی اور وہ زندگی بھر کنورے رہے۔اور وہ 25/اکتوبر 1980 کو اس جہاں سے رخصت ہو گئے۔اور ممبئی میں مدفون ہوئے۔آؤ کہ کوئی خواب بنیں، پرچھائیاں، گا تا جائے بنجارہ اور آخری نذرانے ان کی کتابیں ہیں۔ان کے گیتوں میں ''ساتھی ہاتھ بڑھانا، تو ہندو بنے گا نہ مسلماں بنے گا'' بہت مشہور ہوئے۔پیش نظر گیت ''ساتھی ہاتھ بڑھانا'' مل جل کر کام کرنے کے مرکزی خیال پر لکھا گیا ہے۔گیت کا پس منظر یہ ہے کہ ہندوستان میں صنعتی انقلاب آرہا تھا اور کارخانوں کو جدید مشینی آلات سے مزین کیا جارہا تھا۔نتیجتاً محنت کش مزدوروں کو اپنے کام سے جبراً سبک دوش ہونا پڑ رہا تھا جس سے روزگار کے مسائل پیدا ہو رہے تھے۔ان حالات میں مزدوروں میں مایوسی اور ناامیدی کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی۔انہیں مزدوروں کے بیچ متحد ہو کر اپنے حقوق کے لئے لڑنے اور ان کا حوصلہ بڑھانے کے لئے ساحر لدھیانوی نے اس گیت کی تخلیق کی۔

(iv) علی سردار جعفری 29/نومبر 1913 کو بلرام پور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔لکھنؤ دلی اور علی گڑھ کے تعلیمی اداروں میں انہوں نے تعلیم مکمل کی۔نوعمری سے ہی مطالعہ کا بڑا شوق رہا۔اسی زمانے میں انگریزی ادب کا مطالعہ شروع کیا تحریروں تقریر سے بہت دلچسپی تھی۔

ترقی پسند تحریک کے ابتدائی معماروں میں انہیں شمار کیا جاتا ہے۔آزادی کے بعد جب سجاد ظہیر پاکستان چلے گئے تو علی سردار جعفری کو ہی انجمن ترقی پسند مصنفین کا جنرل سکریٹری بنایا گیا۔بعد میں اس کے ترجمان اور رسالہ ''نیا ادب'' کے مدیر بھی مقرر ہوئے۔کافی عرصہ بعد انہوں نے ''گفتگو'' نام سے ایک رسالہ نکالا جس کا ضخیم ترقی پسند ادب نمبر بہت مشہور ہوا۔ترقی پسند شاعروں میں انہیں بلند مقام حاصل ہے۔ان کا انتقال 2000 میں ہوا۔خون کی لکیر، پتھر کی دیوار، ایک خواب اور، اور پیراہن وغیرہ ان کے اہم شعری مجموعے ہیں۔

(v) ''قطعۂ تاریخ'' ''مسند نشینی امیر شریعت مولانا نظام الدین صاحب'' پیش نظر قطعہ واحد نظیر نے لکھا ہے۔اس قطعہ کے مادہ تاریخ میں ایک قرآنی آیت کے ٹکڑے کا استعمال ہوا ہے۔کبھی کبھی یہ اتفاق بھی ہوتا ہے کہ کسی اہم واقعے کے عین مطابق کوئی قرآنی آیت ایسی مل جاتی ہے جس کے اعداد بھی متعلقہ سال کے برابر ہوتے ہیں۔

اس قطعہ تاریخ میں شاعر نے پہلے بیسویں صدی کے عمومی حالات کا نقشہ کھینچا ہے۔خصوصاً تہذیبی اور اخلاقی گراوٹوں کی طرف طنزیہ انداز میں بہت ہی خوبصورت اشارے کئے ہیں۔اس تمہید کے بعد مولانا نظام الدین کے امیر شریعت بننے کو امید کی کرن سے تعبیر کیا ہے۔صرف اس کا شعر دیکھئے

کس نے دستار امیری سر پہ باندھی ہے نظیر
آج جب کہ ملک میں حالات یوں سنگین ہیں

(vi) افسانہ ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' میں پیڑ پر چڑھے پاگل نے مسلسل دو گھنٹے ہندوستان اور پاکستان کے نازک مسئلے پر تقریر کی۔ کیوں کہ جس جیل میں وہ پاگل تھا وہاں دوسرے لوگوں کو ہندوستان کے جیل میں بھیجے جانے کا منصوبہ بنایا جارہا تھا جس کا صدمہ اس پاگل کو تھا جس نے پیڑ پر چڑھ کر تقریر کی کہ کوئی ہندوستان کوئی پاکستان نہیں ہے۔ میں اس پیڑ پر رہوں گا نہ میں ہندوستان میں رہوں گا اور نہ پاکستان میں اس نے تقریر اس لئے کیا کہ وہ اپنے دوست بھائی سے بچھڑنا نہیں چاہتا تھا اس لئے اس نے ہندوستان کو اور اس کے انتظامیہ کو برا بھلا کہا۔

جواب-11

(i) مرزا غالب جن کا پورا نام اسد اللہ بیگ خاں تھا 27/دسمبر 1797 کو اپنی ننیہال آگرہ میں پیدا ہوئے۔ غالب نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں لکھا۔ مہر نیم روز، دستنبو، قاطع برہان، درفش کاویانی اور کلیات نظم فارسی وغیرہ ان کی فارسی تصانیف ہیں۔ اردو میں متداول دیوان کے علاوہ مرزا کی زندگی میں ہی ان کے اردو خطوط کے دو مجموعے 'عود ہندی'' اور اردوئے معلیٰ'' کے نام سے چھپے۔ ان کا تخلص پہلے اسد تھا بعد میں انہوں نے غالب تخلص اختیار کیا۔ غالب کی طبیعت میں جدت پسندی تھی۔ شروع میں انہوں نے معروف فارسی شاعر بیدل کی پیروی کی لیکن بہت جلد ان کا رنگ چھوڑا اور نئی راہ اختیار کی۔

نصاب میں ان کی دو غزلیں شامل ہیں۔ غالب کی یہ دونوں غزلیں بے حد معروف ہیں ان میں شامل کئی اشعار زبان زد خاص وعام ہیں۔ ان میں زندگی کے تجربات کے تئیں ایک ہوش مند اور حساس شاعر کے معنی خیز فکر واحساس کا اظہار ہوا ہے۔ پہلی غزل کے تمام اشعار مضامین کے اعتبار سے ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ مگر ان میں مزاج اور تجربے کے اعتبار سے ایک باہمی ربط اور اندرونی وحدت پائی جاتی ہے۔ صرف ایک شعر ملاحظہ ہو

دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں
خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں

ان کی دوسری غزل کے ہر شعر میں کسی نہ کسی منظر یا تماشا کو دکھانے کا تیور موجود ہے۔ اور یہ تمام غالب کی فکر کی نئی جہتوں اور ان کے احساس کی رنگا رنگ اور متنوع لہروں کی منفرد شاعرانہ انداز میں پیش کرتے ہیں کسی منظر یا تماشے کے تعلق سے اپنے مخصوص استفہامی اور خود کو دریافت کرنے والے نہوش مند تیور کے ساتھ ان اشعار میں موجود ہیں۔ دوسری غزل کا ایک شعر ملاحظہ ہو

سب کہاں، کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خا میں کیا صورتیں ہوئی کی کہ پنہا ہوگئیں

(ii) نظم ''ہم نہیں جانتے'' اطالوی زبان کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کا ترجمہ زاہدہ زیدی نے کیا ہے۔ زاہدہ زیدی شاعری

،تنقید اور ڈرامہ نویسی تینوں اصناف میں قدرت رکھتی ہیں ۔علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ انگریزی سے پروفیسر کے عہدے سے سبکدوش ہوئیں ۔زہر حیات ،حسرتی کالمس اور سنگ جان ان کے شعری مجموعے ہیں۔دوسرا کمرہ کے عنوان سے ان کے طبع زار ڈراموں کا مجموعہ شائع ہوا۔چے خوف ،سارتر اور بیکٹ کے متعدد ڈراموں کا انہوں نے ترجمہ کیا۔دنیا کے بعض عظیم شاعروں کے منظوم ترجمے بھی زاہدہ زیدی کے قلم سے یادگار ہیں۔ان ہی میں ایک نظم "ہم نہین جانتے" بھی شامل ہیں۔

"ہم نہیں جانتے" ایک آزاد نظم ہے۔نظم تین حصوں پر مشتمل ہے۔پہلے حصے میں ایک تنہا انسان اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتا نظر آتا ہے اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ کر وہ مایوس ہوتا ہے۔کیون کہ اسے اپنے آنے والے کل پر اندیشہ ہے اور وہ کہہ اٹھتا ہے۔ہم نہیں جانتے ،اس ایک چھوٹے سے جملے سے شاعر نے کئی طرح کے التباس پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔اس جملے کے ذریعہ زمانے کی افراتفری ،پیچیدگی اور مسائل کو بالواسطہ طور پر پیش کر دیا گیا ہے۔نظم کے دوسرے حصے میں اس انسان کے اندر امید کی کرن جاگتی ہے۔اسے زندگی سے کچھ امید ہو آتی ہے اسے کچھ ہونے کا احساس ہوتا ہے۔وہ تنہائی میں جو باتیں سوچ رہا تھا اس سے الگ وہ چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں ،اتنا معلوم ہے۔جس سے اس کے اندر امید کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

نظم کے تیسرے حصے اور آخری حصے میں بھی وہی بات ہے جو اس کے دوسرے حصے میں نمایاں ہے گویا یہ پوری نظم اپنی ذات کی تلاش سے شروع ہو کر کائنات اور زندگی کے گہرے راز کو سمجھنے کی کوشش تک پھیلی ہوئی ہے۔حیات اور کائنات کا توازن مونتالے کی نظم کی اصل خصوصیت ہے جیسے زاہدہ زید نے اپنے کامیاب ترجمے سے زندہ جاوید بنا دیا ہے۔

(iii) نظم "میرا سفر" علی سردار جعفری کی بہترین نظموں میں سے ایک ہے۔اس نظم کو انہوں نے انسان زندگی سے لے کر موت کا سفر تک کو موضوع منایا ہے۔موت ہر جاندار پر لازمی ہے۔لیکن اس کے ساتھ پیدائش کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔شاعر نے موت کے سفر کی معنویت کو نظم میں پیش کیا ہے۔اس نے نظم کے پہلے ہی مصرعہ میں کہا ہے کہ "پھر اک دن ایسا آئے گا"

موت سے پہلے آنکھوں کی روشنی چلی جاتی ہے ،نہ بانی سے اس کو گویائی چھین جاتی ہے۔اب تک زندگی میں انسان جو بھی خوش گوار لمحے گزار چکا ہے۔موت سے پہلے وہ ساری شکلیں مسخ ہو جاتی ہیں ۔زندگی میں یہی موت کی علامت ہے ۔شاعر نے اس حقیقت کو بیان کرنے کے لئے انسان اعضا کے ان استعاروں کا استعمال کیا ہے۔آنکھوں کے دیئے ،ہاتھوں کے کنول ،زبان کے پتے سے نطق وصدا کی تتلی اس طرح اس نے وقت اور اپنی ذات کے استعاروں سے نظم کو ایک شاعرانہ حسن عطا کیا ہے۔شاعر کہتا ہے کہ موت کے بعد لوگ مجھے اس وقت یاد کریں گے جب میں کچھ اچھا کام کروں گا۔میری چھائی ہی مجھے مرنے کے بعد زندہ رکھے گی ،مثلاً:

مستقل کے پیمانے میں
میں سوتا ہوں اور جاگتا ہوں
اور جاگ کے پھر سوجاتا ہوں

صدیوں کا پرانا کھیل ہوں میں
میں مر کے امر ے ہو جاتا ہوں

جواب-12 (الف) بے روزگاری ایک مسئلہ:

ہندوستان میں دیگر بڑے بڑے قومی مسائل کی طرح بے روزگاری بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔آزادی سے قبل جب ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی تو اس وقت بے روزگاری ایسا کوئی خاص مسئلہ نہیں تھا لیکن آزادی کے بعد ملک میں بڑھی ہوئی آبادی کے نتیجہ میں بے روزاگاری کا مسئلہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔

آبادی آج ایک ارب کو پار کر چکی ہے اور چین کے بعد دنیا میں سب زیادہ آبادی والا ملک ہندوستان ہی ہے۔آزادی کے وقت ہندوستان کی آبادی 37 کڑوڑ تھی اور آج اس کا تین گنا اضافہ ہو چکا ہے۔آزادی کے بعد سے آج تک ملک کے ترقیاتی اسکیموں پر جس قدر رقم خرچ کیا گیا اگر آبادی اس قدر تیز نہیں بڑھی تو آج سے روگارری کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا ہوتا۔ترقی پذیر ملکوں میں چند مما لک کو چھوڑ کر ہمارے ملک کی زندگی کا معیار بہت ہی پست ہے جس کی وجہ ملک کی آبادی میں غیر معمولی اضافہ ہے۔

بڑھتی ہوئی بے روزگاری کو روکنے کے لئے آبادی کے اضافہ کو قابو میں کرنا ہوگا۔بے روزگاری کا مسئلہ اتنا سنگین ہو چکا ہے کہ جس کے نتیجہ میں ملک میں گرانی، بے اطمینانی، لوٹ مار، چوری، ڈکیتی میں غیر معمولی اضافہ ہو چکا ہے جس کی وجہ سے معاشرے کا سکون ختم ہو چکا ہے۔اس بڑھتی ہوئی بے روزگاری کے مسئلہ کو دور کرنے کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کو فروغ دینے کی ضرورت ہے اور یہ صرف سرکاری کی ذمہ دار نہیں ہے بلکہ ہم تمام لوگوں کو اس پر سنجیدگی کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ بے روزگاری جیسے ناسور کو دور کیا جا سکے۔

جواب-12 (ب) تعلیم بالغان:

تعلیم بالغان کا مطلب ہے ایسے لوگوں کو تعلیم دینا جن کی عمر 21/سال سے زیادہ ہے اور جو کسی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکے ہوں اور جاہل وان پڑھ ہوں۔تعلیم بالغان کا باضابطہ نظم 2ی/اکتوبر 1978 سے کیا گیا۔اس کا مقصد ہے کہ جس طرح بالغوں کو حق رائے دہندگی حاصل ہے۔اسی طرح ان تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ان کو اتنا پڑھنا اس لئے ضروری ہے کہ جس سے ان کی روزانہ کی زندگی میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔ان کے احساسات وجذبات اور خیالات کے اظہار کے مواقع فراہم کرتا ہے۔چھٹے منصوبے میں ایسے لوگوں کی تعلیم پر کروڑں روپئے خرچ کرنے کا انتظام ہے۔تعلیم بالغان کا نظم خاص طور سے گاؤں کے لوگوں کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ان میں بھی خاص طور سے ہریجن، آدیباسی، شیڈول کاسٹ، شیڈوں ٹرائب وغیرہ کو اس انتظام کے تحت خاص دھیان رکھا گیا ہے۔اس کی ابتداء راجستھان سے ہوئی تعلیم کا مقصد تمام ہندستانیوں کو عام شہریوں جیسا بنانا ہے۔ایسے لوگوں کو اس قابل بنانا ہے کہ ان کی عورتیں اور مرد مساوی حقوق حاصل کریں۔ملک کی عظمت کو سمجھیں، تعلیم سے ان میں غلط وصحیح کی تمیز پیدا ہوگی۔خاندانی منصوبہ بندی اور دوسرے فلاحی کاموں کی افادیت کو سمجھ سکیں گے۔بیکاری اور روزگاری، ضعیف الاعتقادی کے جال سے باہر نکلیں گے۔عورتوں کا حلقہ آزاد ہو سکے گا۔صحت عامہ، اقتصادی ترقی وغیرہ کے متعلق ان کے خیالات بلند ہوں گے۔

MODEL Questions with answers

For Intermediate Examinations- 2017

Subject : Urdu

Time: 3 hours 15 Minutes | Urdu (OPT) Set-IX | Fullmarks: 100

سوالات

سوال-1 سبھی سوالوں کے جواب لازمی ہیں 7x2 = 14

(i) ''عرب وہند کے تعلقات'' کس کی کتاب ہے؟

(الف)سرسید احمد خان (ب)علامہ شبلی نعمانی؟(ج)خواجہ حسن نظامی (د)سید سلیمان ندوی

(ii) اردوئے معلیٰ کس کے خطوط کا مجموعہ ہے؟

(الف)سید احمد خان (ب)علامہ اقبال (ج)مرزا غالب (د)ابوالکلام آزاد

(iii) ملک صادق سے شہزادے کے والد کا کیا رشتہ تھا؟

(الف)بھائی کا (ب)دوستی کا (ج)مالک اور نوکر کا (د)دشمنی کا

(iv) ''غبار خاطر'' کے مکتوب الیہ کون ہیں؟

(الف)حبیب الرحمٰن خان شیروانی (ب)علامہ شبلی (ج)غبار خاطر (د) ان میں سے کوئی نہیں

(v) جنت سے حکم سفر کسے ہوا؟

(الف)حضرت آدمؑ (ب)حضرت ابراہیمؑ (ج)حضرت نوحؑ (د) ان میں سے کوئی نہیں

(vi) ان میں سب سے کم تر کس کو سمجھا جاتا ہے؟

(الف)آگ (ب)ہوا (ج)پانی (د) خاک

(vii) نذیر احمد کی کہانی..................کا تعلق کس صنف سے ہے؟

(الف)افسانہ (ب)سوانح (ج)خاکہ (د) انشائیہ

سوال-2 درج ذیل معروضی سوالوں میں سے کسی آٹھ کا جواب دیں؟ 8x2 = 16

(i) افسانہ ''بھولے بسرے گیت'' کس کا ہے؟

(الف) جیلانی بانو (ب) سلام بن رزاق (ج) بیدی (د) شفیع جاوید

(ii) افسانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کن لوگوں کے تبادلے کی بات کی جارہی تھی؟

(الف) طوائفوں کی (ب) سلام بن رزاق (ج) بیدی (د) شفیع جاوید

(iii) ''باغ و بہار'' کے مصنف کون ہیں؟

(الف) شیر علی افسوس (ب) میر امن (ج) رجب علی بیگ سرور (د) پاگلوں کی

(iv) عطا کاکوی نے ''غم ارشد'' کس کی موت پر لکھا؟

(الف) اپنے بیٹے کی (ب) اپنے بیٹے کی (ج) اپنے دوست کی (د) اپنے بھائی کی

(v) یوجینو مونتا کے کس زبان کے شاعر تھے؟

(الف) اطالوی زبان (ب) فرانسیسی زبان (ج) روسی زبان (د) انگریزی زبان

(vi) نظم ''گفتگو'' کو شاعر نے کس کے نام سے معنون کیا ہے؟

(الف) اپنے دوستوں کے نام (ب) امن کے نام (ج) جنگ کے نام (د) ہندو پاک دوستی کے نام

(vii) ''گریز'' کا تعلق کس صنف سے ہے؟

(الف) قصیدہ (ب) غزل (ج) رباعی (د) قطعہ

(viii) نظم ''میرا سفر'' کے خالق کون ہیں؟

(الف) عمیق حنفی (ب) ظفر کمالی (ج) اکبر الہ آبادی (د) سردار جعفری

(x) اردو کا پہلا مرثیہ عام طور سے کسے قرار دیا جاتا ہے؟

(الف) کدم راؤ پدم راؤ (ب) ہرت نامہ (ج) کربل کتھا (د) نوسرہار

سوال-3 درج ذیل معروضی سوالوں میں سے کسی پانچ کے جواب دیجئے 5x2 = 10

(i) غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(الف) مطلع (ب) مقطع (ج) قطعہ (د) قصیدہ نگار

(ii) متشاعر کی نظر میں غم خوار کون ہے؟

(الف) قصیدہ (ب) رباعی (ج) مرثیہ (د) مثنوی

(iii) ''بین'' کا تعلق صنف سے ہے؟

(الف) مرثیہ (ب) قطعہ (ج) مثنوی (د) رباعی

(iv) قصہ نگاری کا نقاش اول کسے قرار دیا جاتا ہے؟

(الف) غالب (ب) میر تقی میر (ج) ذوق (د) سودا

(v) ان میں سے کسی شاعر کا تعلق فلمی دنیا سے رہا؟

(الف) ساحر لدھیانوی (ب) مرزا غالب (ج) علامہ اقبال (د) ان میں سے کوئی نہیں

(vi) فسانہ عجائب میں کہاں کی معاشرت بیان کی گئی ہے؟

(الف) لکھنؤ (ب) دہلی (ج) پنجاب (د) حیدرآباد

سوال-4 درج ذیل الفاظ میں سے کسی پانچ کی جمع بنائیں 5x1 = 5

مرض، نصیحت، فلک، حد، ترکیب، دوا، لفظ

سوال-5 درج ذیل میں کسی پانچ کی ضد بنائیں 5x1 = 5

ازل، زیادہ، دور، حیات، شب، بدی، آباد۔

سوال-6 کس پانچ لفظ کی جنس بتائیں 5x1 = 5

دلیل، خبر، امید، خوراک ، عزم، کفن

سوال-7 گروپ "الف" کا صحیح جوڑ گروپ "ب" سے ملائیں 5x1 = 5

(الف)	(ب)
(i) مٹی کا تیل	(الف) وزیر آغا
(ii) پرامس	(ب) خواجہ حسن نظامی
(iii) ٹوبہ ٹیک سنگھ	(ج) جیلانی بانو
(iv) ہجرت	(د) سعادت حسن منٹو
(v) انشائیہ کیا ہے	(ہ) احمد جمال پاشا

سوال-8 ذیل کے چار سوالوں کے جواب ایک یا دو جملوں میں دیں 4x2 = 8

(i) نظم ''ہم نہیں جانتے'' کا اردو ترجمہ کس نے کیا؟

(ii) مشاعر کے لفظی معنی کیا ہیں؟

(iii) مرزا فرحت اللہ بیگ شعور جوانی میں کس طرح کی غلطیاں کرتے تھے؟

(iv) مجاز کی نظم کا عنوان کیا ہے؟

(v) مٹی کا تیل تمام تیلوں سے کیوں بڑھ کر ہے؟

سوال-9 ذیل کے کسی چار سوالوں کے مختصر جواب دیں 4x3 = 12

(i) ''ابراہیم سقہ'' کے کردار سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے!

(ii) عمیق حنفی کا مختصر تعارف پیش کیجئے۔

(iii) نظم ''گفتگو'' شاعر نے کس کے نام سے معنون کیا ہے؟

(iv) غزل کی تعریف بیان کیجئے۔

(v) ولی دکنی کا تعارف پیش کیجئے۔

(vi) راسخ عظیم آبادی نے کن کن شاعروں سے اصلاح لی؟

سوال-10 مندرجہ ذیل مندرجہ ذیل لاحقوں کی مدد سے پانچ الفاظ کی تراکیب نائیں 5x1 = 5

بان، شناس، دان، بخش، خواہ، گار

سوال-11 محاورات ذیل میں سے کسی پانچ کو جملوں میں استعمال کریں 5x1 = 5

عید کا چاند ہونا۔ کلیجہ منہ کو آنا۔ دل پر پتھر رکھنا۔ کیچڑ اچھالنا۔ دل ٹوٹ جانا۔

12 مندرجہ ذیل سوالوں میں سے کسی دو پر روشنی ڈالئے؟ 2x 5 = 10

(i) افسانہ بھولے بسرے گیت'' کی روشنی میں شفیع مشہدی کی افسانہ نگاری پر اظہار وخیال کیجئے۔

(ii) افسانہ''ابراہیم سقہ'' کا خلاصہ بیان کیجئے۔

(iii) ''غبار خاطر'' کی روشنی میں مولانا آزاد کی نثر نگاری کا جائزہ لیجئے۔

(iv) احساس دانش کی خود نوشت سے اپنی معلومات ظاہر کیجئے۔

جوابات۔سیٹ-۹

جواب:1

(i) د-سیدسلیمان ندوی (ii) ج-مرزاغالب (iii) ب-دوستی کا

(iv) الف-حبیب الرحمٰن شیروانی (v)الف-حضرت آدم

(vi)د-خاک (vii)الف (viii)الف-افسانہ

جواب-2

(i) د شفیع جاوید (ii) الف-طوائفوں (iii) ب-میرامن

(iv) الف-اپنے بیٹے کی (v)الف- اطالوی زبان (vi)د-ہندوپاک دوستی کے نام

(vii)الف-قصیدہ (viii)د-سردارجعفری (ix)د-نوسرہا

جواب-3

(i) ب-مقطع (ii) ب-رباعی (iii) الف-مرثیہ

(iv) د-سودا (v)الف -ساحرلدھیانوی (vi)الف-لکھنؤ

جواب-4

واحد	جمع	واحد	جمع
مرض	امراض	یوم	ایام
فلک	افلاک	حد	حدود
ترکیب	تراکیب	جوہر	جواہر

جواب-5

لفظ	اضداد	لفظ	اضداد
ازل	ابد	زیادہ	کم
دور	نزدیک/قریب	حیات	موت
شب	روز	بدی	نیکی
آباد	ویران		

جواب-6

الفاظ	جنس	جملہ
دلیل	(مؤنث)	تمہاری دلیل عتبار کے لائق نہیں۔
خبر	(مؤنث)	اچھی خبر سنائیے۔
امید	(مؤنث)	کوئی امید بر نہیں آتی۔
خوراک	(مؤنث)	میری خوراک بہت کم ہے۔
عزم	(مذکر)	میرا عزم پختہ ہے۔
کفن	(مذکر)	ناتواں ہوں کفن بھی ہو ہلکا۔

جواب-7

گروپ "الف"		گروپ "ب"
(i)	مٹی کا تیل	(ب) خواجہ حسن نظامی
(ii)	پرامس	(ج) جیلانی بانو
(iii)	ٹوبہ ٹیک سنگھ	(د) سعادت حسن منٹو
(iv)	ہجرت	(ہ) احمد جمال پاشا
(v)	انشائیہ کیا ہے	(الف) وزیر آغا

جواب-8

(i) "نظم ہم نہیں جانتے" کا اردو ترجمہ زاہدہ زیدی نے کیا۔

(ii) "مشاعر" کے لفظی معنی جو شاعر نہ ہو مگر شاعر بنتا ہو یعنی بناوٹی شاعر ہے۔

(iii) مرزا فرحت بیگ شعر خوانی میں "اعراب" کی غلطیاں کرتے تھے۔

(iv) مجاز کی نظم کا عنوان آوارہ ہے۔

(v) مٹی کا تیل تمام تیلوں سے بڑھ کر اس لئے ہے کہ یہ ہمارے گھروں کو روشن کرنے کے کام آتا ہے۔

جواب-9 (i) ممتاز افسانہ نگار سلام بن رزاق کے افسانے کا عنوان "ابراہیم سقہ" ہے اور ابراہیم سقہ ہی اس افسانے کا مرکزی کردار ہے۔ افسانہ میں پیش کردہ بقیہ سارے واقعات و کردار اس کردار کے ارد گرد گھومتے نظر آتے ہیں۔

دھورن گاؤں میں ابراہیم سقہ بھشتی کا کام کرتا ہے۔اس گاؤں کا واحد بھشتی ہے جو پورے گاؤں کے لوگوں کو پانی پلاتا ہے۔ ابراہیم سقہ ایک معمولی شکل وصورت کا انسان ہے اور معاشی لحاظ سے نہایت غریب بھی ہے۔وہ ایک خودار اور محنت کش انسان ہے وہ کسی کے رحم وکرم اور دوسروں کے ٹکڑوں پر جینا نہیں چاہتا ہے بلکہ محنت کر کے رزق حلال کھانا پسند کرتا ہے۔ابراہیم سقہ ایک پچیس سال کا لڑکا ہے اس لئے اس کی شخصیت کے اندر بھی عشق ومحبت کے احساسات امڈتے ہیں۔چنانچہ وہ بیدار خان دہش مکھ جیسے دبنگ آدمی کی بیٹی سے محبت کر بیٹھتا ہے۔لیکن غربت اور مفلس کی وجہ سے وہ اپنی محبت پروان نہیں چڑھا سکا۔وہ اپنی محرومیوں کو خاموشی سے برداشت کر لیتا ہے۔یہاں تک کہ اس کی محبوب بھی اس کو چاہنے کے باجود مجبور ہے اور ابراہیم سقہ کی جدائی کے غم میں دنیا کو ہی خیر باد کہہ دیتی ہے۔اس کے بعد ابراہیم سقہ بھی اس لڑکی کی قبر پر اپنی جان دیتا ہے۔اس طرح یہ افسانہ ایک المیہ تار کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے ۔افسانہ میں غربت کو محبت کی راہ میں حائل دکھاتے ہوئے ابراہیم سق کے کردار کو اجاگر کرنے کی موثر کوشش کی گئی ہے۔

(ii) عمیق حنفی کا اصل نام عبدالعزیز حنفی تھا۔۱۹۲۸ء یں وہمد ھیہ پریش کے ضلع اندور کے میو چھاونی میں پیدا ہوئے۔تاریخ وسیاسیات کے مضامین میں انہوں نے ماسٹر ڈگری حاصل کی،فلسفہ اور موسیقی اور ادبیات پر ان کی یکساں نگاہ تھی۔
ان کا پہلا مجموعہ کلام سنگ پیراہن ہے۔جس پر ترقی پسند تحریک کے واضح اثرات محسوس کئے جاسکتے ہیں۔بعد میں وہ جدیدیت کے اثرات میں آئے۔انہوں نے تنقیدی مضامین بھی لکھے جن سے جدید ادب کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔انہیں جدیدیت سے وابستہ معتبر شعراء میں شمار کیا جاتا ہے۔انہوں نے طویل مدت تک آکاشوانی میں ملازمت کی جہاں سے وہ اسٹیشن ڈائرکٹر کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے۔۱۹۸۸ء میں ان کا دہلی میں انتقال ہو گیا۔

(iii) نظم گفتگو کے شاعر جگناتھ آزاد ہیں،یہ ہمارے نصاب میں شامل اہم ترین نظموں میں سے ایک ہے،یہ نظم شاعر نے ہندو پاک کے سیاسی تعلقات کے پس منظر میں لکھا ہے اور اس نظم کو ہندو پاک دوستی کے نام معنون کیا ہے۔

(iv) عربی قصائد کی تشبیب سے فارسی شاعروں نے غزل جیسی صنف ایجاد کی جس کا لفظی معنی عورتوں سے بات کرنا ہے۔ غالباً اس وجہ سے فارسی اور اردو غزل کی تاریخ عشقیہ مضامین سے بھری پڑی ہے۔غزل کے پہلے دونوں مصرعے اور بقیہ اشعار کے ثانی مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے لازماً ہم قافیہ وہم ردیف ہوں گے۔''مطلع'' کہلاتا ہے۔ بعض اوقات شعراء ایک سے زائد مطلع کہہ دیتے ہیں۔جنہیں ''حسن مطلع'' کہا جاتا ہے۔غزل کے آخری شعر میں بالعموم شعرا اپنا قلمی نام یا تخلیص استعمال کرتے ہیں اسی شعر کو''مقطع'' کہتے ہیں۔

(v) ولی دکنی کا شمار اردو کے قدیم شعرا میں ہوتا ہے۔ جس کے نام وطن اور سند پیدائش وسند وفات کے بارے میں تذکرہ نگاروں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں آج تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جاسکا ہے۔ ویسے بعض محققین اور تذکرہ نگاروں نے ولی کا پورا نام شاہ ولی اللہ اور احمد آباد جائے پیدائش بتاتے ہیں۔ تو بعض ان کا اصلی نام ولی محمد اور جائے پیدائش اورنگ آباد قرار دیتے ہیں۔ ولی ایک سیاح صفت آدمی تھے انہوں نے اپنے دوست سید ابوالمعانی کے ساتھ دلی کا سفر کیا تھا اور بعض تذکروں کے مطابق ان کی ملاقات شاہ سعد اللہ گلشن سے بھی ہوئی تھی۔ تذکرہ گلشن گفتار کے مطابق ولی نے حج بیت اللہ بھی کیا تھا۔ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے شرف یاب بھی ہوئے تھے۔ ولی بنیادی طور پر غزل کے شاعر تھے، ان کی عشقیہ اور صوفیانہ شاعری خاص اہمیت کی حامل ہے۔ وہ اردو کے صاحب دیوان شاعر تھے، انہوں نے شمالی ہند کے شعراء کو ریختہ گوئی کی طرف راغب کیا جو پہلے فارسی زبان میں شاعری کرتے تھے۔ ولی کی شاعری میں دکنی روایت کا اپنے عروج پر پہنچی، پھر رفتہ رفتہ ولی نے اپنی شاعری کو دکنی پن سے بہت حد تک پاک کیا اور اسکی زبان پورے ملک کے لئے قابل قبول بن گئی۔

(vi) راسخ عظیم آبادی کا شمار دبستان عظیم آباد کے قدیم اور قابل قدر شعراء میں ہوتا ہے، راسخ نے یوں تو کئی شعراء سے اپنے کلام میں اصلاح لی لیکن وہ استاد شعراء کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ جن میں ایک مرزا محمد فدوی ہیں جن سے راسخ عظیم آبادی نے ابتدائی شاعری میں اصلاح لی، پھر آگے چل کر انہوں نے خدائے سخن میر تقی میر کی شاگردی اختیار کی۔ میر کی شاعری پر راسخ فخر کیا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ میر تقی میر اس شعر سے بیحد متاثر ہوئے تھے جسے ملاقات سے انکار کرنے پر راسخ نے فی البدیہہ ایک ٹھیکرے پر لکھ کر میری تقی میر کے پاس بھیجوایا تھا۔ شعر یہ ہے ۔

خاک ہوں پر تو میں ہو چشم مہر وماہ کا
آنکھ والا رتبہ مجھے مجھ غبار راہ کا

جواب-10

الفاظ	لاحقہ کی ترکیب
بانی	مہربانی
شناس	مردم شناس
دان	پان دان
بخش	صحت بخش
خواہ	خیرخواہ
گار	پرہیزگار

جواب-11

محاورہ	جملہ
عید کا چاند ہونا	تم تو آج کل عید کا چاند ہو گئے ہو
کلیجہ منہ کو آنا	دہشت گردوں کے مظالم کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔
دل پر پتھر رکھنا۔	بیٹے کی جدائی میں آخر دل پر پتھر رکھنا پڑتا ہے۔
کیچڑ اچھالنا	شریف لوگوں پر کیچڑ اچھالنا اچھی بات نہیں۔
دل ٹوٹ جانا	ان کی جلی کٹی باتیں سن کر میرا دل ٹوٹ گیا۔
آنکھ ملانا	کتنا بدتمیز ہے استاد سے آنکھیں ملا کر بات کرتا ہے۔

جواب-12

(i) اردو افسانہ نگاری کے اُفق پر خصوصی صوبہ بہار کے روایتی افسانہ نگاروں میں شفیع جاوید نے اپنی ایک پختہ شناخت بنائی ہے۔ "بھولے بسرے گیت" میں شفیع جاوید نے موجودہ عہد کے بدلتے ہوئے حالات کی روشنی میں آج سلگتے مسائل پر بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے۔ اور ملازمت پیشہ لوگوں کی سبکدوشی کے بعد کی بیکاری، تنہائی اور اپنوں کی اذیت ناک بدسلوکی کے کرب کی پیکر تلاش کی ہے۔

افسانہ بھولے بسرے گیت" شفیع جاوید کی خودنوشت، سوانح یا آپ بیتی نظر آتی ہے، ماضی کی رومانی یادیں ان کی افسانوں ی فکر کا اصل محور یہیں۔ ماضی کو عصر حاضر سے نیم فلسفیانہ انداز میں جوڑتے ہوئے وہ اپنے افسانوں میں اس عالم گیر سز کو شامل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں جس سے پورا معاشرہ الجھا ہوا ہے۔ ان کے افسانوں میں تھوڑی وقفے سے حال اور ماضی کے ملنے اور رخصت ہونے کی کیفیت جھلکتی رہتی ہے۔ کسی بڑے عہدے سے سبکدوش ہو جانے والا یہ شخص اپنے گذشتہ زندگی کی اصول پسندی، ایمانداری اور طرز بود و باش کے متعلق اپنوں کے دل آزاد طنز و تمسخر کو برداشت کرتا ہوا اپنی بڑھتی ہوئی تنہائی کا مداوا پھینک دی گئی ہے ایک بیکار شے میں جس طرح خود کو پاتا ہے اس کی ایک زندہ اور دل پر اثر کر جانے والی کہانی اس افسانے میں پیش کی گئی ہے۔ شفیع جاوید کی زبان افسانوی فکر کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے۔ لیکن ان میں موجودہ انشاء پردازنہ عناصر ان کے مخصوص اسلوب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ایک شاعرانہ انداز ہے جو ان کے افسانوں میں رومانی لہر کو تیز کرتا ہے۔

(ii) پیش نظر افسانہ "ابراہیم سقہ" سلام بن رزاق کے افسانوی مجموعہ "شکستہ پتوں کے درمیان" سے ماخوذ ہے۔ اس کی کہانی سماج کے کمزور طبقے سے تعلق رکھنے والے ایک بہشتی ابراہیم سقہ کے اردگرد گھومتی ہے۔ کہانی کا خلاصہ اسطرح ہے کہ شیخ صاحب ایک اسکول کا معائنہ کرنے اس کو انسپکٹر کی حیثیت سے دھورن گاؤں آتے ہیں۔ یہ وہی اسکول ہے جہاں وہ ۲۵ / برس پہلے ایک مدرس کی حیثیت سے مقرر ہوئے تھے۔ اس گاؤں میں بہشتی ابراہیم سقہ کا نام جو پانی بھرنے کے لئے شیخ صاحب کے یہاں آیا جایا کرتے تھے۔ وہ معمولی

شکل وصورت کا انسان ہے اور نہایت غریب بھی ،سلام بن رزاق نے ایک معمولی اور عام انسان ابراہیم سقہ کو افسانہ کا مرکزی کردار بنا کر اس کی زندگی کے دکھوں ،تکلیفوں ،محرومیوں اور حسرتوں کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔وہ ایک خودار اور محنت کش انسان ہے کسی کے رحم وکرم اور دوسروں کے ٹکڑوں پر جینا نہیں چاہتا بلکہ محنت کی روٹی کھانا پسند کرتا ہے۔چونکہ وہ ایک بیس پچیس سال کا نوجوان لڑکا ہے۔اس لئے اس کے اندر بھی محبت کے احساس وجذبات امنڈ تے ہیں۔وہ ایک وانچے طبقے کی لڑکی سے محبت بھی کرتا ہے۔لیکن غریبی کی وجہ سے اپنی محبت کو نہیں پاسکا۔وہ سب خاموشی سے سہتا ہے، یہاں تک کہ اس لڑکی کی موت ہوجانے پر اس کی قبر پر اپنی بھی جان دے دیتا ہے۔اور اس طرح کہانی اس المیہ کے ساتھ اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔

(iii) ادب مذہب اور سیاست میں مولانا ابوالکلام آزاد کی نمایاں خدمات رہی ہیں۔خطابت وصحافت میں بھی ان کا رتبہ بہت بلند ہے۔ابوالکلام آزاد نے ہندوستانی سیاست کیبہت نازک موڑ پر ''غبار خاطر'' کے خطوط لکھے۔ بھارت چھوڑ وتحریک کے دوران قلعہ احمد نگر میں جیل کی چہار دیواروں میں قید کے دوران اپنے اکیلے پن سے مقابلہ آرائی میں انہوں نے اپنے صدیق مکرم یعنی حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے نام لکھا ہے۔

نصاب میں مولانا ابوالکلام آزاد کے تین خطوط شامل ہیں جو قلعہ احمد نگر میں ۴۳-۱۹۴۲ء کے دوران قید کی زندگی گزارتے ہوئے لکھ گئے ۔بیش تر نقاد ''غبار خاطر'' کے ان خطوط کو انشائیہ یا مضامین کے زمرے میں رکھتے ہیں۔بہرحال یہ خطوط کچھ الگ انداز کے ہیں، پہلے خط میں ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ صبح کے وقت اور چائے کا ساتھ مولانا آزاد کو کس قدر مرغوب ہے۔دوسرے خط میں مولانا آزاد نے اپنی چائے نوشی کے ذکر کے ساتھ اس کی قسموں اور مختلف ملکوں میں اس کے پینے کے انداز اور ملکوں ملکوں میں تغیر کو موضوع بنا تے ہیں۔تیسرے خط میں مولانا آزاد نے اپنی اہلیہ محترمہ زلیخا بیگم کی وفات کا ذکر کیا ہے۔ جو قلعہ احمد نگر کی اسیری کے دوران اللہ کو پیاری ہوئیں تھیں۔ان کی موت کے بعد ہی مولانا آزاد کلکتہ جاسکتے تھے۔

ان خطوط سے مولانا آزاد کی شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔مولانا آزاد کے ان خطوط کی زبان کی جو دلکشی اور دل آویزی ہے وہ ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہے۔الفاظ نہایت سادہ اور رواں ہیں۔عربی اور فارسی تراکیب سے گریز کرے کی کوشش کی گئی ہے۔لیکن گفتگو کا ایسا سلیقہ ہے جس میں فلسفہ طرازی اور نیم رومانی کیفیت عالمانہ طور طریقہ اور بات چیت کا منطقی انداز، روانی اور شگفتگی کے علاوہ بیان کے ایک انوکھے پن کے ساتھ مولانا آزاد بہ نفس نفیس نظر آتے ہیں۔اس لئے غبار خاطر اردو کی اپنے طرز کی واحد کتاب کی حیثیت سے یاد کی جاتی ہے۔یہ مولانا آزاد کی زبان دانی ،نثر نگاری اور اسلوب کا بہترین نمونہ ہے۔

(iv) احسان الحق معروف بہ احسان دانش قاضی دانش علی کے فرزند تھے انہوں نے یہ تخلص اپنے والد کی نسبت سے رکھا۔قاضی دانش علی ایک ٹھیکے دار کے پاس مزدوروں کی جماعت میں شامل تھے۔اور مزدوری کیا کرتے تھے۔ذریعہ معاش کیلئے احسان دانش کو بھی

پیشہ اختیار کرنا پڑا، چنانچہ احسان دانش نے ایک طرف جہاں ناداروں اور مزدوروں کی تنگ دستی دیکھی تو دوسری طرف امیروں کا عیش و آرام، ان کے ٹھاٹ باٹ اور مظلوموں کے تئیں ان کی بے حسی کا رویہ دیکھا اور یہ سب کچھ انہوں نے نہ صرف دیکھا بلکہ اسے جھیلا بھی۔احسان دانش نے اپنے انہیں تجربات و مشاہدات کو اپنی شاعری یں سمو دیا ہے۔احسان دانش کی خودنوشت ''جہان دانش'' سے اخذ کیا گیا ہے۔اس خودنوشت سے انسان کا حوصلہ بلند ہوتا ہے۔احسان دانش نے ہٹ پر بیل کی طرح کام کر کے محنت و مشقت کی ترغیب دی ہے۔وہ یونیورسٹی جیسے اداروں میں مزدوروں کی حیثیت سے اینٹیں گاڑا ڈھوتا ہے۔بیل کی طرح رہٹ کھینچتا ہے۔اور بعد میں اس ادارے میں ایک ممتحن کی حیثیت بھی جانا جاتا ہے۔ایسے لوگوں کی مثال خال خال ہی ملتی ہے۔محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ مطالعہ کے لئے وقت نکالینا اور تندرسی کا خیال رکھتے ہوئے ورزش کے مانند بند پر تیل مالش کرنا اور گرم پانی سے غسل کرنا، اعلیٰ مقام کی جانب پرواز کرنے کی کوشش ہے۔

اس خودنوشت یہ نصیحت ملتی ہے کہ اگر عزم مصمم ہو تو پھر نا مساعد حالات اور زبردست رکاوٹوں کے باوجود زندگی میں اعلیٰ مقام پایا جاسکتا ہے۔کوئی جانتا تھا کہ مزدور قاضی علی کی مزدور فرزند احسان دانش جس نے مزدوروں کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے پنجاب یونیورسٹی میں رہٹ چلایا ایک دن اسی یونیورسٹی میں ممتحن کی حیثیت سے پہنچ کر وہاں کے عملوں کو حیرت و استعجاب میں ڈال کر یہ کہنے پر مجبور کر دیگا کہ بس اب آپ کو مر جانا چاہئے کیوں کہ ایسی ترقی ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔

☆☆☆☆

MODEL Questions with answers

For Intermediate Examinations- 2017

Subject : Urdu

Time: 3 hours 15 Minutes   Urdu (OPT) Set-X   Fullmarks: 100

سوالات

سوال-1 مندرجہ ذیل سبھی سوالوں کے جواب دیں: 7x2 = 14

(i) افسانہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ" میں کس پاگل نے اپنے متعلق محمد علی جناح ہونے کا اعلان کر دیا تھا؟

(الف) فضل دین (ب) بشن سنگھ (ج) محمد علی (د) ماسٹر تارا سنگھ

(ii) افسانہ نگار شفیع جاوید کا آبائی وطن کہا ہے؟

(الف) مظفر پور (ب) پٹنہ (ج) گیا (د) لکھنؤ

(iii) ان میں سے کون سی تصنیف ابوالکلام آزاد کی نہیں ہے؟

(الف) تذکرہ (ب) انڈیا ونس فریڈم (ج) ترجمان القرآن (د) ڈسکوری آف انڈیا

(iv) خلیل الرحمٰن اعظمی کا تعلق کس ادارے سے تھا؟

(الف) جامع عثمانیہ (ب) دہلی یونیورسٹی (ج) دارالمصنفین (د) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

(v) آزاد بخت' کا قصہ کس کتاب میں بیان گیا؟

(الف) باغ و بہار (ب) فسانہ عجائب (ج) قصہ مہر افروز دلبر (د) سب رس

(vi) "حسن و دل" کا قصہ کس کتاب سے منسوب کیا جاتا ہے؟

(الف) سب رس (ب) باغ و بہار (ج) فسانہ عجائب (د) قصہ مہر افروز دلبر

(vii) میر انیس کے استاد کون تھے؟

(الف) میر ضمیر (ب) میرزا دبیر (ج) میر خلیق (د) میر وزیر

سوال-2 مندرجہ ذیل سالوں میں سے کسی آٹھ کا جواب دیں: 8x2 = 16

(i) "سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں" یہ مصرعہ کس شاعر کا ہے؟

(الف) یگانہ (ب) میر (ج) غالب (د) شاد

(ii) قطعہ تاریخ غم ارشد کے شاعر کون ہیں؟

(الف) طلحہ رضوی برق (ب) عطا کاکوی (ج) راسخ (د) شاد

(iii) ''انجمن آراء'' کس کتاب کا کردار ہے؟

(الف) باغ و بہار (ب) گنج خوبی (ج) سب رس (د) فسانہ عجائب

(iv) داستان ''باغ و بہار'' پر میر امن کو کتنے روپے کا انعام ملا تھا؟

(الف) دوسو روپیہ (ب) تین سو روپیہ (ج) چار سو روپیہ (د) پانچ سو روپیہ

(v) داستان ''باغ و بہار'' کی اشاعت کب ہوئی؟

(الف) ۱۸۰۱ء (ب) ۱۸۰۲ء (ج) ۱۸۰۳ء (د) ۱۸۰۴ء

(vi) سعادت حسن منٹو کی پیدائش کب ہوئی؟

(الف) ۱۹۱۲ء (ب) ۱۹۱۳ء (ج) ۱۹۱۴ء (د) ۱۹۱۵ء

(vii) ان میں سے کونسا افسانہ سعادت حسن منٹو کا نہیں ہے؟

(الف) چغد (ب) ٹھنڈا گوشت (ج) کالی شوار (د) اپنے دکھ مجھے دیدو

(viii) افسانہ ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' میں کس پاگل خانے کا ذکر ہے؟

(الف) رانچی (ب) احمد آباد (ج) لاہور (د) پنجاب

(ix) جیلانی بانو کی پیدائش کب ہوئی؟

(الف) ۱۹۳۶ء (ب) ۱۹۳۷ء (ج) ۱۹۳۸ء (د) ۱۹۳۹ء

سوال-3 مندرجہ ذیل سالوں میں سے کسی پانچ کے جواب دیں: 5x2 = 10

(i) ان میں کون سا افسانہ جیلانی بانو کا نہیں ہے؟

(الف) روشنی کے مینار (ب) پرامس (ج) پرایا گھر (د) کوکھ جلی

(ii) جیلانی بانو کی پیدائش کہاں ہوئی؟

(الف) بدایون (ب) لکھنو (ج) دہلی (د) کلکتہ

(iii) شہر کی رات اور میں ناشاد و ناکارا پھروں'' یہ مصرعہ کس شاعر کا ہے

(الف) مجاز (ب) ساحر لدھیانوی (ج) عطا کاکوی (د) راسخ

(iv) ''میں یونیورسٹی میں'' کا تعلق کس صنف سے ہے؟

(الف)داستان (ب)ناول (ج)انشائیہ (د)سوانح

(v) ''خودنوشت'' کا تعلق کس صنف سے ہے؟

(الف)مجاز (ب)جوش (ج)فیض (د) ساحرلدھیانوی

(vi) ''شکست زنداں کا خواب'' کس کی نظم ہے؟

(الف)غالب (ب)ولی (ج)یگانہ جنگیزی (د) راسخ

(vii) مجھے دل کی خطا پر یاس شرمانا نہیں آتا'' پیش نظر مصرعہ کس کا ہے؟

(الف)غالب (ب)ولی (ج)یگانہ جنگیزی (د) راسخ

سوال-4 درج ذیل سے کسی پانچ کی جمع بتائیں 5x1=5

منزل، موت، معاملہ، ناشر، نبی، ورق، طور، ولی

سوال-5 درج ذیل میں سے کسی پانچ کی جنس بتائیں۔ 5x1=5

خادم، تلخ، حاکم، بینا، عالم، دوستی، زندہ، راحت

سوال-6 الفاظ ذیل میں سے کسی پانچ کی ضد بتائیں 5x1=5

فریاد، گزارش، سالگرہ، حمد، جنگ، لفظ، یقین

سوال-7 محاورات ذیل میں سے کسی پانچ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔ 5x1=5

تارے گننا، رنگ رلیاں منانا، کھچڑی پکنا، جلے پر نمک چھڑکنا،

ہاتھ آنا، ہاتھ پاؤں مارنا، سر چڑھانا۔

سوال-8 درج ذیل لاحقوں کی مدد سے کوئی پانچ الفاظ کی تراکیب لکھئے 5x1=5

تراش، ڈا، انیش، دار، فروش، مند، مردم

سوال-9 درج ذیل سوالوں میں سے کسی چار کے جواب ایک یا دو جملوں میں دیں: 4x2=10

(i) ''فسانۂ عجائب'' کے کسی دو کرداروں کا نام بتائیں؟

(ii) افسانہ ''پرامس'' کا مرکزی کردار کون ہے؟

(iii) جیلانی بانو کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

(iv) احسان دانش کی خودنوشت کا نام کیا ہے؟

(v) یعقوب اور یوسف میں کیا نسبت ہے؟

(vi) انشائیہ ''ہجرت'' میں کتنے ملکوں کا نام آیا ہے۔؟

سوال-10 ذیل میں سے کسی چار سوالوں کے مختصر جواب دیں 4x3=12

(i) احسان دانش کے احوال بیان کیجئے۔

(ii) جوش ملیح آبادی کی تخلیقات سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے۔

(iii) نظم متشاعر میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے۔

(iv) مرتبہ کے اجزائے ترکیبی پر روشنی ڈالئے۔

(v) غالب کے حالات زندگی پر پانچ جملے لکھئے۔

سوال-11 درج ذیل میں سے کسی دو سوالوں کے جواب دیں: 2x5=10

(i) یگانہ چنگیزی کی شخصیت سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے۔

(ii) ایک ظریفانہ شاعر کی حیثیت سے اکبرالہ آبادی کا تعارف کیجئے

(iii) خلیل الرحمٰن کی غزل گوئی پر پانچ جملے لکھئے۔

(iv) میرانیس ی مرثیہ نگاری پر روشنی ڈالئے۔

سوال-12 ذیل میں سے کسی ایک عنوان پر مختصر مضمون لکھیں؟ 1x5=5

(الف) تعلیم نسواں

(ب) برسات کا موسم

☆☆☆

جوابات۔سیٹ-۱۰

جواب-1

(i) ب-بشن سنگھ (ii)ج-گیا (iii)ج-ترجمان القرآن (iv)د-علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

(v)الف-باغ وبہار(vi)الف-سب رس (vii)ج-میر خلیق

جواب-2

(i)ج-غالب (ii)ب-عطا کاکوی (iii)د-فسانہ عجائب (iv)د-پانچ سورو پیہ

(v)ج-۱۸۰۳ء (vi)الف-۱۹۱۲ء (vii)د-اپنے دکھ مجھے دیدو

(viii)ج-لاہور (ix)الف-۱۹۳۶ء

جواب-3

(i)د-کوکھ جلی (ii)الف-بدایون (iii)الف-حجاز

(iv)ج-انشائیہ (v)ب-جوش (vi)ج-یگانہ چنگیزی

جواب-4

واحد	جمع	واحد	جمع
منزل	منازل	ورق	اوراق
موت	اموات	طور	طیور
ناشر	ناشرین	ولی	اولیا
نبی	انبیاء		

جواب-5

الفاظ	اضداد	الفاظ	اضداد
خادم	مخدوم	عالم	جاہل
تلخ	شیریں	دوستی	دشمنی
حاکم	محکوم	زندہ	مردہ
بینا	نابینا	راحت	مصیبت

جواب-6

الفاظ	جنس	جملہ
فریاد	مؤنث	اے خدا! میری بھی فریاد سن لے
گزارش	مؤنث	میری گزارش برائے مہربانی قبول کیجئے۔
سالگرہ	مؤنث	آج کس کی سالگرہ ہے۔
حمد	مؤنث	خدا کی حمد سے بہتر اور کوئی بات نہیں
جنگ	مؤنث	مشرق وسطی میں جنگ چھڑی ہوئی ہے۔
لفظ	مذکر	یہ لفظ اردو کا ہے۔
یقین	مذکر	میرا یقین صرف ذات واحد پر ہے۔

جواب-7

الفاظ	محاورہ
تارے گنا	میں گذشتہ رات تارے گنتا رہا۔
رنگ رلیاں منانا	انگریزوں نے ہندوستان میں خوب رنگ لیاں منائیں
کھچڑی پکنا	پتا نہیں کیا کیا کھچڑی پک رہی ہے۔
جلے پر نمک چھڑکنا	ارے بھائی کیوں جلے پر نمک چھڑ کتے ہو۔
ہاتھ آنا	انشاءاللہ محنت کے نتیجہ میں سب کچھ ہات آئے گا۔
ہاتھ پاؤں مارنا	روزگار پانے کے لئے وہ ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔
سر چڑھانا	آپ نے منصور کو سر چڑھا لیا ہے۔

جواب-8

الفاظ	لاحقہ کی ترکیب
تراش	بت تراش
ڑا	مکھڑا
اندیش	دور اندیش

دار	دکان دار
فروش	سبزی فروش
مند	عقل مند
مردم	مردم خیز

جواب-9

(i) جان عالم، ماہ طلعت، فرخندہ، وغیرہ فسانۂ عجائب کے کردار ہیں

(ii) افسانہ ''پرامس' کا مرکزی کردار 'ماں' ہے۔

(iii) جیلانی بانوں کی پیدائش ۱۹۳۶ء کو بدایون (یوپی) میں ہوئی۔

(iv) احسان دانش کی خودنوشت کا نام 'جہان دانش'' ہے۔

(v) باپ بیٹے کا- حضرت یوسف، حضرت یعقوب کے بیٹے تھے۔

(vi) انشائیہ ہجرت میں عرب امریکہ اور یورپی مما لک یعنی تین مما لک کا ذکر ہے۔

جواب-10

(i) معروف شاعر احسان دانش معاشی تنگی کے سبب مزدور بھی کیا کرتے تھے۔ اسی دوران ایک بار انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں یومیہ مزدوری پر رہٹ چلایا تھا۔ ہر شخص اپنی یادگار چھوڑنا چاہتا ہے تاکہ لوگ اس کی موت کے بعد بھی اس نسبت سے انہیں یاد کرتے رہیں۔ احسان دانش کی بھی یہی خواہش تھی چنانچہ وہ اپنی یادگار کے طور پڑھنے لکھنے سے متعلق کئی چیزیں چھوڑنا چاہتے تھے، احسان دانش پنجاب یونیورسٹی میں مزدور کی حیثیت سے کام کر چکے تھے، عرصہ دراز بعد پھر اپنی محنت سے پڑھ لکھ کر جب پروفیسر بنے او راسی یونیورسٹی میں ممتحن بن کر آئے تو ان کی ماضی کی یاد تازہ ہوگئی۔ وہاں کے ملازمین ن بھی انہیں پہچان لیا، اوران کے اس ترقی کو تعجب کے ساتھ دیکھتے ہوئے انہیں ہندوستان کو پہلی مثال بتایا۔ اس پر احسان دانش نے ملازمین سے کہا کہ چونکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ایک مزدور یونیورسٹی بناؤں اور اگر زندگی کے موقع دیا اور حالات صحیح رہے تو اپنی تصانیف کے علاوہ ایک اعلیٰ معیار کی لائبریری بھی قائم کریں گے۔

(ii) جوش ملیح آبادی ایک ممتاز ترقی پسند شاعر تھے، انہیں شاعر شباب اور شاعر انقلاب بھی کہا جاتا ہے۔ جوش ملیح آبادی کی پانچ تصانیف کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(i)روح ادب (ii)نقش ونگار (iii)یادوں کی بارات
(iv)شعلہ وشبنم (v)حرف وحکایت

(iii) نظم "متشاعر" میں شاعر ظفر کمالی نے باطل قوتوں کو سماج کے سامنے ننگا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے انہیں خود احتسابی پر مجبور کیا ہے۔ اس نظم میں ظفر کمالی نے شاعری سے نابلند ہونے کے باوجود شعر وادب کے نام پر کھانے والے ایک نام نہاد شاعر کو تختہ مشق بنادیا ہے۔ نظم کا عنوان "متشاعر" ہے یعنی ایسا شخص جو خود شعر نہیں کہا ہو لیکن سماج میں شاعر کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو یہ بات صرف شعر وداب تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ایسے بناوٹی لوگ مرکزی اور اہم مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ اور اچھے سچے لوگ حاشیہ پر ڈال دئے گئے ہیں اس طرح یہ نظم ہمیں ایک سماجی بیماری کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اور اچھے لوگوں کا حق مارنے والوں کو مجرم قرار دیتی ہے۔ ظریفانہ اسلوب میں لکھی گئی اس نظم کے ذریعہ شاعروں کو ہنستے ہنساتے اپنے دامن پر نگاہ کرنے کے لئے مجبور کردیتا ہے۔

(iv) مرثیہ کے اجزائے ترکیبی مندرجہ ذیل ہیں:

(i) اس حصہ میں عموماً حمد، نعت، منقبت، اور مناجات وغیرہ تمہید کے طور ربیان کئے جاتے ہیں۔

(ii) سراپا: اس حصہ میں مرثیہ کے ہیرو کے قد روقامت اور خال وخط وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔

(iii) رخصت: اس میں ہیرو کا حضرت امام حسینؓ سے جنگ میں جانے کے لئے اجازت لینے کا واقعہ بیان ہوتا ہے۔

(iv) آمد: اسکے تحت ہیرو کا گھوڑے پر سوار ہو کر شان وشوکت کے ساتھ رزم گاہ میں آنے کی حالت بیان ہوتی ہے

(v) رجز: اس میں ہیرو کی زبان سے اپنے حسب ونسبت کی تعریف اور فن جنگ میں اپنی مہارت کا اظہار کرتے ہوئے دشمن کو للکارنے کا بیان شامل ہوتا ہے۔

(vi) جنگ: اس میں مرثیہ نگاری ہیرو کو کسی نامی پہلوانسے یا دشمن کی فوج سے بہادری کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے میدان مارنے کا بیان شامل کرتا ہے۔

(vii) شہادت: اس میں ہیرو کا دشمن کے ہاتھوں زخمی ہو کر شہادت کا جام نوش کرنے کا المناک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

(viii) بین: مرثیہ کے آخری عنصر میں ہیرو کی لاش پر اس کی عزیزوں خصوصاً عورتوں کی آہ وزاری اور بین کو جذباتی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

(v) اردو ادب اور خصوصاً اردو غزل معراج عطا کرنے والے مرزا غالب کا اصل نام اسد اللہ بیگ خان تھا۔ غالب کی پیدائش ۱۷۹۷ء کو آگرہ میں ہوئی والد کا نام مرزا عبداللہ بیگ خان تھا، اور والدہ کا نام عزت النساء بیگم تھا۔ کم عمر میں ہی مرزا غالب کے والد

عبداللہ بیگ کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ چچا نصر اللہ بیگ خان، نے غالب کو اپنی پروش میں لے لیا۔لیکن چند سالوں کے چچا بھی راہی عدم ہو گئے ،اب غالب براہ راستہ ماں عزت النساء بیگم کی سرپرستی میں آگئے ۔ان کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں کہا جاتا ہے مولوی معظم صاحب سے فارسی کی تعلیم حاصل کی اور اسی زمانے میں شاعری بھی کرنے لگے۔آخرکار رام پور کے دربار سے وابستہ ہو گئے اور قلعہ معلیٰ کا پنشن بھی انگریزوں ین جاری کردیا۔اس کے باوجود ان کی معاشی پریشانیوں میں خاطر خواہ تبدیلی نہیں آئی۔اسی پریشانی کے عالم میں ۱۵رفروری ۱۸۶۹ کو غالب کا دہلی میں انتقال ہوگیا، دہلی کے حضرت نظام الدین میں ان کا مزار شریف ہے۔

جواب-11

(i) اردو شاعری کی تاریخ میں یگانہ چنگیزی کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔دبستان عظیم آبادی کا شعرا میں شاد اور راسخ عظیم آبادی کے بعد اگر کسی غزل کو شاعر کا نام لیا جاسکتا ہے تو وہ یگانہ چنگیزی کا نام ہے۔یہ الگ بات ہے کہ تلاش معاشی میں یگانہ کی زندگی کا بیشتر حصہ اور خصوصاً لکھنو میں گزرا اور عظیم آباد سے دور دور رہی رہ، یہاں تک ک ان کا انتقال بھی لکھنو میں ہی ہوا۔لیکن ان کی غزلوں کا جب مجموعی مطالعہ کیا جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی غزلوں کا رنگ وآہنگ بالکل منفرد ہے، زیر نصاب یگانہ کی دو غزلیں اس حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔مثال کے طور پر ان کی پہلی غزل کے شہر شعرا کا مصرعہ ''پہار کاٹنے والے زمین سے ہار گئے'' میں ایک مشہور تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔شاعری کی اصطلاح میں اسے تلمیح کہتے ہیں، فرہاد نے کبھی شیریں کو پانے کے لئے پہاڑ کاٹ کر دودھ کی نہر نکالی تھی۔لیکن وہ کوہ کون آخری اسی مٹی کا حصہ بن گیا۔یہاں یگانہ کا ہنر یہ مذکور تاریخ قصے کو االفاظ کے پھیر بدل کے ساتھ بیان کرنے کے بجائے زندگی کے انجام اور دنیا کی بے ثباتی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔اسی وجہ سے وہ زمین سے دریاؤں کے مسیحائے ہونے کی بات کرتے ہیں۔

یگانہ کی غزل گوئی ایک خاص خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنی بات کو زوردار اور پراثر بنانے کے لئے ایک خیال کو مختلف پیرائے میں اظہار کرتے ہیں۔مثال کے طور پر انکا یہ مصرعہ ''وہ لغزشوں پر مری مسکرائے ہیں کیا کیا۔'' ''کیا کیا'' تکرار سے شعری حسن پیدا ہوگیا۔ یگانہ کی غزل میں انا نیت، زمانے سے نبرد آزمائی کا جذبہ اور حوصلہ موجود ہے۔بول چال اور روزمرہ کی زبان میں استعال ہونے والے عام محاورات اور ضرب المثال کو یگانہ اپنی شاعری میں اکثر بہت آسانی کے ساتھ استعال کرتے ہیں انا نیت کے سبب یگانہ لکھنو میں اپنے بہت سے مخالفین پیدا کردئے تھے۔غالب اور اقبال تک انہوں نے نہیں چھوڑا، اوران کی شاعری ان کے خلاف لکھتے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک عرصہ تک ان کے کلام پر توجہ نہیں دی جاسکی۔بہرحال کلاسیکی نظر میں یگانہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

(ii) نظم نگاری کی تاریخ میں اکبرالہ آبادی کو اہم مقام حاصل ہے۔انہوں نے روایت سے الگ ہٹ کر طنز ومزاح اور ظرافت کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا، اکبرالہ آبادی پرانے تمدن اور پرانے نظام کے قدردان تھے۔وہ انگریزیت کے نام پر نئے تمدن

اور نئے نظام کی خامیوں کو دیکھ رہے تھے۔ انگریزیت نے ابھی اپنا پورا جادو شروع نہیں کیا تھا۔ اکبر مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ ہر طرف نئی تہذیب بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ اکبر چونکہ انگریزوں کی ملازمت میں تھے اس لئے کھل کر انگریزوں کے خلاف بولنے سے پرہیز کرتے تھے۔ لہذا انہوں نے ظرافت کا لباس پہن کر طنز و مزاح کو اپنے فن کا درجہ بنایا۔ اکبرالہ آبادی مشرقی تہذیب و تمدن کے پیرو کار تھے۔ وہ قدامت پرست تھے، اور مغربی تہذیب و تمدن، نئی تعلیم، نئے معاشرے اور نئے خیالات کے سخت مخالف تھے۔ کیوں کہ وہ نئی تہذیب میں تخریب کے آثار محسوس کر رہے تھے۔ وہ مغربی تہذیب کی طغیانی کو روکنا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے تحت وہ آسانی سے ایسے مضامین تک پہنچ جاتے تھے۔ جس کا کسی کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا تھا وہ طنز و مزح کے پیرائے میں معمولی سی بات کو بھی غیر معمولی بنا کر پیش کر دیتے ہیں۔ کر دیتے تھے۔ یہ ان کا ایک نیا اور اہم تجربہ تھا۔ ان کی اس فنی مہارت کے سبھی قائل تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی طرز خاص موجد تھے۔ جس کے نقش قدم پر چل کر متعدد شعراء نے اردو میں ظریفانہ شاعری کو فروغ دینے کا کامیاب کوشش کی۔

نصاب میں درج ان کی نظم برق کلیسا بھی اسی نوعیت کی ظریفانہ تخلیق ہے جو ان کی بہترین نظموں میں سے ایک ہے ان میں سے اس حقیقت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے آج مغربی تہذیب سے مغلوب ہو کر مشرقی تہذے کے پروردہ نوجوان کسی طرح عارضی محبت اور محبوبہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے دین و مذہب کو بھی خیر باد کہنے کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ شاعر نے دراصل مسلمانوں کی بدحالی اور بے راہ روں کو طنزیہ انداز میں پیش کرتے ہوئے بزرگ پیغمبر اور صحابہ کے واقعہ کے حوالے سے عہد حاضر کے مسلمانوں کو غیرت دلانے کی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ اکبرالہ آبادی نے زیادہ تر نظموں میں انگریزی تہذیب و تمدن کو ہی ہدف ملامت بنایا ہے۔ اس نظم میں بھی ان کا یہی مقصد کارفرما ہے۔ اس کے ذریعہ اکبرالہ آبادی نے اصلاح قوم کا کام بنالیا ہے۔

(iii) اردو شاعری کی تاریخ میں خلیل الرحمٰن اعظمی ایک اہم نام ہے۔ انہوں نے نظم اور غزل دونوں اصناف میں اپنی مضبوط شناخت قائم کی ہے۔ ان کی شاعرانہ خصوصیات کو تقلید میر کے پس منظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کی شاعری میں گہرے انسانی سوز کا فی دخل حاصل ہے اور آخری زمانے میں ان کے یہاں موت کا احساس اور زندگی کے سمیٹنے کا انداز بار بار ابھرتا ہے۔ مگر اس غم انگیزی میں بھی زندگی کے حقائق سے فرار کے بجائے شیر کی طرح مقابلہ آرائی دیکھنے کو ملتی ہے۔ خلیل الرحمٰن کی شاعری دراصل اس حقیقت کی غماز ہے کہ انہوں نے اپنی غزلوں میں معنوی اعتبار سے میر تقی میر پیروی کی ہے۔ ان کی غزوں کے اشعار میں گہری محزونیت چھائی ہوئی ہے۔ لیکن ان کے یہاں حزن و یاس کی جو کیفیت ہے اس میں افسردگی اور نا امیدی نہیں ہے۔ اور نہ زندگی سے فرار کی حالت ہے۔

پہلی غزل میں جو شاعر نے لفظی نظام قائم کیا ہے اس میں دشمن، سایہ غم، عیادت، دل، زخم، ٹانکا، بددماغ، اور خیالوں کے شہر وغیرہ صرف الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے اندر چھپے غم و افسردگی کا احساس دلاتے ہیں۔ ساتھ ہی شاعر کی زندگی کے گہرے تجربات کا بھی احساس ہوتا ہے۔ اسی لئے شاعر نے بچھڑا، کھڑ، ادھر، بگڑا اور اجڑ جیسے قافیوں کا استعمال کیا ہے۔ جن سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شاعر نے قلبی

واقعات کے ساتھ اپنے جذبات کی شمولیت کردی ہے۔اس کی وجہ سے ان اشعار میں درد،ٹیس کی شدت حدت سے زیادہ دکھائی دیتی ہے،دوسری غزل میں شاعر نے انسانی زندگی کے گہرے تجربات کو پیش کیا ہے۔یہ غزل اس نے زندگی کے آخری دور میں کہی ہے جب وہ ہر قدم پر موت کی آہٹ سن رہا تھا۔ پہلے شعر میں وہ موت کی بانسری پر زندگی کا گیت گانے کی بات کرتا ہے۔یہ شاعر کی رجائیت پسندی کی بہترین مثال ہے،شاعر کے خیال میں غم سے ہار کر بیٹھ جانے کا نام زندگی نہیں ہے بلکہ دشواریوں سے لڑنے اور اس سے مقابلہ کرنے کا نام زندگی ہے اور یہی شاعر کا اصل مقصد بھی ہے۔جس میں وہ پوری طرح کامیاب نظر آتے ہیں۔یہی خلیل الرحمٰن شاعری کا سب سے روشن پہلو ہے۔مثال کے طور پر اشعار ملاحظہ فرمائیں:

بس اتنی بات تھی کہ عیادت کو آئے لوگ
دل کے ہر ایک زخم کا ٹانکا ادھڑ گیا
ہم بانسری پر موت کی گاتے رہے نغمہ تیرا
اے زندگی ! اے زندگی ! رتبہ رہے بالا تیرا

(iv) میر ببر علی انیس کا شمار اردو کے عظیم مرثیہ گو شعرا میں ہوتا ہے۔ان کے مرثیوں کا مطالعہ کرتے ہوئے جو وصف ہمیں سب سے زادہ متاثر کرتی ہے۔وہ ان کی واقعہ نگاری ہے۔میر انیس جس واقعہ یا جذبے کو بیان کرنا چاہتے ہیں اس کی تصویر کھینچ دیتے ہیں اور جن گوشوں تک عام انسان کی نگاہیں نہیں پہنچ پاتیں،میر انیس ان جزئیات کو بھی کامیابی کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں۔جس سے اس واقعہ کی مکمل تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتیہے۔اور سامعین کے دلوں پر ایک خاص اثر مرتب ہو جاتی ہے۔

گل دستہ معنی کو نئے ڈھنگ سے باندھوں
ایک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھوں

منظر کشی کی روایت اردو زبان میں ہمیشہ پسندیدہ سمجھی جاتی رہی ہے۔لیکن اس کے اچھے نمونے اردو شاعری میں بہت کم ملتے ہیں۔میر حسن نے اس روایت کو آگے بڑھایا اور انیس نے اسے پائے تکمیل تک پہچایا،جذبات نگاری میں بھی انیس کو کمال حاصل ہے۔ دراصل انیس انسانی فطرت اور نفسیات کے بہت بڑے نباض ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ کس وقت انسان پر کس طرح کے جذبات طاری ہوتے ہیں۔

انیس کے مرثیوں میں قابل قدر حد تک ترتیب و تسلسل ہے ان کے مرثیے صرف معنوی حیثیت سے ہی ارفع و اعلیٰ نہیں ہیں۔ بلکہ زبان و بیان کی خوبی اور اسلوب کی دلکشی کی وجہ سے بھی وہ اپنی مثال آپ ہیں۔فصاحت و بلاغت کا ہر پہلو میر انیس کے مرثیہ میں موجود ہے انہوں نے اپنے کلام میں ہزاروں الفاظ استعمال کئے ہیں،لیکن غیر فصیح الفاظ شاید ہی نظر آئے ہیں۔ ہر لفظ صحیح موقع و محل پر استعمال ہوتا۔لفظی بلاغت کے ساتھ ساتھ معنوی بلاغت بھی ان کے مرثیوں میں موجود ہے۔

میر انیس کے مرثیے اپنے لفظی و معنوی خوبیوں کی وجہ سے اردو شاعری میں منفرد مقام کے حامل ہیں، ان کی وجہ سے فکر و فن کی ہزاروں چراغ روشن ہوئے حقیقت یہ ہے کہ اردو مرثیہ گوئی کی تاریخ میں آج تک کوئی شاعر یہاں تک کہ مرزا سلامت علی دبیر بھی ان کے مقام کو نہیں پہنچ سکے۔ اگر چہ ایک سے ایک مرثیہ کو شاعر موجود ہیں۔ اس ضمن میں اگر دیکھا جائے تو حقیقت میں میر انیس فنی مرثیہ کی معراج ہیں۔

جواب-12

(الف) تعلیم نسواں:

سر سید احمد خان کا قول ہے ''مذہب کے بعد جو چیز زیادہ ضروری ہے وہ تعلیم ہے، ہم کو زمانہ گزشتہ اور حال پر نظر کر کے ایک ایسا طریقہ کو رائج کرنا چاہیئے جو علوم دینی و دنیوی دونوں شعبوں میں ضروریات پوری ہو سکیں۔

انسان عقل اور ذہن و شعور یں اضافہ کرنا ہی تعلیم کی اشاعت کا ہمیشہ سے مقصد رہا ہے۔ اس سے زندگی کے نشیب و فراز اور عجائبات قدرت پر غور کرنے کی صلاحیت پید ہوتی ہے۔ اقوال سر سید سے یہ غور کرنے سے دو باتیں سامنے آتی ہیں اول یہ کہ تعلیم مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ اور دوم یہ کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی مقصد کیلئے پیدا کیا، دونوں کی جسمانی اور دماغی ساخت ایک جیسی نہیں ہے، دونوں کے شعبہ حیات علیحدہ ہیں، ایک ہی عمل پر عورتوں اور مردوں کے رد عمل ایک جیسے نہیں ہوتے۔ مردوں کی دنیا وسیع تر ہے۔ اور عورتوں کی دنیا تھوڑی محدود یہ تضاد کا مسئلہ نہیں ہے اس میں دونوں کا بھلاہ، جب دونوں کا حلقہ کار علیحدہ ہے تو دونوں کی تعلیم ایک جیسی نہیں ہونی چاہیئے۔ عورتوں کو بلا شبہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہیئے۔ لیکن ایسی تعلیم جس سے وہ ان شعبوں اور حلقوں میں کامیاب ہو سکیں۔ جن سے پوری زندگی میں ان واسطہ ہو سکے گا۔

تعلیم اور اخلاق سازی میں بڑا گہرا تعلق ہے، مشہور مغربی عالم، کا قول ہے کہ ''خاندان انسانی زندگی کی درسگاہ اولین ہے اور ماں اس کی واحد معلم ہے۔ ماں کے ذریعہ تعلیم و تربیت سے ماں کے تمام تر اوصاف بچوں میں آتے ہیں اسطرح گھریلوں ماحول کو سنوارنے والی عورت ہی ہوتی ہے۔ اس لئے عورتوں کو خلوص و محبت، ایثار و قربانی، نظم و ضبط کی تعلیم ملنی چاہیئے۔ ان کو علم الاجسام، امور خانہ داری، سلائی، کڑھائی، کشیدکاری، بچوں کی پرورش و پرداخت اور نفسیات جیسے علوم پر پورا قابو ہونا چاہیئے۔

(ب) برسات کا موسم:

ہندوستان میں برسات کا موسم وسط جون سے شروع ہوتا ہے اور اکتوبر تک رہتا ہے، سورج کی جھلسا دینے والی گرمی اور لو کے بعد یہ موسم بہت بڑی راحت بن کر آتا ہے۔ چرند، پرند، و انسان سبھی برسات کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ موسم سبھی کو راحت و آرام پہنچاتا ہے۔ برسات شروع ہوتے ہی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں، بادل آسمان میں منڈلانے لگتے ہیں۔ مختلف رنگوں اور شکلوں کے بادل ادھر ادھر

آوارہ پھرتے نظر آتے ہیں۔ یہ منظر بڑا ہی حسین لگتا ہے۔ برسات کی پہلی بارش سے ہی موسم تبدیل ہو جاتا ہے۔ سبزے اگنے لگتے ہیں اور فطرت خود ایک نیا لباس پہن لیتی ہے۔ درختوں میں نئی پتیاں آنے لگتی ہیں اور خزاں کا نظارہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہر طرف نئی گھاس اگ آتی ہیں میدان پر مخمل جیسا منظر ہو جاتا ہے۔ اور یہ منظر بڑا حسین لگتا ہے۔ ندیاں تالاب اور جھیلیں پانی سے بھر جاتی ہیں اور خوبصورت دکھائی دینے لگتی ہیں برسات کے موسم سے فائدہ و نقصان دونوں ہیں۔ جہاں بارش کھیتی کرنے کسانوں کو مدد ملتی ہے وہیں بارش نہیں آنے پر قحط پڑ سکتا ہے۔ لیکن اس سے زحمت بھی کافی ہوتی ہے۔ لوگ اپنے گھروں میں قید رہتے ہیں اور بارش کی وجہ سے باہر نہیں نکل پاتے۔ بارش کی وجہ سے ان کا باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ چھتری اور برساتی وغیرہ کا استعمال کر کے لوگ ضرورت کیلئے باہر نکلتے ہیں، اس موسم میں معمولی گھروں کی چھتیں ٹپکنے لگتی ہیں، دیواریں گر پڑتی ہیں گاؤں میں زیادہ نقصان ہوتے ہیں۔ زیادہ بارش سے سیلاب آ جاتا ہے جس سے بڑی تباہی ہوتی ہے۔ ان سب کے باوجود برسات ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ یہ قدرت کا نظام ہے جس سے ہمارے بہت سے فوائد ہیں۔

☆☆☆☆

ختم شد